بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا ہے یعنی بسم اللہ سے آغاز دیوان کا | یہی طغرا سبب ہو جائیگا اجرای فرمان کا

جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کری سلطان | جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا

نشان لطف ہی آتش کا ابراہیم پر بجھنا | دلیل قہر آنا نوح کی امت پہ طوفان کا

میانِ چاہ یوسف کی کبھی اوسنے حفاظت کی | مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا

نہ دکھلاتا اگر وہ کافرون کو شانِ قہاری | عصای دست موسیٰ سے نہوتا کام ثعبان کا

ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل | ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اوسکو رضوان کا

اوسیکا کام ہے یہ کب کسی سی اور ممکن ہے | ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا

جو جہل احکام سی ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی | دلیل رحمتِ رب ہی نزول آیات قرآن کا

نسیم لطف اوسکی ہے نشاط افزا گلستان مین | نہین بیوجہ ہنسنا ہر سحر گلہای خندان کا

نہ چمکے برق اگر اوسکو چمکنے کا نہو ایما | نہ برسے ابر اگر اوسکو اشارہ ہو نہ باران کا

ہوا جب دن کھلا خورشید کا گل اوسکی فرمان سے | ہوئی شب قمقمہ روشن کیا مہتاب تابان کا

عجب جتنا عیان ہین عقل کو حیران کرتا ہی | نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلفِ پیچان کا

نہین لازم سنے بختی مین بھی قطع امید اوس سے — ملا ہے خضر کو ظلمت مین چشمہ آبحیوان کا
نفس کی آمد و شد مین ہون جب دو نعمتین حاصل — زبان کھولی ادای شکر مین کیا مونہہ ہی انسان کا
جو کانٹا ہی بیابان مین زبانِ شکرِ منعم ہے — دہانِ حمدِ خالق ہے ہر اک غنچہ گلستان کا

اوسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین واسطی کہون
نگاہِ غور سے دیکھا تماشا نرگسِستان کا

جہان مین کون ہے جسپر نہین احسان احمدؐ کا — سرِ مُلک و مَلک پر تاج ہے میمِ محمدؐ کا
زمانہ ہے غلام اوس واقفِ اسرارِ سرمد کا — کہ گوشِ دو جہان مین حلقہ ہے میمِ محمدؐ کا
سلیمانؑ ہون کہ یوسفؑ ہون مسیحاؑ ہون کہ موسیٰؑ ہون — دبا سکتا ہے انمین کون گوشہ اوسکی مسند کا
مبارکباد باہم حاملانِ عرش دیتی تھے — شبِ معراج مژدہ سُنکے اوسکی آمد آمد کا
نہ کیون یاجوج و ماجوجِ ضلال و کفر پس پا ہون — کہ خَندِ شرع مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا
بہت روتی اگر بے مقتدی اہلِ عالم ہوتے — عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمدؐ کا
بجا ہین ساکنِ ارض و سما محفوظ آفت سی — کہ حرزِ دو جہان تعویذ ہے حضرت کی مرقد کا
خمیرِ خاکِ آدم کا بہت دشوار تھا اوٹھنا — خمیر کیا وسمین اگر ہوتا نہ پرتو نورِ احمدؐ کا
بلندی آسمان سے ہی زمین کو بھی مولاکی — پڑی جو نقش پا بنجائے افسر فرقِ فرقد کا
وجوبِ امکان کا مجمع ہوگیا ہی ذاتِ اقدس مین — اشارہ ہی یہ نامِ پاک مین میمِ مشدد کا
نہ بنتا علمِ مولا وقتِ کشفِ راز اگر سوہان — نہ ہوتا تیز دندانہ کلیدِ قفلِ ابجد کا
بیانِ واضحِ مولا کا جو کاچل گیا اب — کہ پردہ اوٹھ گیا دروازۂ اسرارِ سرمد کا
عجب انگشتری ہے دستِ اقدس مین جو مولا کے — نگینہ ہے سپہرِ چرخِ نیلگون جسمین زبرجد کا
ثنای جرأتِ شہ اپنی طبعِ تیز سے ہوگی — کھلےگا معرکہ مین جوہر اس تیغِ مہند کا
جدائی احمدؐ و حیدرؑ مین کوئی کر نہین سکتا — عروض آیا ہے کسکو یا کھٹہ اس بیتِ معقد کا
اگر انصاف سی دیکھو سوای مہدیِ ہادی — محافظ کون ہی اس کشورِ ہستی کی سرحد کا

دعاای واسطی ہی روز و شب اپنی کہ محشر مین
خداوندا معاصی عفو ہون صدقہ محمدؐ کا

سب پہ ظاہر ہے حال حیدرؓ کا
نقدِ ایمان ہے مال حیدرؓ کا

نجم ہے خال خالِ حیدرؓ کا
نور ہے بال بال حیدرؓ کا

ہے اگر طالبِ تجلیِ طور
دیکھ نور جمال حیدرؓ کا

ہون وہ ذرّہ ہے آفتاب مرا
چہرۂ بیمثال حیدرؓ کا

صاف ہی جنگ بدر سی روشن
کب ہی پنہان کمال حیدرؓ کا

نطقِ عیسٰیؑ کہین تو زیبا ہے
معجزہ ہی مقال حیدرؓ کا

کیون نہ ہو خواب مرگ بھی شیرین
ہو جو دل مین خیال حیدرؓ کا

بخشدینا مرے محبون کو
تھا یہ حق سے سوال حیدرؓ کا

ہی یہ ادنی شرف کہ مولد ہے
خانۂ ذوالجلال حیدرؓ کا

پھر شہادت ہوئی تو مسجد مین
دیکھ حسن مآل حیدرؓ کا

ابن ملجم عجب حرامی تھا
خون سمجھا حلال حیدرؓ کا

بجھ گیا خانۂ خدا کا چراغ
جب ہوا انتقال حیدرؓ کا

واسطی فیض سارے عالم پر
ہے علی الاتصال حیدرؓ کا

وصل سے اوس مہرِ وش کے رتبہ اعلا ہو گیا
منزلِ خورشید آغوشِ تمنا ہو گیا

وحشتِ دل سے مین نادانون مین رسوا ہو گیا
حال دیوانی کا لڑکون کو تماشا ہو گیا

کون گل آیا کہ صحنِ باغ صحرا ہو گیا
صورتِ طاؤس رقصان ہر بگولا ہو گیا

مجکو مرنے کا نہین کچھ غم مگر اتنا ہے غم
رہ گیا خالی بیابان خضر تنہا ہو گیا

ہون وہ پیاسا مین جو بحرِ آب ساحل پر گیا
خشک شکلِ قلزمِ تصویر دریا ہو گیا

پھرتی پھرتے دشت مین آیا تو میخانے کی سمت
بادیہ پیما تھا اب مین بادہ پیما ہوگیا

یہ گھٹا غم سے نظر آتا نہین صیاد کو
ہون وہ طایر دام مین پھنستے ہی عنقا ہوگیا

خشک آنسو ہوگئے آیا جو وہ چہرہ نظر
نجم پنہان ہوگئے خورشید پیدا ہوگیا

گردشِ گردون سی اب امیدِ راحت ہی عبث
پی گئے می بادہ کش خالی یہ مینا ہوگیا

صور محشر بن گیا آوازۂ خلخالِ یار
جب چلے وہ دو قدم اک حشر برپا ہوگیا

سر جدا ہوتی ہی پائی رنج ہستی سی نجات
عقدۂ دل ناخنِ شمشیر سے وا ہوگیا

سختیان جھیلین جو ہمنے دولتِ دنیا ملی
سنگ سے یہ جوہر پوشیدہ پیدا ہوگیا

شوخی رفتار جانان کے اثر سے راہ مین
دیدۂ آہو ہر اک نقشِ کفِ پا ہوگیا

آگئی جان اپنی تن مین گفتگوی یار سے
ظاہر اوسکے لب سی اعجاز مسیحا ہوگیا

بعد مرنے کو بھی باقی ہے وحشت کا اثر
جو اوگا سبزہ مری تربت پہ کانٹا ہوگیا

واسطے مشتاق اک عالم ہے میری یار کا
شہر مین نکلا جو وہ رستے مین میلا ہوگیا

ایک عالم کو بہار آتی ہی سودا ہوگیا
شہر ویران ہوگیا آباد صحرا ہوگیا

ڈوبتے تھے تیغ قاتل کا سہارا ہوگیا
بحر ہستی سے ہمارا پار بیڑا ہوگیا

کسکے بہای مِسی آلودہ سے دعوی کیا
مونہہ تیرا گلشن مین ای سوسن جو کالا ہوگیا

چرخ پر بھی ہے تلاطم اشکِ طوفان خیز کا
ہالۂ مہتاب تک گردابِ دریا ہوگیا

کیا دہانِ یار کے مضمون نے دکھلایا اثر
جس کبوتر کو دیا نامہ وہ عنقا ہوگیا

کسطرح ہمکو نہ اپنی تیرہ بختی پر ہو ناز
خالِ رخ اوس ماہ کا اپنا ستارا ہوگیا

جب سے منظور نظر اک آفتاب حسن ہے
صاف تار آنکھہ کا گردونکا تارا ہوگیا

مرکے کھٹکونگا ہماکی آنکھہ مین مین ناتوان
سوکھہ کر ہر استخوانِ جسم کانٹا ہوگیا

دل میرا ٹھہرا جو دیکھا شعلۂ رخسار یار
ای ہوس آگ پر قایم یہ پارا ہوگیا

ای جنون میری گریبان کا تو سے مذکور کیا
چاک تیری ہاتھ سے دامانِ صحرا ہو گیا

خواب مین تھے ہم بغل وس سے جو جاگی کچہ تہا
واہ ای گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا

دل سے ایسی اپنی صورت آگئی اوسکو پسند
آئینہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا

ایک دم مین زندہ جاوید کشتون کو کیا
خنجرِ قاتل سے اعجازِ مسیحاؑ ہو گیا

ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفانِ نوح
ایک نالے سے ہمارے حشر برپا ہو گیا

سوزِ عشقِ قدِ جانان نے کیا اسکو نہ خشک
سوکھ کر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہو گیا

تھی جو مئےخوار ہی فراقِ یار مین ای واسطی
آتشِ مَی سے کباب اپنا کلیجا ہو گیا

حائل ہی زیست وصل ہو اوس جان جان سے کیا
پردہ بغیر مرگ اوٹھی درمیان سے کیا

آزاد مثلِ سرو ہین باغ جہان مین ہم
نفع و ضرر ہے ہمکو بہار و خزان سے کیا

مجمع ہی جا وہ پسندِ جہان ہو کوئی حسین
یوسف نہ جبمین ہو غرض اوس کاروان سے کیا

ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال
دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا

رندون کا ہے یہ واعظِ منبر نشین ہی قول
ناقص سے ہے جنس فایدہ اونچی دکان سے کیا

رونے نی میرے بند کیا کاروبارِ دہر
ساون کی ہے جھڑی کوئی نکلی مکان سے کیا

بھیجتا رہا ہون کرکے کبوتر کو نامہ بر
نامہ تو لیچلا ہے کہی گا زبان سے کیا

مونہہ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما
ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوان سے کیا

پروازِ مرغِ دل کی نقاہت سے اوڑگئے
ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمان سے کیا

تیغِ زبانِ خلق کی پروا نہین رہے
ہاتھ آئی ہے سپر مجھے گوشِ گران سے کیا

ہم مست مَی ہین ہمکو دیا نے گا کیا فلک
گنتے رہے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا

اعلی جو ہین وہ مائل پستے نہین کبھے
اوترے ہین زمین پہ حور و ملک آسمان سے کیا

غم کے لیے ہی خونِ جگر ہو کہ لختِ دل
نعمت کوئی عزیز کر دان میہمان سے کیا

ہم اس چمن مین طایر نکہت ہین واسطی
ہمکو نشیمن و قفس و آشیان سے کیا

شناور جانتا ہے بحر معنے آشنائی کا
حباب موج مین پردہ ہی صورت کی جدائی کا

عناصر زیر تربت جا کی آپس مین جدا ہونگے
بھروسا کیا جہانمین چار دن کی آشنائی کا

کہا یہ عالمون سے جب چڑھا منصور سولی پر
حجاب علم مین جلوہ کہان نور خدائی کا

درست اس سے نہ کیونکر ہو شکست بال پر اوڑ
اثر ہی شبہہ موم شمع مین ہے مومیائی کا

حسینون کا محلہ بھی دیار کوفہ ہے شاید
پسند طبع ہے سبکو طریقہ بیوفائی کا

ڈبوئی دیتے ہی ناواقفون کو موج اسکے
شناور ہو تو دریا پیر جاتی آشنائی کا

ہماری آہ کو نادان ہین جو برباد سمجھے ہین
نشانہ طایر سدرہ ہی اس تیر ہوائی کا

شہادت ایکدن ہوگی پھرینگے تیغ گردن پر
سمجھتا ہون اشارہ اوسکے انگشت حنائی کا

اگر ہے شوق دل تا منزل مقصود پہنچونگا
نہین محتاج مین ای خضر تیری رہنمائی کا

ادا حق بندگی کا بھی کسی سے ہو نہین سکتا
بڑی نافہم ہین کرتے ہین جو دعوی خدائی کا

میری پہلو سی اوٹھنی کا اگر وہ قصد کرتی ہین
ارادہ روح بھی رکھتی ہی قالب سے جدائی کا

حسین جو ہی تیری رخ سے ہی نقد حسن کا سائل
چمن مین گل ہی دست شاخ پہ کاسہ گدائی کا

خموشی مین ہی جانبازی مناسب ہے بیاز نکو
انا الحق گو میری نزدیک جھوٹا ہی خدائی کا

بھلا دون آئین کو کسطرح فانوس سے نسبت
کہان ہی شمع مین جلوہ تیری گوری کلائی کا

جلا دین اوسکے قم کشتی کو تیری آئین مقتل ہین
جو دعوی حضرت عیسے کو ہی معجز نمائی کا

گریبان پھاڑ سکتا ہون نہ جا سکتا ہون صحرا کو
کرون شکوہ نہ کیونکر ای جنون بیدست پائی کا

ہوا ثابت ہی ایما میری خونریزی کا ای قاصد
لفافہ خط جانان پر ہے قرطاس حنائی کا

کہون کیا اپنی حالت محو ہون ایسا سراپا ہین
نہ اسبہا ہی وصل کی شادی نہ اب غم ہی جدائی کا

ہین جنبش کر کاروان اہل دنیا سے وہان پہنچا
پتا ملتا نہین جسکا جرس کی رہنمائی کا

یہ بیداری کی حالت ہی مجھے یا خواب غفلت ہے
جو بھولا واسطی دل سے میری نقشہ خدائی کا

حضور یار رہا اور قرار تک نہ رہا — وقار کیا کہ ذرا اعتبار تک نہ رہا
یہ ہوش جا کے سر کوی یار تک نہ رہا — مراجعت مین ہمین اختیار تک نہ رہا
غم فراق نے مردہ بنا دیا ایسا — قرار کیا کہ یہان اضطرار تک نہ رہا
مٹا دیا مجھے سوز جگر نے صورت شمع — کھلا یہ ہین کہ میرا جسم زار تک نہ رہا
اوڑائی پرزی یہ گبرون کے دشت وحشت نے — کہ آستین و گریبان مین تار تک نہ رہا
فلک شکوہ بنائی تھے یہان جو قصر بلند — یہ مٹ گئی کہ نشان مزار تک نہ رہا
کیا تھا عہد یہین سے نہ اٹھئی کبھی — قیام پر اوسے فصل بہار تک نہ رہا
غم فراق نے ہمکو تو بے اجل مارا — اسی تو موت کا اب انتظار تک نہ رہا
تمھارا غم تو ہے ہمراہ میری کیا پروا — جو بیکسی مین کوئی غمگسار تک نہ رہا
غرور حسن کہان کا جو رخ پہ خط نکلا — ہوئی یہ صاف کہ دل مین غبار تک نہ رہا
تری خدنگ نگہ سے کئی یہ خالی دشت — کہ منزلون کہین باقی شکار تک نہ رہا

یہ روز وصل ہوا واسطی مین عیش سے مست
کہ یاد رنج شب انتظار تک نہ رہا

یہ اہل کبر کی یادگار تک نہ رہا — مکان کیسے کسیکا مزار تک نہ رہا
ہوای تند نے کیسا غضب کیا بس کر — کہ اوس گلی مین ہمارا غبار تک نہ رہا
جنون کے ہاتھ سے کیونکر نہ تنگ ہون بس مر کر — کفن کا زیر لحد ایک تار تک نہ رہا
تمھاری آنکھ کی الفت نی یہ کیا بیخود — خیال گردش لیل و نہار تک نہ رہا
وہ باغ دہر مین ہون بلبل خزان دیدہ — کہ آشیان مین میرے کوئی خار تک نہ رہا
سراغ قافلہ رفتہ اب ملے ہمین کیا — کہین نشان قدم کیا غبار تک نہ رہا

خزان نے آکی کیا کیا بہار کو بے برگ
کہ باغ مین شجر سایہ دار تک نرہا

کیا ہے جسم کو بی حس یہ ضعف پیری نے
کہ دست و پا پہ ہمین اختیار تک نرہا

لیئے یہ وصل مین رخسار یار کے بوسے
کہ یاد اوسکو بھی اونکا شمار تک نرہا

لحد پہ تمسے غریبون کا شامیانہ کہان
کہ سایہ کرنے کو نخل مزار تک نرہا

پھری جو اوسکی طبیعت تو پھر گیا عالم
کوئی رفیق کوئی غمگسار تک نرہا

جنون کی جوش مین دستار کا تو ذکر ہی کیا
بدن کے کپڑون مین جیب کا تار تک نرہا

شراب پی کے ہوا نشہ اسقدر غالب
کہ واسطی ہمین خوف خمار تک نرہا

تیرا عاشق ہو ان سلیمان سے ہے مقابل میرا
ای پری حق ہے یہ دعوی نہین باطل میرا

کھینچ لائیگا تجھے جذبہ کامل میرا
رگ مجذوب کی رکھتا ہی کشش دل میرا

ناتوانی کی سبب قتل سے محروم رہا
نہ ملا جسم تھکا ڈھونڈہ کے قاتل میرا

بے سبب شوخ نہین رنگ تیری مہندی کا
کچھ نہ کچھ یار ہوا اس مین ہی شامل میرا

ہو میری طرح اگر تو بھی کسے پر عاشق
کیا تعجب ہی کہ اللہ ہے عادل میرا

کٹ گئی راہ سفر چشم زدن مین ہر چند
شہر ہستے سے وطن تھا کئی منزل میرا

ناخن خنجر قاتل سے ہے اگر عقدہ کشا
حل ہے اک روز ہر اک عقدہ مشکل میرا

ناخدا ہون وہ بھی بخت کہ مانند حباب
ٹوٹ جاتا ہی سفینہ لب ساحل میرا

تنگدستی مین نہین جان عزیز بھی عزیز
ہاتھ سے تنگ مگر تنگ نہین دل میرا

شمع سوزان جو زبان رکھتی ہی [illegible]
کہہ رہا ہے یہ فسانہ سر محفل میرا

خود وہ کہتے ہین کہ اس بزم مین جلتا ہے جو
ناکس نہین ہے البتہ مقابل میرا

مہربان سب پہ ہی یار رکھتا ہی [illegible]
جو زبانی ہی عیسی وہ ہی قاتل میرا

دل محبوب کو قابو مین بین لاؤن کیونکر
واسطی خود مرے قابو مین نہین دل میرا

کیون نہ سامان کرون بی سروسامانی کا
جمع اسباب ہی باعث ہی پریشانے کا

حسن رخ دیکھ کے اوس یوسف ثانی کا
چاک ہی مثل کتان دل مہ کنعانی کا

نہ ٹلی گا نہ مٹی گا یہ ہے تقدیر کے لکھے
وہی پیش آئے گا لکھا ہی جو پیشانی کا

آسمان سے یہ کہو دیدۂ انجم سے ذرا
حال دیکھے مری داغونکی فراوانی کا

موت سبکی ہے محافظ جو یہ ہی قول صحیح
کیون ہین بیفائدہ خواہان ہون نگہبانی کا

حال آیندہ جو کرتے ہین بیان کاذب ہین
پڑھنے والا نہین کوئی خط پیشانی کا

مجرمو اسلئے سبب سی ہوئے شرح معاف
ماننا چاہیئے احسان پشیمانے کا

پوچھتے کیا ہو میرا حال کہ آئینہ سے ہے
عاشق زلف ہون عالم ہے پریشانی کا

کسکو پروا ہے جو موذی ہون مانی مین تباہ
غم ہو کیا خانۂ زنبور رسے ویرانی کا

شوق دیدار رخ یار مین کیا آنکھ ہو بند
صورت آئینہ پتلا ہون مین حیرانی کا

روتی روتی کبھی ہو جائے گی دلکو تسکین
ناخدا خود ہی خدا کشتی طوفانی کا

ہے جو بنیاد وہ سمجھتا ہی کہ انجام ہی خاک
ترجمہ نقش قدم ہے خط پیشانے کا

ہے جو ہمدرد وہ ہمدرد کا ہوتا ہی شریک
درد ہے دل مین میری قیس بیابانی کا

واعظو کیا ہے گنہ بندۂ بت ہو جانا
جب ملک سجدہ کرین پیکر انسانے کا

صدمہ کو دہ الم سے نہین کچھ رنج مجھے
ظرف عالی ہے بہت میری گرانجانی کا

جس نی دیکھا مجھے ای یار ہوا وہ حیران
آئینہ حال ہے سب پر میری حیرانی کا

سحر نگین چشم کا عاشق مین ہوا ہون جب سے
ناطقہ بند ہوا میری سخندانے کا

واسطی کیون نہ ہو روشن میرا کاشانۂ دل
وہیان رہتا ہے کسی چہرۂ نورانے کا

دل دام زلف مین جو پھنسنا تھا پھنسا رہا
عاشق تمام عمر اسیر بلا رہا

دل پر شب وصال بھی صدمہ پڑا رہا
صبح سیاہ بخت کا کھٹکا لگا رہا

کب زار دل جہان مین کسی سے چھپا رہا
روز ازل سے عشق میرا بر ملا رہا

حیران ہو گئے یار کی صورت دم وصال
مین صاف آئینہ کی طرح دیکھتا رہا

شکر خدا کہ کھائی سگ کوی یار نے
محروم ہڈیون سے ہماری ہما رہا

کاٹی شب فراق بڑی اضطراب مین
تم رات بھر نہ آئے میرا دل لگا رہا

بیداد سے نہ ہاتھ اوٹھایا کسے طرح
مجھ سے تمام عمر وہ ظالم خفا رہا

کیا جانیے ہای کسکے لگی بد دعا مجھے
مین عمر بھر کہین نہ کہین مبتلا رہا

ایک بوسہ لعل لب کا دیت مین دیا نہ ہائے
دعوی ہمارے خون کا ای بیوفا رہا

جب تک رہا جہان مین رہی رزق کی تلاش
گردش مین رات دن صفت آسیا رہا

نکلا غلط اب حساب سے عشاق کا عبث
جانی دو جو گیا وہ گیا جو رہا رہا

زندہ ہون لاغری کے سبب مین ناتوان
پیچھے پھر گئی ہے موت بھی آ آکے بارہا

بیٹھے جا بیٹھ یار کی دیوار کے تلے
سر پر ہمارے سایۂ بال ہما رہا

دم بھر کا ہے قیام یہان صورت حباب
پھر جہان مین کوئی رہا سے تو کیا رہا

قاتل کی کھنچ گئی سر میدان جو تیغ ناز
ثابت قدم نہ کوئی ہمارے سوا رہا

اندہا ہے جو کہی کہ نہین جلوہ گر حبیب
مین ہر زمان ہر مکان مین اوسے دیکھتا رہا

آزادگی سے کی شکل نہ دیکھی تمام عمر
میرا تو دل کسی نہ کسی سے پھنسا رہا

کیا واسطی کو مشکل لا حل سے واسطہ
وہ تو غلام حضرت مشکل کشا رہا

دل عکس رخ یار کی جا ہو نہین سکتا
یہہ آئینہ خورشید نما ہو نہین سکتا

ہر چند جو قیدی ہے رہا ہوتا ہے اک دن
قیدی تیری گیسو کا رہا ہو نہین سکتا

کیا آ گئی دل مین کہ تم آئے میرے گھر مین
حق بندہ نوازی کا ادا ہو نہین سکتا

پوچھے گا کسی روز کوئی تیغ زنون سے
ضائع کبھی خون شہدا ہو نہین سکتا

کمبخت ہی کیا ضعف کہ ناخن سی شب وصل
وا اوسکا کوئی بند قبا ہو نہیں سکتا

[illegible] سے ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہیں سکتا

ہے حشمت خدا داد [illegible] ورنہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہے خدا ہو نہیں سکتا

نجابت میں رہتا ہی بہت قصد شکایت
جب سامنے جاتا ہوں گلا ہو نہیں سکتا

پر خط کے پہونچنے میں نہ جلدی بہت اے دل
قاصد تو کسی طور رہا ہو نہیں سکتا

چلوائے تو ساقی مجھے ماہ رمضان میں
روزہ کوئی کیا مجھ سے قضا ہو نہیں سکتا

جیسے کہ مری خون سے سرخ اوسکی ہیں تلوے
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہیں سکتا

اوٹھ جائیں اگر ساری جو ہیں بیچ کی پردے
ہمکو وہ یقین ہے کہ سوا ہو نہیں سکتا

وحشت میں خوشی سے ہمیں عریان بدنی کی
جامہ ہے یہ ایسا کہ قبا ہو نہیں سکتا

پہونچا دی مری ہاتھ کو اوس زلف رسا تک
اتنا بھی تو اے بخت رسا ہو نہیں سکتا

فارغ ہیں دوئی سے جو ہیں یک جان دو قالب
جو حرف مشدد ہے جدا ہو نہیں سکتا

وہ بیت ترا مطلع ابرو ہے کہ جس میں
اُستاد سے بھی دخل بجا ہو نہیں سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کے واعظ
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہیں سکتا

سمجھاتا ہے کیا واسطی زار کو اتنا
صبر اے صنم ماہ لقا ہو نہیں سکتا

قلت غم سے دل مشتاق غم کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جب روز صدمہ کم ہوا

مرگیا غم سے جو میں ساری جہاں کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجھکو اب غم عالم ہوا

وہ پری انشاں میں کس طرح ہو امید وصل
حرف ہم جنس کی باعث حرف سی توام ہوا

ہو گئی آنکھوں کو روشن [illegible]
جو حباب آیا نظر انکو وہ جام جم ہوا

شام کو [illegible]
ماہ تابان پر گمان نیر اعظم ہوا

بوسہ [illegible] نمود
کیا سخاوت سی جہاں میں شہرہ حاتم ہوا

کشتے جو ہوتے ہیں اب وہ زندۂ جاوید ہیں
میرے دم سے خنجر جلاد عیسیٰ دم ہوا

واجب التعظیم تو وہ ہے جو آیا باغ میں
سایۂ مثل سرو استادہ قد آدم ہوا

کھل گیا ہے رنج عاشق سی خوشی معشوق کو
خندۂ گل کا سبب جب گریۂ شبنم ہوا

نور کا عالم نظر آیا جو مل بیٹھا وہ مہر
پلۂ میزان بھی برج شرف اعظم ہوا

کی تواضع جھکے ارباب تواضع کی حضور
دیکھ کر محراب سجدے میں سر اپنا خم ہوا

اشکباری نے کیا افزون گرفتہ اپنا دل
ہو کے تر پانی میں عقدہ اور بھی محکم ہوا

نان نعمت میں کہاں جو نان جو میں ہے مزا
میں قناعت پیشہ کب منت کش حاتم ہوا

بوسۂ لب ہی سے صحت دل مجروح کو
واہ کیا حلوا ہمارے زخم کو مرہم ہوا

مل گئی جب وہ ذرا اوسکی آنکھ میری آنکھ سے
دل نے یہ پھبتی کہی بادام اب توام ہوا

مجھسا دنیا میں نہوگا کوئی محروم وصال
رشک آیا حرف سے بھی حرف اگر توام ہوا

باغ میں شاید کہ صرصر آہ بلبل سے چلے
دفتر اوراق گل جو درہم و برہم ہوا

بنگیا میخانہ غم خانہ فراق یار میں
دور ساغر پر گمان حلقۂ ماتم ہوا

سیر گلشن کو گیا جب واسطی بے یار میں
سبزۂ نوخیز کا نظارہ مجکو سم ہوا

عمر بھر مجکو جو شغل مے سے سرجوش رہا
قبر پہ مجمع رندان قدح نوش رہا

یاد آئی جو تری نرگس میگون سلنے
میں تو کیا ہوں نہ فرشتوں کو بھی ہوش رہا

ایک اپنی نہ کہی بیٹھے زمانے کی سنے
مثل گل باغ جہاں میں ہمہ تن گوش رہا

عمر بھر آنکھ نہ غفلت سے کھلی [illegible]
وہ [illegible] ازل سے مجکو فراموش رہا

ہجر کی شب یہ اوٹھا درد جگر صبح تلک
[illegible] سیہ پوش رہا

گھر کے کسدن نہ مری آنکھ کا بادل برسا
تر تو ان اشک کی طوفان کا اک جوش رہا

مرگیا کون یہ بلبل چمن ہستی میں
گل بھی سوسن کی روش غم سے سیہ پوش رہا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل ا
شب کو معشوق تصور سے ہم آغوش رہا

شب فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کچھ حال
کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بی ہوش رہا

غم کے خم ہمنے چڑھائے شب وصل ہی سے
میکشی مین نہ کسے بات کا کچھ ہوش رہا

اب دین مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم
صفت آتش خاموش وہ خاموش رہا

الغرض آیا تیری کشتے کی جلانے کو مسیح
لفظ قم منہہ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا

مشرق نور بجا ہے جو کہے اسکو فلک
دل مین کسدن نہ سحر صبح بناگوش رہا

کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سنی
ہمہ تن چشم رہا مین ہمہ تن گوش رہا

واسطی سنکے تیری نالۂ موزون شب وصل
بلبل نغمہ سرا باغ مین خاموش رہا

بوسہ دیا نہ عارض روشن دکھا دیا
دل لیکے تمنے عاشق شیدا کو کیا دیا

مجھ مردہ دل کو آکے کبھی تمنے جلا دیا
کس وزن بوسۂ لب معجز نما دیا ✤

آنکھون کا کچھ قصور نہ دل کی ہی کچھ خطا
قسمت نی دام عشق مین ہمکو پھنسا دیا

ہمراہ یار غیر جو آیا مزار پر
دل کی تڑپ نے خواب سی مجکو جگا دیا

سودای عشق سے کبھی آیا جو ہوش مین
بک بک کی ناصحون نے مرا سر پھرا دیا

مدت سی خط کا یار نے لکھا نہین جواب
کیا جانے کیا رقیب نے اوسکو پڑھا دیا

عزلت نشین ہون مردمک چشم کی طرح
آنکھون کے عشق نے مجھی انسان بنا دیا

کیا سو رہا ہی تجھے چین سی کنج لحد مین ہم
خواب عدم سی کس نی آکے جگا دیا

فرہاد بی ستون کو گیا قیس نجد کو
ہمنے گلی مین یار کے بستر لگا دیا

آہون سے میری کانپ گئی ہفت آسمان
نالون نے میری عرش برین کو ہلا دیا

فریادیون کے لینے لگی وہ جو عرضیان
قاصد نی میرے خط کو بھی اون مین ملا دیا

خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا
آئینہ کس نے یار کو لا کر دکھا دیا

سو نعمتون سی اوسکو سمجھتا ہون عزیز
ایسا تمہاری ہجر مین غم نے مزا دیا

اک دل رہا تھا وہ بھی ہوا دلربائی سا
افسوس واسطی نہین جو کچھ دیا دیا

لکھتا ہون وصف چشمِ بتِ بی مثال کا
عالم مری قلم مین ہی شاخ غزال کا

سائل ہی حسن کا تری عارض سی کیا چمن
ہر گل ہی دست شاخ پہ کاسہ سوال کا

وہ بادہ خوار ہون کہ جو اک قطرہ پی شراب
دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا

شاید ہی تیری ابرو پر خم کا وصف سخن
ہی اسقدر بلند جو مصرع ہلال کا

چمکی تھی نخل طور کی اوپر جو برقِ طور
پر تو تھا ایک آپ کے نور جمال کا

لاغر ہی تن مرا کمرِ یار کی طرح
دیکھا تو اسمین فرق نہین ایک بال کا

لازم طلب ہے اوسکی دم زیب بزم مین
مشتاق آئینہ ہی تمہاری جمال کا

نفرت غنا سی ہی ہمین اوسکے فراق مین
چپّی کا ہی نہ ہوش نہ مطلق خیال کا

وہ صبح تک نہ آئی تو جان اپنی جائیگی
فرقت کی رات دن ہی ہماری وصال کا

اور ونکو صاف ہمکو عنایت ہو دردِ می
ساقی ہی کیا سبب تری گرد ملال کا

ہین بڑھکی ماہ نو سے طلبگار بدر ہم
ہمسا ہی قدردان نہین اہل کمال کا

گردون پہ خال چہرۂ خورشید بنگیا
ذرہ اگر اوڑا مرے گرد ملال کا

دی تمکو شکل خالقِ عالم نے نور کی
پتلا بنا دیا ہمین گرد ملال کا

دریافت کر تدرو سی بلبل سی پوچھ لے
قائل نہین ہی کون تری بول چال کا

نادان ہین وہ جو طالب لذت ہین دہر مین
ای واسطی ہی داغ ثمر اس نہال کا

شاید کہ شاد ہوگی وہ دی بوسہ خال کا
تحفہ ہمین اوسکو بھیجے نافہ غزال کا

کشتہ کیا ہی بخت نی اوس خرد سال کا
دیکھی نہ جسنے شعب مین نہ باب انفعال کا

گذرا شباب قصد عبادت کا کیجیے
پڑھیے نماز وقت اب آیا زوال کا

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب کلاہ
پھرتے ہین دربدر لیے کاسہ سوال کا

زینت سی کام کیا انھین جو ہین بلند قدر
وسمی سی آشنا نہین ابرو ھلال کا

اوس رخ پہ مور خط ہین اگر مجتمع تو ہون
ممکن نہین جگہ سے ہلے دانہ خال کا

کرتا ہون دنکو رات ہین سر پر اوڑا کی خاک
اندھیر کر رہا ہی جنون ابکی سال کا

درکار شامیانہ ہی کیا مجکو بعد مرگ
مرقد پہ سایہ ہی کرم ذو الجلال کا

وحشی ہون چشم یار کا زندان ہی مجکو دشت
گردن کو طوق حلقہ ہی چشم غزال کا

مذکور میری عشق کا کس شہر مین نہین
شاید کہ یہ بھی شہرہ ہی اہل کمال کا

روشن دلون کی کام نہ آئی سیاہ بخت
روغن جلا چراغ مین کس روز ڈہال کا

وحشی ہون چشم یار کا درکار کیا مکان
نافی ہی بیٹھ رہنی کو گنبد غزال کا

مدت ہر کا کام ہی نہ کبوتر کا نامہ ہی
وان نامہ لیکے جائیگا قاصد خیال کا

لاتی ہی کلک منھ جو صفت چشم مست کی
ہر دائرہ ہی جام مئی پرتگال کا

کرتی ہو لعل لب سے لڑائی کی بات تم
کیا لال سی پسند لڑانا ہی لال کا

تیری صریر کلک کو سن سن کے واسطی
ہی نطق بند طوطی شیرین مقال کا

غیر کی پاس جو تو جا کی ذرا بیٹھ گیا
دل میرا اوٹھ بت بی مہر و وفا بیٹھ گیا

نظر شہر ہوئی یار کمان ابرو کی
کیا نشانی پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا

لاکھ ڈہونڈہتی ہون جفا مین کوئی مٹتا ہی
لوح دل پر ہی یہان نقش وفا بیٹھ گیا

بزم جانان مین کبھی مینی تکلف نہ کیا
بیٹھ جانی کی جہان مل گئی جا بیٹھ گیا

خار ووڑی پی تعظیم بگولی کی طرح
جس جگہ تھک کی مرا آبلہ پا بیٹھ گیا

بحر عالم مین نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات
بلبلا تھا جو یہ پانی کا اوٹھا بیٹھ گیا

زلف اوس چہری پہ چہوٹی تو ہوا مجکو گمان
کہ حلب مین عمل شاہ خطا بیٹھ گیا

دلسے اپنے جو نکلتا نہین ارمان اتبک
حسرت و یاس کا پہرا کوئی کیا بیٹھ گیا

توڑنے پہول گلستان مین جو گلچین آیا
شور بلبل نے کیا یہ کہ گلا بیٹھ گیا

وصل کی رات ندینی تہی اذان چلاکر
کیون مؤذن ترا آخر نہ گلا بیٹھ گیا

محتسب بزم مین آیا کہ مصیبت آئی
شور قلقل سے صراحی کا گلا بیٹھ گیا

صورت گرد اوٹہا بہی جو مین اوس کوچہ سے
ضعف سے صورت نقش کف پا بیٹھ گیا

بحر الفت مین شناکو جو شناور اوترا
غوطہ یہ کہائی کہ سر تک نہ اوٹہا بیٹھ گیا

واسطی اشک کی بارش مین ٹہہرتا کیونکر
تہا پرانا جو بہت قصر سما بیٹھ گیا

عبث نہین ہے بہت بیقرار دل میرا
کسی پہ آگیا بی اختیار دل میرا

نہ تجہسے ہوگا جدا زینہار دل میرا
ترے خیال سے ہے ہمکنار دل میرا

بشکل آینہ ہون صاف دوست دشمن سے
کسی سے بہی نہین رکہتا غبار دل میرا

جو ایکبار نہین چاہتا مری صحبت
اوسی کو چاہتا ہی بار بار دل میرا

تم اپنی چوٹی کو موباف سرخ سے گوندہو
کہ دیکہے شام و شفق کی بہار دل میرا

صبا کی چال مین تہی اوسکی پاؤنکی آہٹ
ہوئی جو صبح ہوا بیقرار دل میرا

وہ فاتحے کو جو آئے رقیب کی ہمراہ
تڑپ تڑپ گیا زیر مزار دل میرا

وہ بدگمان ہی نہ چہوڑیگا ای پری تجکو
پہرے گا ساتہہ تری سایہ وار دل میرا

اگر وہ نزع مین آیا نہ میری بالین پہ
کریگا حشر تلک انتظار دل میرا

نہ دوست دینگے مرا ساتہ قبر مین نہ عزیز
رہیگا ساتہہ مری یار غار دل میرا

مرے بغیر گئے جب وہ سیر گلشن کو
برنگ لالہ ہوا داغدار دل میرا

ہزار آئے خزان خندہ زن ہی صورت گل
عجب طرح کا ہی باغ و بہار دل میرا

اوڑہی کی خاکِ لحد کیا کہ شرم عصیان سی | عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

نہین ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شبِ فراق مین ہی غمگسار دل میرا

رحم ہمپر بعدِ مُردن بھی نہ کھایا جائیگا | فاتحی کیو واسطی کب اون سی آیا جائیگا
عشق مین کیا کیا نہ تو ای دل ستایا جائیگا | ہاتھ سی اِن شعلہ رویون کی جلایا جائیگا
عشق مین اوس شعلہ رو کی دل جلایا جائیگا | ایکدن سرو چراغان یہ بنایا جائیگا
نزع کی عالم مین ہو گر دیکھنا تو دیکھ جا | یہ سفر وہ ہی جہان سی پھر نہ آیا جائیگا
کر دیا ہی اسقدر آزارِ فرقت نی نقیہ | قبر تک مجھ ناتوان سی مر کی جایا جائیگا
سب ستم منظور ہین ہر روز آیا کیجیے | کس سی صدمہ بیٹھ رہنی کا اوٹھایا جائیگا
قاصد وہ شمعرو از بسکہ ہی آتش مزاج | مثلِ پروانہ مرا نامہ جلایا جائیگا
تیری مالی کی چمک نی دل مین بھڑکائی ہی آگ | شعلہ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائیگا
شاید اوسکو رحم آجائی دلِ پُر داغ پر | چاک کرکی سینۂ سوزان دکھایا جائیگا
گو کہ اقلیمِ عدم ہی منزلِ ہستی سی دور | گرتی پڑتی جائین گی جسطرح جایا جائیگا
دلمین کھینچینگے تصور اوسکے رخ صاف کا | آئینہ کی گھر مین آئینہ لگایا جائیگا
گو مین جا سکتا نہین خلوت سرای یار تک | دل مرا ساتھ اوس پری کی شبگی بنایا جائیگا
لوگ دنیا سی چلی جاتی ہین حیرت ہی مجھی | عالمِ بالا پہ کیا میلا لگایا جائیگا
خط جو بھیجون گا مقرر وہ کرینگی چاک چاک | ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائیگا
اسلیے لکھتا نہین خط اوس بتِ عیار کو | قاصدون کو بھی وہان ستایا جائیگا

شاعرانہ خوب لکھا واسطی مضمون شوق
کچھ اثر ہو گا جو خط اوسکو سنایا جائیگا

نشترِ حسرت رگِ جان مین کھٹکتا جائیگا | ہون شہیدِ عشق خون میرا ٹپکتا جائیگا

ٹھوکرین کھائیگا عالم کی بھٹکتا جائیگا
جو تری در سی پھریگا سر پٹکتا جائی گا

نرگس مسکون سی دیکھی گا جسے تو اک نگاہ
بزم سی تیری وہ اے ساقی بہکتا جائی گا

نزع مین گر حسرت دیدار مژگان ہی یہی
دم بھی نکلی گا تو آنکھون مین اٹکتا جائیگا

فرقت ساقی مین پانی بھی اگر ہوگا نصیب
حلق مین میری ہر اک قطرہ اٹکتا جائیگا

صحبت اغیار اور وہ شوخ وارستہ مزاج
ہمنشین بہکائین گی جون جون بہکتا جائیگا

ابر سی بڑھ جائیگی رونی مین میری چشم تر
برق سی آگی مرا نالہ چمکتا جائیگا

جب بنا کر بال وہ گھر جائین گی اغیار کی
طائر دل دام گیسو مین پھڑکتا جائیگا

آئیگا وہ شہسوار ناز کب بہر شکار
سر مرا فتراک مین کسدن لٹکتا جائیگا

خوف کیا تاریکی راہ عدم کا عشق مین
میری آگی آہ کا شعلہ چمکتا جائیگا

چادر گل کی جنازی پر نہین کچھ احتیاج
ہر گل داغ جگر اپنا مہکتا جائیگا

آبپاشی لاکھہ یہ آنکھین کرین ہوتا ہی کیا
حشر تک شعلہ مری دل کا بھڑکتا جائیگا

جبہہ سائی آستان یار پر ممکن نہین
واسطی عاشق یہان سی سر پٹکتا جائیگا

وصف لکھا ہی جو اوسکی پھول سی رخسار کا
جو ورق دیوان کا ہی اک تختہ ہی گلزار کا

ماہ اک نقش قدم ہی خاک کوئے یار کا
مہر اک ذرہ ہی اوسکی روزن دیوار کا

احتیاج تاج شاہی کیا فقیری مین مجھے
سایہ بال ہما سایہ ہی اوس دیوار کا

نقشہ مانی نی ترا کھینچا تو مین بسمل ہوا
کھینچنا تصویر کا تھا کھینچنا تلوار کا

ہوگیا اوس سیمتن کی عشق مین ایسا نزار
جسم لاغر مین ہی عالم جنتری کی تار کا

ایکدن ڈہا ہی گی قصر تن کو شکوے کی جھڑی
کیا ہی بارش مین بھروسا اس گلی دیوار کا

لن ترانی کیون سناتی ہو نہ مانونگا کبھی
شکل موسی شوق غالب ہے مجھے دیدار کا

حق نی بخشا ہی تجھی وہ حسن اے یوسف جمال
ہی تری کوچی مین جیسا مصر کی بازار کا

اسقدر ہی دل مرا غمدوست ای ناوک فگن
ناپسندِ طبع ہی ہنسنا لبِ سوفار کا

روز رو رو کر بہاتا ہون مین یا سیکڑون
دیدۂ تر مین ہی عالم ابرِ دریا بار کا

ماہ نو دیکھا جو وقتِ شام یہ شبہہ ہوا
نیمچہ چمکا کسی کی ابروی خمدار کا

ہین بہی کم سن بہت وہ رخ پہ خط نکلا نہین
کیون نہ رخسارون مین عالم ہو گلِ بیخار کا

قبل ازین او سیمین کہان تہی خوش خرامی اسقدر
کبک نی انداز سیکہا ہی تری رفتار کا

حلقۂ گیسو کی الفت مین ہوا پیچان مین
جسم لاغر بنگیا لقمہ دہانِ مار کا

آرہی ہی واسطی کی جان ہونٹون پر لگر
ابتلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

باعثِ وحشت ہوا نظارہ قصرِ یار کا
جن بنا سر پہ اگر سایہ پڑا دیوار کا

سوکہہ کر گلشن مین آخر کو گذر ہی خار کا
دیکہہ لو انجام دو رخ ہی غریب آزار کا

کیون ہوا عاشق دلِ پر داغ زلفِ یار کا
جانتی ہین سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا

روی جانان پر جو خط دیکھا ہمین آیا خیال
آینہ کی آب سی سبزہ اوگا زنگار کا

اک بتِ شمشاد قد کا جب سی دیوانہ ہون مین
مثلِ قمری طوقِ گردن حلقہ ہی زنار کا

بچ رہیگا کون عالم مین کہ مثلِ کہکشان
شرق سی تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا

نبضین چہوٹین ہوگئی گم ہوش کیا کرتی علاج
رہگئی منہ دیکہہ کر عیسے تری بیمار کا

چاہتی ہو یہ کہ گردش مین رہی عاشق کا بخت
کہل گیا مضمون تمہاری بندشِ دستار کا

کیا سیہ خانی کو اپنی روشنی کی احتیاج
ہی چراغ اسمین ہماری دیدۂ بیدار کا

ترک اندیا کرتی ہین سرکش بہی ہوکر سربلند
راہرو شاکی نہین خارِ سرِ دیوار کا

قتل ہونا تیری مشتاقون کو ہی دشوار کیا
تیغ کی چلنی مین عالم ہی تری رفتار کا

کیجیی کس منہ سی تعریف اوس دہان تنگ کی
خامشی کی ہی جگہہ موقع نہین گفتار کا

جو کوئی آتا ہی آئینہ دکھاتا ہی اوسے
اب تو یہ عالم ہی تیری عاشقِ غبار کا

دی اگر دو چار درہم بھی خدا کی راہ مین
مرتبہ زر دار پائے مالک دینار کا

کوی جانان سے جواب خط کبوتر لائے جلد
یا خدای پاک صدقہ جعفر طیار کا

واسطی مجھسا نہین بیہوش کوئے بادہ خوار
پوچھتا ہون اہل محشر سے مین گھر خمار کا

لب شیرین کی محبت مین سفر کرسے ہے گیا
زہر میٹھا تھا مگر مجکو اثر کرسے ہے گیا

دہس گیا مُنہ کو نہ پھیرا صف مژگان نے ذرا
دل مرا سوراخ تھا آخر کو جگر کرسے ہے گیا

مین تو قاتل ہون تری توڑ کا ای ناوک
ہفت افلاک کی جوشش سی گذر کرہی گیا

سر محفل کبھی چمکا جو ترا خنجر تا نہ
صاف میدان ادہر او ادہر کرہی گیا

تا دم مرگ کبھی وصل رہا گاہ فراق
رنج و راحت مین مین اوقات بسر کرہی گیا

داغ سینے کا سپر تھا نہ مگر کام آیا
دل مین سوراخ ترا تیر نظر کرسے ہے گیا

عشق مژگان سے نہین کوئی بن مخالی
نیشتر تیز تھا رگ رگ مین گذر کرسے ہے گیا

ملک دل مین کبھی آیا تو مسافر کی طرح
لاکھ روکا نہ رکا صبر سفر کرسے ہے گیا

شب مہتاب مین ہر چند چمک کر آیا +
رخ ترے عارض روشن سی قمر کرسے ہے گیا

لاکھ تعویذ شفا بازوی دل پہ باندہے
غمزہ یار وہ جادو تھا اثر کرسے ہے گیا

صبح سے شام تلک ایک بھی آواز نہ دے
واسطی پاس مرا مرغ سحر کرسے ہے گیا

بہار آئی ہوا پھر زمانہ بلبل کا
چمن ہے ملک زر گل خزانہ بلبل کا

ہوای تند نے چلکر یہ مہربانی کی
گلو نے پاٹ دیا آشیانہ بلبل کا

چمن مین آئے وہ مطرب سیر تو کیا آئی
کہان ہے سننے کے قابل ترانہ بلبل کا

کبھون جو درد دل اپنا وہ ہنسکے کہتا ہے
کہ گوش گل نہین سنتے فسانہ بلبل کا

سرشک تو مین اگر مہربان نہین صیاد
قفس مین بند ہوا آب و دانہ بلبل کا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو ای گلچین
عدم کو دم سے ہے اسی دم روانہ بلبل کا

بنے جو مردیکے صورت سمجھ گیا صیاد
چلا نہ پھر رہائی بہانہ بلبل کا

کمان موج صبا ہے تو شاخ گل ہے خدنگ
چمن مین سمجھے نہ بچے گا نشانہ بلبل کا

فسانہ آپکا ہے قصۂ نزاکت گل
ہمارا قصۂ غم ہے فسانہ بلبل کا

بہار آتی سے ہے دیکھا قفس جو ای صیاد
تیرا قصور ہے کیا آب و دانہ بلبل کا

خزان نے آکے کیا کیا چمن کو ویرانہ
مقام جغد ہوا آشیانہ بلبل کا

قفس کو دور نہ رکھ خوابگاہ سے صیاد
لگا کے کان ذرا سن فسانہ بلبل کا

بھڑک کی آتش گل نے غضب کیا گلچین
کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

جو وصف اوس گل عارض کا واسطی لکھون
صریر کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

بدل گیا تری آتی سے ہے ڈہنگ پھولونکا
چمن مین اور سے ہی اور رنگ پھولونکا

صلہ مین زر نہ تجھے ای گلفروش دیگا وہ گل
ہنا کے سامنے لا تو پلنگ پھولون کا

سُنا سُنا کے مرے شعر وصف عارض مین
کیا ہے قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا

چڑھین نہ مرقد عاشق پہ گل تو کیا پروا
کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولونکا

ہوا یہ قوس قزح سے اک آ رہی ہے نظر
اوڑا ہے یہ تیری خجلت سے رنگ پھولونکا

بنا کے زیور گل وسکو بھیجیے کیون کر
کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا

سیاہ برگ خزان سے کہو فرار کرے
کہ لشکر آتا ہے اب پھر جنگ پھولون کا

ہوا کے دوش پہ آئین سوار جب چلا مین
سنے نہ مرغ قفس غدر لنگ پھولون کا

دکھا رہا ہے عجب واسطی نزاکت طبع
چمک گیا نئے مضمون سی رنگ پھولون کا

اوسنے گردن پہ پئی قتل جو خنجر رکھا
ہم نے بھی پاؤن پہ سر جھک کی برابر رکھا

سلسلہ گیسوی محبوب سے یکسر رکھا — کب قدم خانہ زنجیر سے باہر رکھا
آگیا بسکہ دم زیب تعلی پہ مزاج — آئینہ دار کا نام اوسنے سکندر رکھا
شکر صد شکر کہ افشا نہوئے اپنے گناہ — رحمت خاص نے پردہ دم محشر رکھا
رخ پر نور تمہارا ہے وہ ماشاء اللہ — جسنے مہر کیطرح مہر کو ششدر رکھا
ہجر کے رات نہ تھی موت وگرنہ ہمنے — تنگ ہو ہوکے نہ کب حلق پہ خنجر رکھا
ضعف نے حلقہ کیا گوکہ تن لاغر کو — بنکے خلخال تیری پاؤن پہ تو سر رکھا
تم وہ یوسف ہو کہ بازار سے آگاہ نہین — پاؤن پردی سے کسی روز نہ باہر رکھا
دست بردار ہوئی غیر سے کیونکر یہ یقین — ہاتھ چھوٹون مجھے نہ تمنے کبھی سر پر رکھا
ہم فقیرون کو رہی شان امیری حاصل — عمر بھر فقر کے دولت نے تونگر رکھا
ضعف پر رحم عزیزون کو نہ آیا پس مرگ — دفن کرتی ہے میری سینہ پہ پتھر رکھا
ساری احباب اقارب تھی بھلی کی سانجھے — دم نکلتے ہی مجھے قبر کے اندر رکھا
جو فرشتون کی اوٹھائی نہ اوٹھا روز ازل — بار الفت وہ خدا نے مری سر پر رکھا
دست ساقی سے کب اس بزم مین آرام ملا — روز گردش مین مجھے صورت ساغر رکھا

واسطی نجد مین وہ اور بھری شہر مین ہم
ہمکو اور قیس کو وحشت نے برابر رکھا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا — حسینون کا نقشہ بدل جائیگا
زبان روکیے بد نہ کہیے مجھے — میری منہہ سے بھی کچھ نکل جائیگا
مریض آپکا رو بہ صحت تو ہے — سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا
نہ چھیڑو زیادہ کہ پرخون ہی دل — یہ لبریز شیشہ اوبل جائیگا
لگا لائین سگے ہم اوسے گھر تلک — کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا
عبث اوسکے گیسو سے ڈرتا ہی دل — نہین اژدہا جو نگل جائیگا

فلک تک جو پہنچے مری برق آہ
ابھی خرمن ماہ جل جائیگا

جو مضطر ہی ایسا تو سینے سی دل
اگر آج ٹھہرا تو کل جائیگا

نہوگا کبھی نقل سے کار اصل
تری چال کیا کبک چل جائیگا

فقط ضبط گریہ کا ہی یہ سبب
کہ غم میرے دل سی نکل جائیگا

نہ گھبرا الم ہجر سے واسطے
برا ہے اگر وقت ٹل جائیگا

غل ہوا گھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا
یوسف مصر دوبارہ سر بازار آیا

نہ کشتی پر جبکے دن وہ طرحدار آیا
سرو آزاد گلستان سے گرفتار آیا

کچھ نہ رحمت کے سوا حاکم محشر سے بنی
سامنے حشر مین جسدن مین گنہگار آیا

سمجھے ہم صبح شب وصل جو نکلا خورشید
سر پہ جلاد اجل کھینچ کے تلوار آیا

مین سنجے مسجد سے چلا تو یہ بھی لوٹ گئی
ابر کہسار سے جب جانب گلزار آیا

سوی صحرا جو وہ خوش چشم گیا بہر شکار
پھینک کر تیر نگہ آہوون کو مار آیا

سالہا سال کیا اسکے طبیبون نے علاج
تنگ جینے سے تیرے عشق کا بیمار آیا

بنہ گئی زہد مین رندی کہ ہر اک صبح کو مین
ہو کے مسجد سے سوی خانۂ خمار آیا

شیشہ گر بند دکان کرتی ہین طفلان ہر صبح
تیرا دیوانہ مگر جانب بازار آیا

بوسہ زن کیون نہ لب زخم سی بسمل ہوگے
منہہ تیری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا

کھیلنے مین جو گیا خانۂ الفت مین قمار
ایک ہی داؤ مین نقد دل و دین ہار آیا

اوڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی چلے
بل پہ جس روز ترا طرۂ طرار آیا

سوز دل سی مری ایسا مرا گھر جلتا ہی
بن گیا دہوپ جو سایہ پس دیوار آیا

کام کیا آئی جنون مین مری آتش قدمی
جل گیا پاؤن کے نیچے جو کوئی خار آیا

شوق دیدار نے بخشا ہی مجھے نور بصر
[illegible] مین منظر یار کا رخسار آیا

واسطی قبر مین سوتی ہو پڑی کیا غافل
صبح محشر ہے اوٹھو وعدۂ دیدار آیا

دل مرا کشمکش غم سے نڈر تھا کہ نہ تھا
پھنس گیا دام محبت مین ضرر تھا کہ نہ تھا

کوئی قاتل مین سما رہین جاتا کیونکر
تن مین جان تھی کہ نہ تھی دوش پہ سر تھا کہ نہ تھا

سنگدل جور تیری سینے اوٹھائی کیا کیا
کیون مری سینے مین پتھر کا جگر تھا کہ نہ تھا

کیا تعجب ہی جو گم ہو گیا قاصد اپنا
درج مکتوب مین مضمون کمر تھا کہ نہ تھا

دیکھہ لیتی وہ نہ کیون ترچھی نظر سے مجھکو
قتل عاشق و تجھین منظور نظر تھا کہ نہ تھا

آن بتون کا جو مری دل مین تصور ہی تو ہو
واعظو کعبہ بتون کا کبھی گہر تھا کہ نہ تھا

ڈر نہ رسوائی کا ہوتا تو بہاتا دریا
غیرت ابر مرا دیدۂ تر تھا کہ نہ تھا

جلسے بیٹھی ہین تیری کوچی مین ہم خانہ خراب
کچھ نہین یاد ہمارا کبھی گہر تھا کہ نہ تھا

بی طلب گہر مین میری آپ چلی آئے تم
تمھین کہدو میری نالون مین اثر تھا کہ نہ تھا

واہ کیا ہاتھہ صفائی کا لگایا قاتل
نہین ثابت مری تن پر کبھی سر تھا کہ نہ تھا

تھی صدا میری ہی پر تو ہی جو آئی تھے صدا
کچھ نہ معلوم ہوا کوئی ادہر تھا کہ نہ تھا

بات اوکھڑی ہوئی سینے جو کہی ہو نہ خفا
درد دل درد گلو درد جگر تھا کہ نہ تھا

خود بخود آج مری گہر وہ نہ آتے کیونکر
واسطی جذب محبت مین اثر تھا کہ نہ تھا

پڑتا ہے دل پہ تیر سا نالہ ہزار کا
شاید قریب آیا ہے موسم بہار کا

کیا کہیے ماجرا مژۂ اشکبار کا
یہ بھی جواب ہے رگ ابر بہار کا

تربت مین بھی نہ آئیگا آرام ایکدن
عالم اگر یہی ہے دل بیقرار کا

روز فراق یار تو مر مر کے کٹ گیا
صدمہ نہ اب اوٹھی گا شب انتظار کا

کہتا ہے جسکو مہر جہانتاب سب جہان
پروانہ ہے ہمارے چراغ مزار کا

لی ہے رقم جو خطِ رخِ یار کے ثنا
نامہ ہمارا قطعہ ہے خطِ غبار کا

دلکو ہمارے صدمۂ فرقت کا ہی مزہ
آنکھوں کو اپنے ذائقہ ہے انتظار کا

چکھے ہین بعد مرگ تیری مست کے نصیب
مرقد پہ شامیانہ ہے ابرِ بہار کا

نخوت کرین نہ کوکبِ اقبال پہ امیر
اپنی نظر مین جلوہ ہے برق و شرار کا

جھوٹا ہے وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے
دل تو نہ توڑیے کسے امیدوار کا

لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے
سنتا ہون اونکو شوق ہوا ہے شکار کا

کیا غم کرے جو دستِ جنون چاک پیرہن
لین گے حساب حشر مین ہم تار تار کا

سرگشتہ کسطرح نہ بیابان مین رہون
مجنون ہون ایک لیلئے محمل سوار کا

مین جانتا ہون ضعف پہ مجھپر گرا پہاڑ
پڑتا ہے تن پہ اوڑکے جو ذرہ غبار کا

جوہر شناس چاہیے جوہر کو واسطی
دستِ علی سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

پہلوِ لحد ہے مردہ ہی دل بیقرار کا
عالم ہے داغِ سینہ مین شمعِ مزار کا

ہے بسکہ رنجِ ہجر کسے گلعذار کا
داغون سے سینہ تختہ ہوا لالہ زار کا

اشکون سے ہی یہ حال میری جسمِ زار کا
گویا کہ رشتہ ہے گہرِ آبدار کا

نرگس کے آنکھین ہمکو ملین باغِ دہر مین
دیکھا کبھے نہ ہمنے تماشا بہار کا

روشن رہے ہمیشہ اسے رخِ قمر
راتون کو ہے چراغ ہماری مزار کا

دیکھین گے اوسکو خاک مکدر ہین جنکے دل
آنکھون پہ اونکے رہتا ہی پردہ غبار کا

اہلِ جہان کرین جو ترش رو بیان تو کیا
گھٹتا ہی کوئی رنگ گلِ اعتبار کا

آیا اودہر سے دم مین ادہر سے گذر گیا
جھونکا تھا کیا شباب نسیمِ بہار کا

ساقی روان ہے یون ہی اگر کشتیِ شراب
بیڑا ہے پار آج ہر اک بادہ خوار کا

تھی آتشِ حسد سے جو محفوظ عمر بھر
جلتا نہین چراغ بھی اپنے مزار کا

نازک بہت ہو بال سے باریک ہی کمر
اوٹھیگا بوجھ تمسے نہ پھولونکے ہار کا

غش آیا دیکھکر تری کاکل اب آئی ہوش
ہو نکلنے جو نکہتِ مشکِ تتار کا ٭

قربان ہے نثار ہے اوس شہسوار پر
اوٹھتا ہے گرد باد جو اسکے غبار کا

واعظ نہ طعنہ زن ہو جو دیکھون بتون کو مین
جلوہ ہے ان مین قدرتِ پروردگار کا

کانٹے کیطرح خشک ہوئی تھی جو گلبدن
رنگ ور ہو گیا چمنِ روزگار کا ٭

دشتِ جنون مین کیون نہ پھرین ہم پیادہ پا
چھالون کو ہی فنرہ خلش نوکِ خار کا

مرحب سرشت غیر جو ہے واسطی تو ہو
جوہر ہمارے خامہ مین ہی ذوالفقار کا

نہ آئی وہ ہمین سینہ فگار ہے رکھا
شہیدِ تیغِ غمِ انتظار ہے رکھا

تہِ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھہ سے چین
طپش نے دل کی ہمین بیقرار ہے رکھا

کمر سے زلف جو چھوٹی تو نبضین چھوٹ گئین
تری ادا نے تو ای شوخ مار ہی رکھا

کیے جو غیر کو بوسے عطا تو ہمکو کیا
ہمین تو آپ نے امیدوار ہے رکھا

خیالِ روز اجل کیا کہ ہین فنا فی اللہ
بدن سے جامۂ ہستی اوتار ہے رکھا

برا ہو حسن پرستی کا جسنے ساری عمر
ہمین کسے نہ کسی پر نثار ہے رکھا

خیالِ زلفِ سیہ کی کرون شکایت کیا
کہ روز ایک بلا سے دوچار ہے رکھا

ہمیشہ تم نے دکھائے نئے نئی نخرے
دلِ غریب کو بے اختیار ہی رکھا

وہ مثلِ برق ہنسے کیون نہ دیکھکر مجھکو
برنگِ ابر مجھے اشکبار ہے رکھا

دکھا کی چہرۂ گلرنگ اوس نے روز بہار
گلون کو دیدۂ بلبل مین خار ہے رکھا

کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھا کی جمال
پری نے جن میری سر پر سوار ہے رکھا

غمِ خزان نے ندی فصلِ گل مین بہی فرصت
جگر کو لالہ صفت داغدار ہے رکھا

جو لوگ خاک تھی ای واسطی ہین اسیر
ہمین زمانہ نے مشتِ غبار ہی رکھا

جامہ زیبی پہ تیری دل نہین قربان کسکا
چاک ہوتا نہین دامن یہ گریبان کسکا

کون اوس سرو چراغان کا نہین ہے عاشق
چشم داغون سے نہین سرو چراغان کسکا

مثل گل ہین جو شگفتہ دل مرغان چمن
قصد ہے آج پی سیر گلستان کسکا

نظر آتا ہے قمر بین جو کلف کا دھبا
دل پہ رکھتا ہے یہ داغ غم ہجران کسکا

بلبلین کرتی ہین نالی نہین پھولونکو خبر
کون اس گلشن عالم مین ہی پرسان کسکا

اپنی بک بک سی رہا کام فقط واعظ کو
یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کسکا

ہون وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کہتا ہے
کون اس خانۂ خالی مین ہو مہمان کسکا

خود گلا کاٹ لی مرجاتی ہین عشاق ترے
کسکے گردن پہ یہان ہوتا ہی احسان کسکا

اسم اعظم جو کری کندہ نگین دل سے
خوب سمجھی کہ ہی پھر ملک سلیمان کسکا

کوئی خورشید نہین ہی جو ضیا بخش جہان
ذرہ ذرہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا

رام کہنے ہین سبھے اپنی زبان سے ہندو
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر وقت مسلمان کسکا

صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال
اوٹھ کے دیکھا تھا الہی رخ خندان کسکا

دور سے مصحف رخسار دکھا دی کیا دل
پاس کرتا ہے وہ غارتگر ایمان کسکا

واسطی قبر ہے طیار تو موجود کفن
قصد ہے آج سوی گور غریبان کسکا

جب تک جیا فنا ہی کا کھٹکا لگا رہا
شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا

ای مہروش کہان تھی کہ آئے نہ رات بھر
دل تا طلوع صبح ہمارا لگا رہا

ای چشم اشکبار نہ کچھ تجھسے ہو سکا
دامان دل مین داغ کا دھبا لگا رہا

بچ کر چلا تھا اوسکی نگہ سے غزال دشت
وہ تیغ پڑ گئی کہ نہ تسمہ لگا رہا

گلزار دہر مین صفت نخل بارور
تا زیست ہمکو موت کا کھٹکا لگا رہا

روز ازل سے مجمع احباب کی سبب
ہر روز میرے قبر پہ میلا لگا رہا

دعوی کبھی نہ اوس رخ روشن سی چل سکا
مہتاب کو کلنک کا ٹیکا لگا رہا

آشوب چشم یار کا شاید خیال تھا
تا دیر ہمکو نزع مین گھرا لگا رہا

مہمان وہ میری گھر رہی شب بھر تو واسطی
در پر مگر سوارے کا اڑگا لگا رہا

وحی ساں حاصل جواب خط اگر ہو جائیگا
پر لگا کر مرغ سدرہ نامہ بر ہو جائیگا

چشم تر مین روی جانان جلوہ گر ہو جائیگا
مہر کا اس برج آبی مین گذر ہو جائیگا

خط تو اوس گل کو لکھا قاصد نہین ہی تو نہو
طاہر رنگ پریدہ نامہ بر ہو جائی گا

دل جو روشن ہی تو کرلی نیک و بد مین خوب تمیز
ظاہر اس شیشہ مین سب عیب و ہنر ہو جائیگا

نخل کے سایہ مین بیٹھونگا جو مین تفتہ جگر
ہر ثمر اخگر ہر اک غنچہ شرر ہو جائیگا

رنگ رنجش کھو لیگا آئینۂ دل سی تیرے
خاکساری مین ہماری یہ اثر ہو جائی گا

وہ جو اپنی چہرۂ روشن سی اولٹی گا نقاب
ابر مین شرما کے پوشیدہ قمر ہو جائیگا

منزل ہستی مین غافل ہوشیاری شرط ہے
دفعتہً اک روز اس جا سے سفر ہو جائی گا

خواب مین بوسہ تری سیب زنخدان کا ملا
کیا خبر تھی نخل حرمان بارور ہو جائیگا

طفلی جانان کریگی جلوہ گر حسن شباب
بڑھتے بڑھتے ماہ نو آخر قمر ہو جائی گا

مار رکھی گی ہمین یاد لب شیرین یار
قند مین زہر ہلاہل کا اثر ہو جائی گا

لائی گی مجھ تک جو اوس گیسوی مشکین کی شمیم
کیا تیرا نقصان ای باد سحر ہو جائی گا

جمع مال و زر سے کیا ای منعمو تم پاؤ گے
مثل قارون ایکدن یہ بار سر ہو جائیگا

خط مین ہم لکھتے نہ اوس دست حنائی کی صفت
گر خبر ہوتی کہ خون نامہ بر ہو جائی گا

داغ دل چمکے گا اوسکا روی تابان دیکھکر
پرتو خورشید سے روشن قمر ہو جائیگا

ہو نہ سرگردان تلاش رزق مین ای واسطی
ورنہ مثل آسیا دوران سر ہو جائی گا

روتے روتے آخر آنکھونکا ضرر ہو جائیگا
اور ٹپکے عنقا طایرِ نورِ نظر ہو جائے گا

ہی یقین راہ مین گم نامہ بر ہو جائے گا
درج نامے مین جو مضمون کم ہو جائی گا

آگیا گر خوش بیانی پر وہ غنچہ سا دہن
مثلِ گل صد چاک بلبل کا جگر ہو جائیگا

یاالٰہی مجہ تلک آئی نہ واعظ کا قدم
اوسکی بک بک سی تو مجکو دردِ سر ہو جائیگا

یقین ہوتا ہے مجکو اپنی اشک و آہ سے
برق یہ بجہائیگی وہ ابرِ تر ہو جائی گا

ہے ترقی پر جو یونہین حسن روز افزون یار
روی روشن بغیرتِ شمس و قمر ہو جائی گا

الفت رنگ طلائی مین جو مر جاؤنگا مین
گنبدِ مدفن یقین ہی کوہِ زر ہو جائی گا

بام پر جب سیر کو آئے گا وہ رشک قمر
ماہ کا مثلِ کتان ٹکڑی جگر ہو جائی گا

نیک و بد سب حال کہل جائیگا آخر یار پہ
کاتب اعمال اپنا نامہ بر ہو جائے گا

تیغ باندہی ہی اگر قاتل کمر بل کہائیگی
دوش نازک پر گران بارِ سپر ہو جائی گا

یادِ رخ مین زخم دل پر ہم جو چہڑکین گے نمک
مرہم کافور کا اوسمین اثر ہو جائے گا

اوسکے کوچی مین چلین گی جب تری کی راہ سے
قافلہ موجون کا اپنا ہم سفر ہو جائے گا

کسقدر نامِ خدا وہ ترک ہی شیرین ادا
ہاتھہ مین نیزہ جو لیگا نیشکر ہو جائی گا

غیر ممکن ہے کہ ہو فرقت مین ایذا سے نجات
دردِ دل ٹھہرا اگر دردِ جگر ہو جائیگا

آرزوی دل مطول سی نہوگی مختصر
زیست کا قصہ کبھی اکدن مختصر ہو جائیگا

ہین سبکرو واسطی راہِ عدم کا خوف کیا
اوّلِ منزل یہان آخر سفر ہو جائے گا

کوسی تدبیر مین قصور نہ تھا
وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا

چشمِ اہلِ جہان مین نور نہ تھا
ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا

آدمی آدمی سے ملتا ہے
پاس تے تو تم سے دور نہ تھا

ماہ کو آفتاب کو دیکھا
تیری چہرہ کا اون مین نور نہ تھا

اپنی ہاتھون سی ہم بلا مین پڑی / جھانکنا تاکنا ضرور نتھا

جوش مستی مین اپنی ہاتھو نشہ / کون خم تھا جو چور چور نتھا

ملتی کیا جرم میکشی کی سزا / ورد کسدن ہوالغفور نتھا

حور طلعت کو کیون پری کہتی / عقل مین اپنی کچھ فتور نتھا

می پلاتا جو ہمکو پیر مغان / کچھ مروت سی اوسکی دور نتھا

فہم ناقص سی ہم غلط سمجھی / ناز تھا یار کا غرور نتھا

باغ ہستی کو غور سے دیکھا / کون گل یان چراغ طور نتھا

گور پر فاتحہ کو تو آتی / کچھ ہمارا مکان دور نتھا

خم مین بیٹھا سمجھ کی افلاطون / واسطی کیا وہ ذی شعور نتھا

منہ چاہ زنخدان کو لگانی نہین دیتا / وہ دل کی لگی مجھکو بجھانی نہین دیتا

دربان نہی جو اوس پہ بھی ملتی نہی رخصت / کمبخت ادب پاؤن بڑہانی نہین دیتا

کیا آنکھ اوٹھا کر مین لب بام سے دیکھون / سر ضعف گریبان سی اوٹھانی نہین دیتا

صیاد اسیران قفس سی ہی یہ غافل / آ کر کبھی دو چار بھی دانی نہین دیتا

کیون ضعف مری دل کا نہو مجھکو غنیمت / نالی کو کبھی لب تلک آنی نہین دیتا

کیا عید کی دن اوس سی گلی ملنی کی امید / دامن کو بھی جو ہاتھ لگانی نہین دیتا

معلوم نہین اوسکو کہان کی ہی عداوت / دربان مجھی اوس بزم مین جانی نہین دیتا

کوڑی نہین دیتا ہی جو ہوتا ہی نہ دینا / دیتا ہی تو کسکو وہ خزانی نہین دیتا

گردون کو یہ ہی فکر مری گرسنگی کی / دل داغ بھی کھاتا ہی تو کھانی نہین دیتا

کیا درد دل اپنا کہی معشوق سی عاشق / بیمار کو غش ہوش مین آنی نہین دیتا

اوس گل کو عداوت ہی یہ مجھسی کہ صبا کو / دو پھول بھی تربت پہ چڑہانی نہین دیتا

ای پیر مغان ہو گی نہ اک جام ہی سیری
خم کیون نہ مجھے تو منہ سے لگانی نہین دیتا

برباد حباب لب جو سبزہ ہے پائمال
سر ایک کو نہ مجھے چرخ اوٹھانی نہین دیتا

منظور نظر واسطی اون کو تو ہے پرسش
یہان دردِ گلو حال سنانی نہین دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا
مشتاق اگر ہون تو تیری جلوہ گری کا

کیا ذکر تیری خال سے ہو جلوہ گری کا
صورت تو ہی زنگی کی مگر حسن پری کا

صیاد کی دربار مین اب ہو گی رسائی
ہاتھہ آیا وسیلہ مجھے بی بال و پرے کا

ہر مرتبہ لاتی ہے شمیم اوس گل تر کے
کیا شکر ہوا احسانِ نسیم سحرے کا

یا جنبش مژگان سے اوٹھا کرتی تھی طوفان
یا نام نہین ہے مری انکھو مین تری کا

کیا کوئی نکل جائی تیری کوچی مین اگر
جب پاؤن پکڑتی ہو زمین رہ گذری کا

نقش کف پا کا جو سمجھا تا ہے نیا جال
منظور شکار اوسکو ہی کیا کبک دری کا

طول شب فرقت سی عبادت بھی ہی ساقط
آتا ہے نہین وقت نماز سحرے کا

ناحق ترے بیمار کے ہین گرد پرستار
کیا ساتھہ کوئی دیگا عدم کی سفری کا

ابرو کے تصوّر سے مری دلکو ہی طاقت
جسطرح قوی تیغ سے بازو ہو جرے کا

اورونکو مبارک رہی امید ترحّم
ہمکو تو مزہ ہے تیری بیداد گرے کا

بیمار ہون الفت مین جو اک شک پری کی
سب کہتی ہین مجھکو اہی سایہ ہی پری کا

تشبیہ رگ گل سے جو دو نہین تو بجا ہے
مضمون سے ہے نازک تیری نازک کمری کا

ای واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
الفت نی دیا جام سے بی خبرے کا

سایل سے ہے جو دریا میری آنکھو نسی تری کا
گرداب نہین کاسہ ہے دریوزہ گری کا

اتنا بھی نکر حسن جو اسنے پہ تکبر
ای یار یہ جھوکا ہے نسیم سحرے کا

پتھر سے نہ آسیب خزان سے ہی اذیت
کیا سرو نے پایا ہے ثمر بے ثمری کا

جیتا رہے قاصد کہ دیا وصل کا مژدہ
مشتاق تھا مین دیر سے اس خوشخبری کا

ہے جلوہ نما کاہکشان پردۂ شب سے
موباف نہین ہی تری چوٹی مین زری کا

مدحت تری تو سن سکے بیان ہو نہین سکتی
طاؤس کا جلوہ ہے چال کبک دری کا

ہوتی ہے نہین صبح کبھی شام جدائی
اولٹا ہے اثر میری دعای سحری کا

ہے شغل نگین مین شرط جگر کاوی محنت
عالم مین ارادہ ہے اگر ناموری کا

بھولی وہ سمائی نہین جاتی ہین خوشی سے
بازو پہ جو انکا ہے عقیق شجری کا

گر لال پری اوسکے لب لعل کا ہی نام
ہی حسن خط سبز مین بھی سبز پری کا

بدتر ہین کہین بے ہنرونسے بھی ہنرور
اس عہد مین کچھ عیب نہین بے ہنری کا

دم گھٹتا ہے اپنا قفس تنگ مین یارب
جھونکا کوئی آجای نسیم سحرے کا

کس کام کی ہین گوش گل و دیدۂ نرگس
کوری کا ابھی ہے ابھی آزار کری کا

خط لکھکے جو قاصد تھا ہمکو کئی دن
عاجز ہوئی خود قصد کیا نامہ بری کا

کیا ترک ہوای واسطی و شرک کی الفت
مُنہ کوئی دم تیغ سے مڑتا ہی جریکا

ملک استغنا بلا خنگل کو مین راہی ہوا
داغ سودا سر پہ میری افسر شاہی ہوا

عرش سے گذرا یہ اپنا بحر طوفان خیز اشک
ہالۂ مہتاب گردون پہ پر ماہی ہوا

تو وہ شاہ حسن ہے فیض تصور سے ترے
داغ جو سینہ پہ کھایا سکۂ شاہی ہوا

گنج جو پایا اوڑایا دم مین اوسکو ای منعم
کارخانہ تیری درویشونکا للّہی ہوا

زرد کیون کردی نہ انسانکو تری مژگانکا شوق
تنکے چنکر رنگ روی کہربا کا ہی ہوا

نام چاہے عشق مین تو نقش ہستی کو مٹا
کوہکن مشہور عالم کرکے جانکاہی ہوا

واسطی سب پر ہے ظاہر قوت ایمان مرے
بہرہ یاب بیعت دست یداللّہی ہوا

خاموشی مین بھی اوسکا نام لیا | ہمنے دل سے زبان کا کام لیا
رات دن پی شراب عشق مگر | کبھی شیشہ لیا نہ جام لیا
وعظ واعظ کی ہمنے کب سنے | مول یہ دردِ سر مدام لیا
دھیان مین رخ کی شاہِ روم ہوئی | یاد کی زلف ملکِ شام لیا
ایک ہم کیا وہ نام جسنے سنا | دونون ہاتھون سے دلکو تھام لیا
کیا خزان نے کیا گلونکو تباہ | خونِ بلبل کا انتقام لیا
کیون نہ دون مین رخ رقیب کو داغ | بوسہ روی لالہ فام لیا
یادِ ابرو مین اپنی موت آئی | دم نہ ہمنے تہِ حسام لیا
ہاتھ ابرو پہ رکھدیا اوسنے | تیغ کی باڑہ پر سلام لیا

واسطی واہ کیا علی کا ہی نام
جسنے گرتے ہوؤن کو تھام لیا

ہر ایک سی گھر آپکا جانا نہین اچھا | پچھتاؤ گے دیکھو یہ زمانا نہین اچھا
چلمن سے ترا آنکھ لڑانا نہین اچھا | درپردہ غریبونکو ستانا نہین اچھا
آئی ہو جو مرقد پہ تو دو پھول چڑھاؤ | تیوری تو خفا ہو کے چڑھانا نہین اچھا
ای دیدۂ تر روک لی اشکونکو کبھی تو | ہر روز یہ طوفان اوٹھانا نہین اچھا
تا وقتِ سحر دیکھ کہ جلجائے گی تو بھی | پروانونکو ای شمع جلانا نہین اچھا
کاندھا میری تابوت کو دیتی ہو عبث تم | نازک ہو بہت بوجھ اوٹھانا نہین اچھا
ڈرتا ہون نہ گھٹ جائی کہین قدر تمہاری | بازاریون سے ربط بڑھانا نہین اچھا
دل نذر کرون نرگسِ جانانکو مین کیونکر | بیمار کو آئینہ دکھانا نہین اچھا
ہو جاوی کہین فاش [illegible] کا نہ پردہ | ای دیدۂ تر اشک بہانا نہین اچھا
گھڑیالیو ہی صبح شبِ وصل ابھی دور | بی وقت گجر کا یہ بجانا نہین اچھا

جلتے سی ہین ہم تنگ شب ہجر مین سے آمد و شد
دل دیکھنے والونکے ہوی جاتی ہین پامال

آتی ہے تو جلد آ یہ سجھانا نہین اچھا
اٹھکھیلیونکی چال سے آنا نہین اچھا

اسی واسطے الفت ہی غضب دل مین بتونکی
کعبہ کو صنم خانہ بنانا نہین اچھا

پاؤن پر قاتل کے جب سر رکھدیا
اوس نے بھی گردن پہ خنجر رکھدیا

کیا عزیزونکو خلش تھے بعد مرگ
کیون مری سینے پہ پتھر رکھدیا

در تلک آنی نہین دیتا سے مجھے
کس نے دربان اوسکو نوکر رکھدیا

ہاتھ سینے پر مری رکھا نہین
اوس نے سمجھا داغ دل پر رکھدیا

ہین ابھی باقی ہزارون کشتنے
ہاتھ سے کیون تمنے خنجر رکھدیا

آنکھ سے پیدا ہوا جب طفل اشک
نام اوسکا ہمنے گوہر رکھدیا

اختلاط غیر سے کے انکار پر
ہاتھ اوس نے میری سر پر رکھدیا

مجھ تلک پہنچا جو دورہ بزم مین
ہاتھ سے ساقی نے ساغر رکھدیا

خوف عصیان کیا کہ یارون نی میرے
قبر مین محشر برابر رکھدیا

جب فرشتون سے نہ اوٹھا بار عشق
آدم خاکی کے سر پر رکھدیا

قتل کو قاتل نی جب تکلیف کے
ہمنے سر زیر خنجر رکھدیا

واسطے دیکھی جو عصیان بحساب
حاکم محشر نے دفتر رکھدیا

سوز دل سے یہ تیری ہجر مین بیتاب ہوا
کہ میرا طایر دل طایر سیماب ہوا

ذرہ افشان کا اوس بر وکی تلی چمکا
نور قندیل نمایان تہ محراب ہوا

دوستو ان ہی مین ہوئی عمر بسر آج تلک
ہم وہان پہونچے جہان مجمع احباب ہوا

[illegible]
ذرہ ہم مرتبہ مہر جہان تاب ہوا

کر دیا گرمی وحشت نی جو پانی پانی
طوق گردن مین مری حلقۂ گرداب ہوا

بیگنا ہونکے گلے کٹتے ہین ہر دم ای ترک
کوچہ تیرا نہ ہوا مسلخ قصاب ہوا

اہل دولت سے رکھہ فیض کی امید کسے
آب گوہر سے نہ پیاسا کوئی سیراب ہوا

فرط ظلمت سے ہی شب ہجر رہا نام کو نور
اسقدر ماہ گھٹا کر یک شب تاب ہوا

اپنے نظارہ سے متحیر دم ہی وہ بھی مری طرح
آئینہ گرمی عارض کی سبب آب ہوا

گرتی ہین ہوئی شامل جو مری چار آنسو
نکہتو فیض قدم سے مری پنجاب ہوا

تیری فرقت مین کبھی چین نہ آیا قلزم حسن
جو ہوا تجھ سے جدا ماہی بی آب ہوا

ساقیا مجھکو کہان گردش قسمت سے نجات
جام آیا جو مری ہاتھہ مین گرداب ہوا

کسکے دانتون کا وہم گریہ تصور آیا
جو گرا آنکھہ سے آنسو در نایاب ہوا

اسطرف حج کے لیے ہند سی راہی ہوئی ہم
واسطی کعبہ نشینون کو ادہر خواب ہوا

اوس بت کی دوستی مین نیا رنگ ہوگیا
کھینچین یہ سختیان کہ جگر سنگ ہوگیا

ہوتی ہی نوجوان نیا رنگ ہوگیا
جسکی نگاہ اوس پہ پڑی دنگ ہوگیا

قاتل خدا کیواسطے کر تیغ میان مین
عالم تو ذبح ہی ہاتھونمین جو رنگ ہوگیا

تولا جو تیری حسن کو میزان عقل مین
جلوہ نہال طور کا پاسنگ ہوگیا

دنیا کی راہ سخت عجب سنگلاخ ہی
تیمور دوڑ کر جو چلا لنگ ہوگیا

ساقی کے خط سبز کا اوسمین پڑا جو عکس
ساغر شراب کا قدح بنگ ہوگیا

پہلو مین دل کا اب مجھی ملتا نہین پتا
نزدیک کعبہ تھا کئی فرسنگ ہوگیا

وہ بت ہی تو ارادہ کیا جب نہان کا
میلا سا ایک مجمع لب گنگ ہوگیا

تا صبح مجھسے وصل کی شب وہ لڑا کیے
گھر ہی حق مین معرکۂ جنگ ہوگیا

فصل بہار آئی بنا میکدہ چمن
ہر پھول ساغر مے گلرنگ ہوگیا

خالی نہین جہان مین کوئی مکر و زور سے
عالم تمام عالمِ نیرنگ ہو گیا

ایسا رقیب تیرہ درون ہی کہ وقتِ سیر
سرخہ سوار ہوئی سے شبرنگ ہو گیا

مضمون رنگ رنگ کی باندھی جو طبع نے
طیار کارخانۂ ارژنگ ہو گیا

خورشیدِ روی یار ہی آتا نہین نظر
مرغِ نگاہ مرغِ شب آہنگ ہو گیا

یوسف لقا سے اپنی جدا ہو کی واسطی
پیراہنِ حیات سی مین تنگ ہو گیا

گلا کیون ہجر مین آسکا نہ کرتا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

اگر وہ وعدۂ فردا نہ کرتا
کبھے یون حشر تک جیتا نہ کرتا

زمینین ناپتا ملکون مین پھرتا
نہ ملتے تم تو مین کیا کیا نہ کرتا

تمنائین ہزارون عمر تھوڑی
جہان مین کیا مین کرتا کیا نہ کرتا

اوٹھاتا بارِ الفت کون سر پر
اگر مجھکو خدا پیدا نہ کرتا

جو پاتا قابلِ دیدار آنکھین
کبھے عاشق سی وہ پردا نہ کرتا

کیے ہین دوستی وہ ظلم مجھ پہ
کوئی دشمن کبھے ایسا نہ کرتا

کہا اچھا نے مجھے دشمن ہوئی غیر
برا کہتا جو وہ اچھا نہ کرتا

مجھے تو ہر طرح تھا عذر لازم
جرائم عفو وہ کرتا نہ کرتا

نہ پھنستا چاہ مین دنیا کے مکار
جو زاہد کو خدا اندھا نہ کرتا

جو کرتا قتل وہ تیغِ ادا سے
کبھے مین خون کا دعوی نہ کرتا

نہ کرتے تم اگر غیرون سے شکوا
کبھے مین آپکا شکوا نہ کرتا

نہ ہوتا واسطی گر عشق پنہان
تو یون سینے مین دل دھڑکا نہ کرتا

ہم سے کیونکر وہ ہم سخن ہوتا
بات کرتا اگر دہن ہوتا

کام آئی جنون مین عریانی — خار اوسکے چبھتے جو پیرہن ہوتا
صدمۂ ہجر اوٹھاتے ہم ای چرخ — باغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا
بو جو تیری صبا اوڑا لاتی — دل شگفتہ چمن چمن ہوتا
منہ ہی مل کر اگر وہ گل آتا — اور ہی رنگ انجمن ہوتا
دور ہوتی دوئی جو وحدت سے — نہ شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا
تاب رفتار کسکو ضعف سی تھی — بیٹھ جاتے جہان وطن ہوتا
اوسنے ملبوس جو اوتارا تھا — کاش میرا وہی کفن ہوتا

واسطی کیون کنوئین مین گرتی ہم
گر نہ عشق چہ ذقن ہوتا *

بلا سے کیا ڈری دل تیری تیر سیدہ اجفان کا — نہین ہے ماہی بی آب کو کچھ خوف آتش کا
ہمین جب سی ہوا ہی تصور اک پریوش کا — دل پُر داغ پر عالم ہی ایوان منقش کا
بجا ہی گر عطا کی ہی فلک سیر آج ساقی نی — دماغ اب آسمان پر کیون نہو رندان سرکش کا
نفس کی آمد و شد سی ہی ہجر یار مین ایذا — گمان ہو کسطرح دلکو نہ آری کی کشاکش کا
تجلی رخ محبوب کوئی دیکھ سکتا ہے — کلیم اللہ پر یہان حال طاری ہوگیا غش کا
سلیمان نازبرداری کا جسکی فخر کرتی ہین — بحمد اللہ دیوانہ ہون مین ایسے پریوش کا
ملک مرتی ہین حورین عشق مین پریان جان دیتی — عجب فتنہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

مقولہ عشق مین ای واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علم نحو مین ہی قول اخفش کا

وحشت نی مجھکو صبح کا ہمسر بنا دیا — سینے مین داغ پاؤنمین چکر بنا دیا
آنکھون [illegible] — اوس بت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا
احسان کا [illegible] کیا [illegible] — ساقی کو تیری [illegible] سی ساغر بنا دیا

صورت دکھائی خاک رہ آئینہ رو مجھے
پردہ حیا کا سد سکندر بنا دیا

ہمنے علوی فکر سے مستی میں ساقیا
خم آسمان کو مہر کو ساغر بنا دیا

سینے میں اشرفی سے ہر اک داغ کم نہیں
ای سوزِ عشق تونے تونگر بنا دیا

رہتی ہین روز آئینہ رو یون سے صحبتین
میری خدا نے مجکو سکندر بنا دیا

موتی پروئے ہمنے جو رویا فراق مین
موی مژہ کو رشتہ گوہر بنا دیا

آخر جلا جلا کے تپ حارِ عشق نے
شعلہ جگر کو سینہ کو مجمر بنا دیا

رکھا جو سلک نظم مین ترصیع کا خیال
ہمنے عروس فکر کو زیور بنا دیا

رکھکر ہمیشہ ہمنے قد یار کا خیال
میدان دل کو عرصہ محشر بنا دیا

مانند گرد باد ہون آوارہ دشت مین
کیسا جنون نے پاون مین چکر بنا دیا

اک حور وش کی یاد مین روئی ہم اسقدر
آنکھون کو اسنے چشمہ کوثر بنا دیا

کیا کیا عذاب ہین دل عشاق کیلیے
عقرب مژہ کو زلف کو اژدر بنا دیا

دیکھا جو اوسکو شوق کتابت تو واسطے
ہمنے رگون کے تار سے مسطر بنا دیا

جاگ آنکھین کھول دی سوتا ہی کیا
زندگی کے دن عبث کھوتا ہی کیا

عشق کا آغاز ہے ای دل ابھی
دیکھ تو انجام مین ہوتا ہے کیا

چشم کے چشمہ سے دریا بہ گئے
یہ سمندر کا کوئی سوتا ہے کیا

آگئی پیری جوانی ہو چکی
چونک ای غافل پڑا سوتا ہے کیا

عشق مین ظاہر ہے حال کوہکن
لاکھ محنت کیجیے ہوتا ہے کیا

مار گیسو کی نہ کر الفت دلا
دیکھ اپنے حق مین بس بوتا ہے کیا

قافلہ راہی ہے صبح کوچ ہے
جاگ غافل بیخبر سوتا ہے کیا

شیشۂ می سے کہو آیا وہ مست
ہچکیان لی لیکے تو روتا ہے کیا

کہا چلے ہیں وہ نہ آنے کی قسم
واسطوں سے واسطی ہوتا ہی کیا

کون آئینہ رخسار کا حیران نہ ہوا
حال کسکا غم گیسو میں پریشان نہ ہوا

جب ہمیں شوق تماشای گلستان نہ ہوا
فائدہ کیا جو در باغ پہ دربان نہ ہوا

شکر صد شکر گلا تیغ گریبان سے کٹا
سر پرای خنجر قاتل ترا دربان نہ ہوا

آرزو دل کی رہی دلمیں ہمارے ساقی
می میسر ہوئی جب وز کہ باران نہ ہوا

شب تاریک سے بدتر نظر آئی شب ماہ
میری آغوش میں جب وہ مہ تابان نہ ہوا

ہوں وہ غمگین کہ رہی مجھکو خوشی سے نفرت
زعفران زار کو بھی دیکھ کی خندان نہ ہوا

شوق سے دلمیں رہا ولولہ جوش جنون
کبھی ہاتھوں سے مری چاک گریبان نہ ہوا

پردہ ابر میں خورشید کوئی چھپتا ہی
داغ سینہ کا کسے طرح سے پنہان نہ ہوا

داغ کھا کھا کے تری رشک سے اپنی گوہر
کونسا سرو چمن سرو چراغان نہ ہوا

کب عاشق کی وہ طالب ہیں جو ہیں زیبا دل
کبھی محتاج حنا پنجہ مرجان نہ ہوا

وقف ہیں مصحف عارض کا جو بوسہ مجھے
گبر کہتا ہے میں افسوس مسلمان نہ ہوا

کب ہوئی شام کہ تجھے نہ ملی داغ جگر
کب ہوئی صبح کہ میں چاک گریبان نہ ہوا

کہیں کس منہ سے کہ ابرو کی کے بسمل ہیں ہم
زخم تیغ نگہ ناز نمایان نہ ہوا

ہوگئی پیر مگر سنے نہ دیکھا وہ رخ
صبح پیدا ہوئی پر مہر درخشان نہ ہوا

موت ہی آئی نہ یار آیا شب فرقت ہیہات
بیکسی میں کوئی احوال کا پرسان نہ ہوا

واسطی واہ رہی جمعیت خاطر پس مرگ
خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہ ہوا

دکھلاکے شکل خواب میں بیدار کردیا
غافل تھا مجھکو آپ نی ہشیار کردیا

غازے نی رخ کو غیرت گلزار کردیا
مسی نے لعل لب کو دہوان دار کردیا

بت پوچھنے کا آنکھ کو ایسا مزا پڑا
تار نظر کو رشتۂ زنار کر دیا

دیکھا شگاف در سے جو آئینہ ساده رخ
حیرت نے مجھکو پشت بہ دیوار کر دیا

رونی سی اوس یار کی دلمین پڑی گرہ
اشکون نے اوسکو عقدۂ دشوار کر دیا

الفت مین تاک جھانک کا لپکا یہ پڑ گیا
آنکھونکو نذر روزن دیوار کر دیا

کچھ بڑھ چلا تھا اوس شمع پر نور سے ضرور
داغی کلف نے ماہ کا رخسار کر دیا

شانہ ہلا کے عاشق نالان کا قبر مین
فتنے کو تمنے خواب سے بیدار کر دیا

دل کا مکان کلفت تھا سو تیر آہ نے
در توڑ کر عجیب ہوادار کر دیا

کہتا ہی یار اس تن لاغر کو دیکھکر
کیا الفت کمر نے اسے زار کر دیا

اوس قد سے بڑھ چلا تھا صنوبر سو چرخ نے
بی برگ کر دیا اوسے بے بار کر دیا

کیا کیسے حال دل کے حسینونکے دھیان نے
ایسے مکان کو توڑ کے بازار کر دیا

کہتے ہین دیکھکر وہ رخ زرد مہر کا
اچھا مسیح نے اسے بیمار کر دیا

صانع نے حسن و عشق کو عالم مین کر کے خلق
مجبور ہمکو آپکو مختار کر دیا

اک برہمن بچے کی محبت نے الصدا
زنار کو گلے مین مرے ہار کر دیا

دلمین خیال کر کے اون آنکھونکا واسطی
کعبہ کو ہمنے خانۂ خمار کر دیا

توڑ رہی اوس ترک کی موہی مژہ مین تیر کا
کاٹ ہی اوس ابروی خمدار مین شمشیر کا

دھیان ہی راتونکو گیسوے بت بے پیر کا
پیچ جاتا ہی نہین ہرگز مری تقدیر کا

بام پر اپنے بلا لیتا ہی وہ رشک قمر
اوج پر ہی آجکل اختر مری تقدیر کا

ابر رحمت بھیجی و ساقی ہے رحمت جانکو
کاٹ ہی موج نسیم صبح مین شمشیر کا

گردن مینا و صبح ہی کا ادنی ہی یہ وصف
تیغ وہ پھر جوان ہی یہ عصا ہی پیر کا

کیا مٹائی داغ عشق زلف دلسوز پر کجبخت
یہ تو دھبا ہی بڑا و خامۂ تقدیر کا

آمد آمد تیرے دیوانے کی صحرا سے جو ہی
در کھلا رہتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہون خاک کو ہی یار مین مین خاکسار
برج خاکی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

جب سے خطِ سبز نکلا اوس رخ گلرنگ پر
سبزۂ بیگانہ سبزہ ہوگیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہون شب وصل ہی موذن ہو خموش
کم نہین تلوار سی نعرہ تری تکبیر کا

خاک پای یار مجھکو کیمیا سے کم نہین
پھاڑ کر پھینکون اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہون وہ دیوانہ کہ کرتا ہون پری شیشہ مین بند
چاہ بابل سی یہ سیکھا ہی عمل تسخیر کا

چین ابرو نی کیا ساری زبانی کو شہید
صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

یہ گریبان مین تری یاقوت کا تکمہ نہین
جانتا ہون قطرۂ خون ہی کسی دلگیر کا

یاد ہی ہر وقت خطِ مصحفِ رخسار یار
مین تو حافظ ہوگیا قرآن کی تفسیر کا

جس سے جھک کر ملتی ہین کرتی ہین اوسکو آپ قتل
قامت پرخم مین عالم ہی خمِ شمشیر کا

چھپ کے دزدیدہ نگہ سے زخمی کرتا ہی وہ ترک
بی نشان ہی تیر پر دل ہی نشانہ تیر کا

ای پریرو تیرا دیوانہ ہی کیا آتش قدم
قید مین بریان ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اوس گل رخسار کا بلبل ہون لی بہزاد مین
رنگ گل سی چاہیے کھینچنا مری تصویر کا

ہی تصور دل مین اوس چہرے کا جیسے واسطے
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا +

نور سے بے سایہ جسکا جسم عالی ہوگیا
آپ وہ اپنا گواہ ہمت عالی ہوگیا

ہون وہ میکش نکہت گل سی ہوا مست شراب
گل مجھے جام شراب پرتگالی ہوگیا

آگیا ابروی جانان کا جو لکھنے مین خیال
آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہوگیا

ہون وہ گریان آنسوون کا سینہ کبھی تھمتا نہین
آنکھ کا پردہ سحاب برشکالی ہوگیا

خون کی چھینٹون سے کیا نقصان قاتل کا ہوا
سادہ تھا شمشیر کا رومال شالی ہوگیا

پھاڑ کھایا گیسو نے میرے مجھکو ہجر یار مین
صورت شیر نیستان شیر قالی ہوگیا

تو ڑ بعد مرگ دکھلایا یہ تیر آہ سے نے
سنگ تربت ہر جگہ چھید چھید کر جالی ہوگیا

جھولیان بھر بھر کے لاتا ہی زر گل باغ سے
فصل گل آتی ہی مالا مال مالی ہوگیا

ہون وہ دیوانہ کہ اپنی مرگ کا کچھ غم نہین
ہان یہ غم ہی خانۂ زنجیر خالی ہوگیا

معرکہ مین عشق کی ٹھہرا نہ غیرون کا قدم
اک ہمین ہم رہ گئے میدان خالی ہوگیا

شعر مین موزون کیا جب سے لب شیرین کا وصف
شاعرون مین شہرۂ شیرین مقالی ہوگیا

فرقت محبوب مین بستر سے ہل سکتا نہین
جسم بے حس مثل تصویر نہالی ہوگیا

ہی جو یہ زیب کمر بار کمر ہو جائیگا
جسکا گھر ہی اوسکا تمنچہ ہم پہ خالی ہوگیا

رات دن لب پر نہین اوسکی بجز ذکر شراب
کیا بلا واعظ بھی رند لاابالی ہوگیا

نقش ہی از بسکہ دلمین اوس مہ کامل کی شکل
مجھکو بھی اب دعوی صاحب کمالی ہوگیا

واسطی بیقدر ہی رنگ طلائی کی حضور
طشت زرین فلک پیتل کی تھالی ہوگیا

خالی از رنج نہین روح کا تن سے جانا
سخت مشکل ہی مسافر کا وطن سے جانا

چار دن پھول ہی مہمان غنیمت ہی وصال
کہو بلبل سے کہ باہر نہ چمن سے جانا

ناف دیکھی جو پتا اوسکی کمر کا سمجھے
دہن یار کو جانا تو سخن سے جانا

چاہ کنعان نہین یوسف نکل آئی جس سے
دل نہ نکلیگا تری چاہ ذقن سے جانا

ہم فقیرون کو کبھی خلعت شاہی جو ملا
بد تر اوسکو ہمین مردے کی کفن سے جانا

تنگ آیا ہون مین دنیا کی حوادث سے بہت
جلد ٹھہرے کہین اس دار محن سے جانا

ٹھہر اے روح ذرا تو ابھی جلدی کیا ہے
یار آلے تو مرے خانۂ تن سے جانا

بعد ہا ٹوٹھون کی تصور تری گیسو کا بندھا
کشور چین مین ہوا راہ ختن سے جانا

ہین جو خوش چشم نہین ایک جگہ اونکو قرار
گردش چشم غزالان ختن سے جانا

صلۂ شعر امیرون سے گوارا نہ ہوا
زر کو بہتر نہ کبھی نقد سخن سے جانا

واسطی عشق آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیا نے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سر بالین جو وہ آگر آئے گا
دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائے گا

نامہ بر کوچۂ جانان ہی نہ پھر سے آئے گا
چھاؤنی دلکو یقین ہی یہ وہین چھائیگا

دشت غربت مین اگر کوئی نہین ہی ہمدم
دست ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا

جو نسویا شب فرقت مین کبھی جیتے جی
لیٹ کر قبر مین بھی پاؤن نہ پھیلائیگا

قتل ہی جرم کا اپنی نہین کچھ خوف مجھے
ہان یہ ڈر ہی کہ وہ سمجھے گا تو شرمائیگا

آشنا سحر سخن سے نہین وہ طفل ابھی
تہ کو پہونچے گا تو بالا مجھے بتلائیگا

وعدہ ساقی نی کیا ہی تو پلائیگا شراب
وہ مری خون کی جھوٹی نہ قسم کھائیگا

لن ترانی سی یہ ثابت ہے کہ وہ برق جمال
ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائیگا

ناصح آتا ہی اگر پاس مرے آنے دو
خود سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائے گا

حشر تک راہ پر آئے گا نہ وہ شاہسوار
گھوڑے کاغذ کے کہان تک کوئی دوڑائیگا

جہد ای پیر و جوان چاہیے تمکو پی رزق
طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوئے پائیگا

ہون وہ پیاسا نہ ملے گا مجھے پانی لب نہر
ہر حباب لب جو آنکھ چرا جائیگا

دلکو رہتی ہی حسینون ہی کی ہر وقت تلاش
جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائے گا

کف افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت
طایر رنگ حنا ہاتھ سے اڑ جائیگا

واسطی یار سے پوچھو دم رخصت تنہا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیری پھندی سی نکلنا نہین ممکن میرا
شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا

روز کہتی ہو کہ مین قصد سفر کرتا ہون
کوچ ہو جائیگا دنیا سے کسی دن میرا

روح و قالب کیطرح ساتھ ہے تیرا میرا
بی مرے تیرا گذارا ہی نہ تجھ بن میرا

اپنی دشمن سے بھی رکھتا نہین ہون دل مین غبار
کسقدر صاف ہی آئینۂ باطن میرا

تخت شاہی جو ملے اوسپہ لگاؤن ٹھوکر
مسندِ فقر پہ دل ہی متمکن میرا

خطِ رخسار دکھاکر وہ پری کہتا ہے
کلمہ پڑھتے ہین انس و ملک و جن میرا

نطق رکھتا تو یہ کہتا تیرا گیسوی دراز
کیا تعجب ہی اگر خضر ہو ہمسن میرا

رنگ لالی کا نہ بھاتا ہے نہ پھولونکی شمیم
باغ مین جی نہین لگتا ہے مجھے تجھ بن میرا

شکل آئینہ سمجھتا ہون بد و نیک کو ایک
دلمین کچھ ریب نہین صاف ہی باطن میرا

بیقراری کی جو مضمون لکھے ہین مینے
متحرک ہی وہ جو حرف ہی ساکن میرا

ترش ملجای کوئی بوسہ مجھے اوس بت سے
برہمن ہو جو صنم خانی مین ضامن میرا

ای صنم کاش وہ خورشید لقا آئی ادہر
برج خورشید ہو کاشانہ کسی دن میرا

ربط مین اوس بت ہمسن سے بڑہاتا لیکن
واسطی وای دریغا وہ نہین سن میرا

گفتگو مین جو خیالِ رخِ جانان ہوتا
ہر سخن ترجمۂ آیت قرآن ہوتا

ڈوب مرتا غمِ ہجران نہ اوٹھاتا ہرگز
تجھ مین پانی اگر ای چاہِ زنخدان ہوتا

رخ روشن پہ نہ ہوتا جو وہ گیسوی دراز
برطرف قصۂ ہندو و مسلمان ہوتا

ای پریرو نہ تری بام تلک جا سکتا
عرش پرواز اگر مرغِ سلیمان ہوتا

رخِ پرنور کو خورشید سی کیا نسبت ہی
آنکھ مین ملتا تیری تلوونسے جو انسان ہوتا

زلفِ جانان سے جو تشبیہ نہ دیتے شاعر
طرہ گلزار مین کیون سنبلِ پیچان ہوتا

تولتا وہ فلکِ حسن جو رفعت اپنے
برج خورشیدِ فلک پلہ میزان ہوتا

ای طبیبو مرضِ غم سی شفا پاتا مین
مری نسخے مین جو سیبِ زنخدان ہوتا

پاؤن زنجیر دلاتے نہ اگر موجِ ہوا
کون ہم وحشیونکا سلسلہ جنبان ہوتا

دل میرا الفت گیسو کو چھپائی کیونکر
مشک آہو سے نہین نافہ مین پنہان ہوتا

اپنے سایہ مین جو دیتا وہ پری مجھکو جگہ
سایہ پڑتا میرا جس پر وہ سلیمان ہوتا

قامتِ یار کا مضمون جو کوئے بندہ جا تا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شبِ وصل ہمارا نکلا +
شام ادہر آئی اودہر صبح کا تارا نکلا

پاؤن پاپوش سے جسوقت تمہارا نکلا
برج جوزا سے مین سمجھا کہ ستارا نکلا

نامِ قاتل جو زبانی مین تمھارا نکلا
کشتہ ہونے کے لیے چاہ سے پیارا نکلا

کسے منصف نے جو میزانِ نظر مین تولا
حسنِ یوسف سے بھی دہ چند تمہارا نکلا

قلزمِ حسن سے باہر نہ شناور نکلے
جسکو سمجھے تھے کنارا وہی دہارا نکلا

آبروِ ابروِ جانان سے رہی یا نرہی
ماہِ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا

امتحان خوب حسینون نے کیا کسردیکھا
قلب ہرگز نہ زرِ داغ ہمارا نکلا

سمجھے سب اہلِ نظر رجعتِ خورشید ہوئی
گہر مین جاکو جو وہ محبوب دوبارا نکلا

قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا
نجد سے ناقۂ لیلے جو قطارا نکلا

مل گیا یار کی مٹھے مین ہمین دل کا پتا
چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا

صاف سمجھے کہ یہی شعلۂ رخ کا کشتہ
سنگِ تربت سے کسے کی جو شرارا نکلا

واسطی دوست بھی رکھتے ہین عداوت ہمسے
کسکو اپنا کہین کوئی نہ ہمارا نکلا ❊

تھی سیہ مستِ فنا شب کو در مین ہشیار تھا
صبح تھی خوابِ عدم مین جب بھی مین بیدار تھا

نورِ تربت سے دیر جب تک مطلعِ انوار تھا
صورتِ چشمِ تماشا حلقۂ زنار تھا

سوزنِ جراح سینے سے جو اٹھائی کیونکہ
دامنِ محشر ہمارا زخمِ دامن دار تھا

نافۂ آہو تھے داغِ لالہ جبتک تھی بہار
جو تنِ نکہت سے گلستان خطۂ تاتار تھا

کس مہِ عارض سے تھی شبکو مکانمین چاندنی
کوکبِ رخشان نظر مین رخنۂ دیوار تھا

حیف خط سبز سے وہ بال طوطی بن گیا ❊ روکش آئینہ جو آئینہ رخسار تھا

وقت گریہ سیکڑون طوفان اوٹھی ای واسطی
صاف چشم تر کا پردہ ابر دریا بار تھا

دیکھا جو ہجر کو تو دوئی کا اثر ملا ❊ بادام کی طرح ہمین تو اہم گھر ملا
ہم مر گئے تو آہ رسا کو اثر ملا ❊ بعد شکست رایت فتح و ظفر ملا
چمکے نصیب وصل بت سیمبر ملا ❊ عسرت گئی امیر ہوئے گنج زر ملا
باریک بینیون نے کیا ہے تمام کام ❊ گم ہو گیا مین خود جو نشان کمر ملا
باقی بدن مین بسکہ حرارت تھی بعد مرگ ❊ کافور کا نہ اپنے کفن مین اثر ملا
صیاد نے اسیر کیے طایر اسقدر ❊ گلشن مین ڈھونڈھنے کو نہ بلبل کا پر ملا
محروم میری طرح رہی میری آہ بھی ❊ سو مرتبہ کبھی نہ اجابت کا در ملا
ہاتھ آیا کچھ نہ حسرت دیدار کے سوا ❊ یہ ہمکو راہ عشق مین زاد سفر ملا
آغاز شام سے شب فرقت مین تا سحر ❊ ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ نور قمر ملا
حاصل ہوا وصال وہ ٹھاکر خرابیان ❊ ویرانی طی کیئے تو ہمین گنج زر ملا
وصف دہان یار جو خط مین کیا رقم ❊ عنقا کی طرح سے نہ کوئی نامہ بر ملا
ہوگا وہ آب آب وفور حجاب سے ❊ ای سادہ رو نہ آئینے سے تو نظر ملا
تو مدح خوان گل ہے ثنا خوان یار ہون ❊ مجھ سے زبان اپنے نہ مرغ سحر ملا
کھایا کیا مین فرقت جانان مین داغ غم ❊ اسکے سوا نہ اور کوئی ماحضر ملا
کیونکر شکست شیشۂ خاطر درست ہو ❊ خود دل شکستہ ہو گیا جو شیشہ گر ملا
بحر جہان مین غم ہے کسیکو کسیکو عیش ❊ ماہی کو خار اور صدف کو گہر ملا

دیکھی کتاب عشق بہت ہمنے واسطی
قصے طویل تھے نہ کوئی مختصر ملا

ہاتھ سے دل ہی تیری غم مین نہ فقط دہو بیٹھا ۔ روتی روتی ہوش آنکھونکو بہی مین دہو بیٹھا

گالیان یار نی دین بوسہ دندان ہرلیا ۔ آبرو آپ گہر تہی تو اوسی کہو بیٹھا

کیا زمین پانون پکڑتی ہی تیری کوچہ کی ۔ صفت نقش قدم پھر نہ اوٹھا جو بیٹھا

خار صحرای جنون ایسے چبھی تلوونمین ۔ پانون سی ہاتھ ترا آبلہ پا دہو بیٹھا

نہ اوٹھونگا جو اوٹھیگا تو جنازا میرا ۔ پھیر چکا سارا جہان گوشی مین اب تو بیٹھا

چار چاند اوسکے دبدبہ حشمت مین ۔ چار زانو کیسے مسند پہ جو وہ ہو بیٹھا

واسطی یہ تو طریقہ ہمین آیا نہ پسند ۔ کس لیے گہر مین پڑا کہتا ہے سبکو بیٹھا

درد فرقت سی تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا ۔ اب تیری بیمار نے پائی شفا اچھا ہوا

دوش سے بار گران اوترا سبکباری ہوئی ۔ تیغ قاتل سے ہمارا سر کٹا اچھا ہوا

رنگ لائیگا ہمارا جوش سودا کچھ نہ کچھ ۔ گل کھلے گلشن مین ای باد صبا اچھا ہوا

بیگناہون کے لہو کا سبکو ہوتا تھا گمان ۔ اوسکے ہاتھون سے چھٹا رنگ حنا اچھا ہوا

غیر کی تعریف کرتے ہو ہمارے روبرو ۔ خوب سمجھے آپکا کہنا برا اچھا ہوا

ابکی وہ شدت مرض کی ہے کہ مشکل ہے نجات ۔ یون پڑا بیمار اکثر بارہا اچھا ہوا

اب نہین ہوش جنون مین اپنی بیگانی کی فکر ۔ ہو گئی دام تعلق سے رہا اچھا ہوا

درد مین خفت ہوئی کچھ تجکو اتنی ہے خوشی ۔ ای دل نادان یہ تیری حق مین کیا اچھا ہوا

شکر ہے گذری شب فرقت ہوئی پیدا سحر ۔ ٹل گئی سر سے میری کالی بلا اچھا ہوا

ہجو میری غیر کے تعریف تم کرتے ہو واہ ۔ آشنا ٹھہرا برا نا آشنا اچھا ہوا

پائی صحت اب غم و رنج مرض مین ہو علاج ۔ لوگ کہتے ہین مجھے اچھا ہوا اچھا ہوا

ابر دو رنگی کے وحدت مین کہنے لگا حسد غزل ۔ ایک سی پھر شعر میرا دوسرا اچھا ہوا

چھینٹین دامن پہ جو پڑین خون کی ہو ناکہا ۔ ذبح کی دم اوسنے باندہی دست پا اچھا ہوا

واسطی کی لاش پر آکر یہ فرمانے لگے
نیم بسمل تھا تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا

غیروں کے آگے یار سے بوسہ طلب کیا — نادانی کیسے ہمسے ہوئی کیا غضب کیا
رندوں نے فاش پردۂ بنت العنب کیا — پیر مغاں کا بھی تو نہ پاس ادب کیا
ہرچند سنگ راہ ہوئے بتکدے مین بت — کعبے تلک پہنچ گئے ہم شکر رب کیا
غیروں کی یہ مجال تجھے کرتی جو گفتگو — ہمنے فقط حضور کا پاس ادب کیا
محبوب رشک ماہ ولب نہر و جام مے — پایا وہی جو ہمنے خدا سے طلب کیا
تحریر جبین ابروی پرخشم کا وصف تھا — اوسنے غزل مین شعر وہی منتخب کیا
چھوٹا ہے چاہتے ہی رخ صاف پردۂ لطف — رنگینی قصد سیر دیار حلب کیا
کشتہ ہوئی گلے پہ پھری تیغ مغربی — فرقت مین جب نظارۂ ماہ رجب کیا
چھپ کر گئی ہم اوسکے گلے مین سور انکو — بجلی سیاہ ابر مین چمکی غضب کیا
دیتی وہ گالیاں مجھے غیروں کے سامنے — اچھا ہوا کہ لب کا نہ بوسہ طلب کیا
دیکھا پری کو ہمنے تو شبہ مین آپ کے — پیدا ملال آپ نے کیوں بے سبب کیا

اے واسطی وسیلۂ محشر ضرور تھا
نام علی کو شام و سحر ورد لب کیا

درخت ہمنے جو بویا تھا آشنائی کا — مزہ تو یہ ہے کہ لایا وہ پھل جدائی کا
تھا اب کی زندہ رہی سہ کے غم جدائی کا — نہ لین گے بھول کے بھی نام آشنائی کا
قفس مین اور ابھی صیاد ہمکو رہنے دے — بہار جا چکی اب لطف کیا رہائی کا
ہزار غور کرے کون دیکھ سکتا ہے — اودھر سے شرط ارادہ ہے خود نمائی کا
تجھ سے جا چھپن ذرا سیر خانقاہ کو رند — لگے لباس مین دھبا نہ پارسائی کا
ہلال جا کے وہی فرق آسمان پہ بنا — گرا جو ایٹ کی نعل اوسکی زیر پائی کا

ستا ہی آج وہ نکلین گے گھر سے کھینچ کے تیغ
قریب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

کہان تھی یہ خلش خار راہ کی لذت
ہمارے سر پہ ہی احسان برہنہ پائی کا

یقین ہے تاج سر بادشاہ اولٹ کے نبے
گرے جو کاسہ مرے ہاتھ سے گدائی کا

دیار کو حسینو نکا کیا محلہ ہے
رواج آئین جو رہتا ہے بیوفائی کا

غبار خط سے مکدر ہوا جو عارض صاف
پیام آپ وہ دینے لگے صفائی کا

ہمارا طالع خفتہ ہے نارسا کتنا
کہ خواب بھی یہ نہین دیکھتا رسائی کا

سنا ہی قصۂ یعقوب ہجر یوسف مین +
خدا دکھائے نہ آنکھو نکو دن جدائی کا

سمجھ کے رقعۂ شادی وہ گل ہی پر شامل
لفافہ خط پہ کرون کاغذ حنائی کا

عجیب فتنۂ عالم ہی مشت خاک بشر
پیمبری کا ہی دعوی کبھی خدائی کا

شکست ہو پر پروانہ کی درست ابھی
جو موم شمع کرے کام مومیائی کا

جواب خط جو لکھا اوسنے واسطی ہمکو
ہوا وہ نسخہ مجرب تپ جدائی کا +

لطف شب آفتاب نکلنے ہوئے تھا
وقفہ جہانکو رنگ بدلتے ہوئے تھا

دار و مدار غیر ہے اب بزم یار مین
یہ اختیار تو مرے چلتے ہوئے تھا

کوچے مین اوسکے جاکے ہوا قتل نامہ بر
اچھا شگون گھر سے نکلتے ہوئے تھا

بھولے نہ ہم عروج مین افتادگی کی یاد
گرنے کا کب خیال سنبھلتے ہوئے تھا

وابستہ چشم لطف سے تھی ہستی جہان
عالم تری نگاہ بدلتے ہوئے تھا

ملتا سبک روان عدم کا نشان کیا
شور جرس بھی قافلہ چلتے ہوئے تھا

تھا چار دن کا انکو عناصر مین ارتباط
دیکھا تو کچھ بھی دم کو نکلتے ہوئے تھا

غافل مآل کار سے تھی بس چمن کی بخار
کھٹکا خزان کا پھولتے پھلتے ہوئے تھا

روشن ہماری دلکو کیا داغ عشق نے
تاریک گھر چراغ کے جلتے ہوئے تھا

سوز غم فراق نے یہ حال دل کیا
اوسکے کیطرح کچہ بھی پگھلتے ہوئے نتھا

رہتا غرور سر مین حسینونکے کسطرح
جوبن ذرا شباب کے ڈھلتے ہوئے نتھا

پیسا حنا کی طرح مرے دل کو واسطی
کچہ رحم اونکو پاؤن کے ملتے ہوئے نتھا

عرصہ تری بیمار کو اب کھنچ نہین سکتا
گذری شب غم روز تعب کھنچ نہین سکتا

بند آنکھہ مصور کی ہوئی جاتی ہی ہردم
نقشہ ترا ای برق غضب کھنچ نہین سکتا

کیون قتل مجھے تیغ نگہ سے نہین کرتے
خنجر جو نزاکت کی سبب کھنچ نہین سکتا

دولت سی کنارہ کوئی کرتا ہی جہان مین
دامن سے تری دست طلب کھنچ نہین سکتا

زلف سیہ یار کا بندھتا ہے تصور
صدمہ ترا ای ظلمت شب کھنچ نہین سکتا

رعشہ ہی غضب جسم مین اب بادہ کشی سے
خمیازۂ ایام طرب کھنچ نہین سکتا

نازک ہی دماغ اونکا یہان حال یہ اپنا
نالہ کبھی بے شور و شغب کھنچ نہین سکتا

جاتی ہی مرے دل سی کوئی الفت مژگان
یہ تیر جگر سے کسی ڈھب کھنچ نہین سکتا

ابرو کی کمان یاد ہی بھولی ہی عبادت
چلہ بھی نقاہت کی سبب کھنچ نہین سکتا

ہی دینے مین ای پیر مغان بخل ہی ہاتہ
کیا شیرۂ انگور رطب کھنچ نہین سکتا

کچہ دیر نہین اب کہ بدن سرد ہوا اپنا
آزار ترا گرمی تب کھنچ نہین سکتا

اس واسطی زار کو روضہ پہ بلا لو
دوری کا غم ای شاہ عرب کھنچ نہین سکتا

ہی شب وصل سر شام سجا سے نہ سونا
لے نئے عاشق کی ذرا سنکے کہانی سونا

پہنو کانون مین نہ تم ای مرے جانی سونا
منفعل ہوگا بنا گوش سے کانی سونا

پیچھے تصویر تو اوس سیم بدن کی لکھنا
چھاپ پہلے ورق سادہ پہ پانی سونا

میرے نالونکی شکایت ہے جو مرجاؤ نہین
چین سے رات کو تم ای مرے جانی سونا

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہے
سنکے ای ماہ میری سحر بیانی سونا

چشم عبرت سے زمانے کا تماشا کر لے
پھر ہے ای راہ رو منزل فانی سونا

مضطرب رہتا ہی دل آنکھون مین شب کٹتی ہی
جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا

نیند اڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی
سینہ سے لگ کی ترا یوسف ثانی سونا

زرد رنگت سی کھلا ہے یہ کیمیا کرشمہ
سوز فرقت سے ہوا ہے یرقانی سونا

بند ہو جائینگی آنکھین مری آجائیگی موت
غیر کے ساتھ نہ ای ظلم کی بانی سونا

جاگنا ہوگا اگر موسم پیری آیا +
چاہیے چین سے ہنگام جوانی سونا

سیمتن یار کے زرگر سے یہ فرمائش ہی
زیور گوش کو درکار ہے کانی سونا

کھینچی میرے رخ زرد کی لازم ہی شبیہ
کر چڑھے کاغذ تصویر پہ مانی سونا

گرمی عارض جانان سی پگھل جاتا ہی مہر
جسطرح آنچ کی گرمی کھا کے ہو پانی سونا

واسطی دیکھہ جب ارنگ آنکھین ہین بند
شب فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

کس شب اوسکے شغل مے و مینا نہین ہوتا
کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا

کب محو تصور دل شیدا نہین ہوتا
کس دم مین ہم آغوش تمنا نہین ہوتا

یون ہونے کو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا
پر دل سی کوئی دوست کسیکا نہین ہوتا

عریانی سی جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا
میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا

سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا
ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا

کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دم نزع
کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا

دل دیکے لیا بوسہ جانان تو عجب کیا
دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا

عاشق جو غم ہجر مین ہین موت کے خواہان
ایسونسے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا

کیا الفت دندان مین مجھے تشنگی شوق
سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

بیفایدہ کرتے ہین دوا میری اطبّا
بیمارِ محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

باہر سے ہے کھٹکا یہ کہکر مجھے شب بھر
ناحق ہونگا گھر مین گذارا نہین ہوتا

ای واسطی تم دل سے عزیزونپہ فدا ہو
یہ کیا ہی کوئی دوست تمہارا نہین ہوتا

برتر ہے آسمان سی مقامِ ابوترابؓ
لکھا ہے لوحِ عرش پہ نامِ ابوترابؓ

روشن قمر کیطرح ہی قنبر کا مرتبہ
آقای دوجہان سے ہے غلامِ ابوترابؓ

چکھا ہے اوسنے کوثر و تسنیم کا مزہ
جسنے پیا ہے بادۂ جامِ ابوترابؓ

گویا زبانِ پاک ہے اللہ کے زبان
قرآن کا ترجمہ ہے کلامِ ابوترابؓ

مسکن مسیحؑ کا ہے سرِ آسمان اگر
دوشِ رسول پر ہے مقامِ ابوترابؓ

گرتے ہوئی نظر سے سنبھلتے ہین آج تک
کیا دستگیرِ خلق ہے نامِ ابوترابؓ

اعدا کا کیون نہ خرمنِ ہستی ہو جلکے خاک
چمکے جو مثلِ برق حسامِ ابوترابؓ

وہ چشم ہی کرے جو تماشای روی پاک
وہ گوش ہی سنے جو کلامِ ابوترابؓ

پیدا ہیں آپکی ہی کہین بوالبشر سی قبل
اس بات پر دلیل ہے نامِ ابوترابؓ

جس دن سی کربلا مین چھپا آفتابِ دین
صبحِ ابوترابؓ ہے شامِ ابوترابؓ

جبتک رہے جہان مین کہتے تھے جبرئیل
اللہ سے سلام و پیامِ ابوترابؓ

روشن جہان پر ہی حسینؑ و حسنؑ کی قدر
وہ مہر تھے یہ ماہ تمامِ ابوترابؓ

زیرِ قدم سجھاتے تھے آنکھین ملائکہ
اللہ رے وقارِ خرامِ ابوترابؓ

کہتے ہین جسکو طائرِ توحید واسطی
سو ہے پای بندِ حلقۂ دامِ ابوترابؓ

ہین جو کاتبِ واقفِ رازِ نہانِ عندلیب
لکھتے ہین اوراقِ گل پر داستانِ عندلیب

لائی طوفان اسقدر اشکِ روانِ عندلیب
نوح کی کشتی بنا ہی آشیانِ عندلیب

آشیان کیسا ہے تن میں ہے جان عندلیب
آتش گل نے جلایا دو دمان عندلیب

وصف ہو سکتا نہیں ہے اوسکے روے سرخ کا
لال ہے مانند برگ گل زبان عندلیب

در قفس کا کھولدے جب بھیجے نہ جائے سوے باغ
چاہیے جب صیاد کرلے امتحان عندلیب

کردیا برباد دونوں کو خزان نے اسقدر
ہے پتا گل کا نہ گلشن میں نشان عندلیب

باغبان زلف عروس باغکی لازم ہے یہ
شانہ ہو والیکی کوئی استخوان عندلیب

سوز الفت سے ہوا کیا اتحاد حسن و عشق
آتش گل کا زبانہ ہے زبان عندلیب

رنگ لائی باغ میں صرصر ہماری آہ کی
گل چمن میں اوڑتی پھرتی ہیں ان لبسا عندلیب

جان تازہ آئی حسن یوسف گل دیکھکر
کم زلیخا سے نہیں بخت جوان عندلیب

شاخ گلبن سے ابھی صیاد لٹکاتا قفس
صاحب تاثیر اگر ہوتی فغان عندلیب

چاہتا ہے باغبان یہ اتحاد حسن و عشق
نکہت گل ہو جو نکلے تن سے جان عندلیب

خانۂ صیاد سے اب اوڑ کے جا سکتے نہیں
تھا کبھی صحن چمن میں آشیان عندلیب

ہے اگر قصد سفر ہمم عاشقونکو ساتھ لو
یوسف گل کو ہے لازم کاروان عندلیب

حال پر عاشق کی ہوتی مہربان معشوق گر
پوچھتا دامن سے گل اشک روان عندلیب

شاخ گل پر آشیان ہے بھی ہی اے باغبان
کچھ نہو گا بار مشت استخوان عندلیب

گل نہیں رکھتے جو گوش حق شنو پروا نہیں
ساکنان عرش سنتے ہیں فغان عندلیب

وصف لکھا ہے جو میں اوس گل رخسار کا
نغمہ پیرا ہے قلم میرا لبان عندلیب

خرمن گل جل کی خاکستر ہوا ہے واسطی
برق تھی یا نالۂ آتش فشان عندلیب

طاقت آجاتی جوان ہو جو پیے پیر شراب
ساقیا رکھتی ہے خاصیت اکسیر شراب

ہجر ساقی میں تنفر ہے یہ میخواری سے ہی
خون مرا ہو جو کھینچے صورت شمشیر شراب

پوچھیے زاہد کا باعث تو تہیدستی سے ہے
کیا کریں ہم نہیں ملتی کسی تدبیر شراب

ساقیا ہون وہ مرقع مین جہان کی بیکیش
دی خدا نطق تو مانگی مری تصویر شراب

نشہ مین یاد جو اوس مہر لقا کی آجائے
اور چمکائے مرا اختر تقدیر شراب

مست پیتے ہین تو مجروح جگر ہوتی ہین
ہجر ساقی مین ہی آب دم شمشیر شراب

کیا خجالت ہی کہ اوسکے لب میگون کے حضور
ہی سفید اپنی نظر مین صفت شیر شراب

آفتاب اسکو بجا سارا جہان کہتا ہے
ساقیا رکھتی ہے خورشید کی تنویر شراب

می پیون ہجر مین ساقی تو ابھی جاؤن
صاف دکھلائی مجھے زہر کی تاثیر شراب

راز الفت کو مین افشا نکرون مستی مین
ڈر ہی مجھکو نکرے صاحب تقصیر شراب

واسطی سرخ ہین سب بادہ کشونکی چہرے
رنگ ہونے نہین دیتی کبھی تغیر شراب

ٹھہرون مجرم جو پیون مین کبھی بے یار شراب
جائی ساقی نکہی مجھکو گنہگار شراب

کثرت گل ہی ادہر غلبہ مستی ہی ادہر
فصل گل آئی ہی پھر پیتے ہین میخوار شراب

ہی یہی دور تری نرگس میگون کا اگر
رمضان مین بھی بکیگی سر بازار شراب

می پیون فرقت ساقی مین تو ٹکڑے ہو جگر
کم نہین آب دم تیغ سے زنہار شراب

کسطرح اس سے مین حیران ہون کہ غم کٹتا ہے
نہ تو دشنہ ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار شراب

جسجگہ نرگس میگون ہی تری بادہ فروش
مول جی بیچ کی لیتے ہین خریدار شراب

فکر اسباب نہ گھربار کا رہتا ہی خیال
ہر گرانبار کو کرتی ہی سبکبار شراب

منہ لگاتے ہی ہوئی سم نہ رہا دم باقی
تھی مگر فرقت ساقی مین کف مار شراب

ہی متاع خرد و ہوش نہ جنس دل و دین
لوٹ کر لیگئی بازار کا بازار شراب

ہون وہ میخوار کہ ساقی ہی مری نظرون مین
گل شاداب قدح شبنم گلزار شراب

پیک یون پان کی ہی اوسکے گلوسے ظاہر
جسطرح شیشہ بلور مین گلنار شراب

مست ہون ساقی کوثر کی مئی الفت سے
پھر مستی نہین ساقی مجھے درکار شراب

کشتی مئ کو نہ کسطرح کہون کشتی نوحؑ — بحر اندوہ سے کرتی ہی مجھے پار شراب

واسطی موسم گل مین ہی دو رنگی ظاہر
سب کو گل دیدۂ زہاد مین ہی خار شراب

انداز سخن خوب چلن خوب ادا خوب — جو بات تمھاری ہی وہ ہی نام خدا خوب
دل پیستے ہو زیر قدم مثل حنا خوب — پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپ نے کیا خوب
آئینہ بنایا ہی مجھے حیرت جہان مین — ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب
مجھکو تو محبت ہے یہ بت جانین نہ جانین — آگاہ ہی احوال سے بندہ کے خدا خوب
یہ شہر حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت — ہی ایک سے ایک اسمین بت ماہ لقا خوب
آخر یہ دیا حکم کہ اللہ پہ چھوڑو — کی درد محبت کی طبیبون نے دوا خوب
گلشن مین تو آتے ہین مگر جی نہین لگتا — کیا خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب
دعوی ہی تری ابروی خمدار سے اوسکو — کسطرح مہ نو نہ ہوا انگشت نما خوب
منہ چاند سا دکھلا کے ہمین ہالہ بنایا — ای غیرت مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب
اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو — ہی نغمۂ بلبل سے بھی آواز درا خوب

ای واسطی اوس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پہ مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمی اوٹھا اوٹھا کی ہوئین ناتوان بہت — تھوڑے سے بھی تیری ظلم ہین ای آسمان بہت
سر پر ہماری کوہ الم ہی گران بہت — ہر چند مثل کاہ ہین ہم ناتوان بہت
یاران سرفروش مین ہوتی ہین ہم سبک — ای تیغ یار ہم سی نہ ہو سرگران بہت
بیوجہ بات بات مین دیتی ہو گالیان — بگڑی ہوئی ہی آپ کی صاحب زبان بہت
زاہد کو اسقدر اگر انکار ہے تو ہو — ایسے مرید حضرت پیر مغان بہت
اب چند روز کنج قناعت مین بیٹھیے — حرص جہا نمین عمر ہوئی رائگان بہت

اسوجہ سے کہ سر پہ چڑھایا ہی آپ نے
بل کر رہا ہے گیسوی عنبر فشان بہت

پونہچونگا دم مین قید سے پاؤن تو چھوٹے
کنج قفس سے دور نہین آشیان بہت

ایسے پڑے ہین دور سنین گی نہ ہم صدا
چلا رہا ہی کیون جرس کاروان بہت

کسکو تمھارا مطلع ابرو نہین پسند
اچھا کلام جانتے ہین قدردان بہت

درپیش ایکدن ہی خموشی کا مرحلہ
ہر بے زبان سے بڑھ کے نہ بول اے زبان بہت

اے فتنہ گر نہ تیغ ابھی کر نیام مین
مقتل مین لوٹتے ہین پڑے نیمجان بہت

دیتے نہین ہو بوسہ ہمین ایک بھی کبھی
دل بھی تمھارا تنگ ہے مثل دہان بہت

کیا مجھ خمیدہ قد کا رسا تیر آہ ہو
کم زور کھینچنے کھینچنے ہوئی ہی کمان بہت

پوچھے تو مرکے کوچۂ قاتل مین واسطی
درپیش ابھی ہین معرکہ امتحان بہت

جس صبح اوٹھون آئے نظر یار کی صورت
یارب نہ دکھانا مجھے اغیار کی صورت

چھپتی ہی نہین صاحب آزار کی صورت
دو دن مین بدل جاتی ہی بیمار کی صورت

زنہار تواضع پہ نہ جا اہل جہان کے
جھکتے ہین پیکار تو تلوار کی صورت

مدت سے جو ہین خانۂ صیاد مین ہم قید
ہے گل کی ہمین یاد نہ گلزار کی صورت

یوسف ہی مرا یار مگر پردہ نشین ہے
ابتک تو نہین دیکھی ہی بازار کی صورت

مرغوب ہی نقطہ دہن یار کا ایسا
ہم گرد پھرا کرتے ہین پرکار کی صورت

بلبل کیطرح شیفتہ باغ نہین مین
گل مجھسے خلش کرتی ہین کیون خار کی صورت

ششدر ہون جدائی مین گھر دیکھکے خالی
بیحس ہے بدن صورت دیوار کی صورت

مجروح کرے ترک فلک کو تو عجب کیا
نالہ مرا بندوق ہوا دار کی صورت

ہی عفو خطا شرط کہ ہم سامنے تیرے
ڈرتے ہوئے آتے ہین گنہگار کی صورت

کیا جام مین تھا عکس نگون گیسوے ساقی
مے ہوگئی قاتل جو کف مار کی صورت

غمگین ہو نہیں اسباب مجھے نفرت ہے ہنسی سے
دیکھی کبھی قہقہہ دیوار کی صورت

ثابت تھا جو گھر میں صفت کوکب ثابت
سیار ہے وہ کوکب سیار کی صورت

یہ دل میں مرے رہ گئی حسرت کہ شب وصل
لپٹا نہ گلے سے ترے میں ہار کی صورت

ای واسطی اغیار بہت چڑھتے ہیں منہ پر
دم بھر میں بگڑ جائیگی دو چار کی صورت

وہ دل کہاں کہ جسمیں رہے آرزوے دوست
اور وہ زبان کہاں کہ کرے گفتگوے دوست

کسطرح صحن باغ کو سمجھوں نہ کوی دوست
پھولونکو سونگھتا ہوں تو آتی ہے بوی دوست

ہر دلمیں دیکھتے ہیں بھری آرزوی دوست
سنتے ہیں ہر زبان سے ہم گفتگوی دوست

لطف و غضب کا اوسکے نمونہ ہے ہر چمن
پھولوں میں بوی دوست ہے کانٹوں میں خوے دوست

مرغان خوش نوا جو چہکتے ہیں باغ میں
ہم جانتے ہیں کرتے ہیں یہ گفتگوی دوست

بخت رسا دکھائے کبھی تو شب وصال
یارب ہمارے ہاتھ ہوں طوق گلوے دوست

رضوان دکھائے خلد تو دیکھیں نہ اک نظر
آنکھیں ہیں اپنی محو تماشای روی دوست

راہیں ہیں دونوں جا ہی جدہر چل پڑا ایکبار
کعبہ مقام یار ہے بتخانہ کوے دوست

غنچے چٹک رہے ہیں صبا سے جو باغ میں
کانوں کو آرہی ہے صدای گلوی دوست

رضوان کی سمجھی طلب ہی نہجا تا کسیطرح
گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوے دوست

سیر چمن سے کیوں نہ شگفتہ ہوا اپنا دل
لاے ہیں رنگ یار کا ہے گل میں بوے دوست

پیکان تیر یار کے لینے کو دل چلا
صادق وہ دوست ہے جو کرے جستجوے دوست

سارے جہان سے نہیں کچھ کام واسطی
منہ ہو برنگ قبلہ نما اپنا سوے دوست

سنتے ہیں ہم وہ سنتے نہیں ہیں کسیکی بات
کیونکر نہ دلمیں لگی رہے جی ہی میں جی کی بات

اللہ نے بتوں کو بنایا ہے سنگدل
دل لیکے کوئی کرتے نہیں دلبری کی بات

تشبیہ دے جو پھول سے تمکو خفا نہو ۔ انصاف شرط ہے کہ یہ ہے منصفی کی بات
ناخوش ہوئے تو کہنے لگے دیکے گالیان ۔ مین جی مین خوش ہوا کہ یہ ہے میرے جی کی بات
بوسہ تو کچھ لیا نہین عارض کو چھو لیا ۔ آزردہ آپ کیون ہوئے تھی دل لگی کی بات
گذری جو کچھ رقیب سیہ دل پہ کل وہان ۔ ہی یہ خلاف وضع کہین کیا کسی کی بات
بلبل کے درد دل پہ عبث خندہ زن ہین گل ۔ رونے کا ہی مقام نہین یہ ہنسی کی بات
قاتل کو دار و گیر قیامت کی دی خبر ۔ دشمن سے اپنے ہمنے کہی دوستی کی بات

اچھا نہین ہے صحبت بد سے یہ اختلاط
حق کہہ دیا ہی یاد رہے واسطی کی بات

کہین کیا کسقدر ہے دل خدا دوست ۔ وظیفہ رات دن ہے اسکا یا دوست
وہ عاشق دل ہے دشمن کا ہوا دوست ۔ تمنا اوسکی زبان سے ہی جو یا دوست
خدا کو دوست رکھے کیون نہ بندہ ۔ بہت بندہ کو رکھتا ہی خدا دوست
کہو تو غیر کے منہ پر بھی کہدین ۔ نہین ہمسا تمھارا دوسرا دوست
نہین ہے کوئی زیر خاک اپنا ۔ لحد تک ساتھ ہین سب آشنا دوست
جو اوسکا ہے عدو میرا عدو ہے ۔ جو اوسکا دوست ہے وہ مرا دوست
ہوئے مفلس ہوا دشمن زمانہ ۔ ہوئے منعم زمانہ ہو گیا دوست
کرین ہر روز ہم دربار اوسکا ۔ کوئی سلطان جو ملجائے گدا دوست
طریق نیک سے ہے عاجز نوازی ۔ نہ رکھے کاہ کو کیون کہربا دوست
قضا ہی الامان کہکر ہی بیدم ۔ جو آئے کھینچکر تیغ ادا دوست
بلند و پست عالم ہے مرے گھر ۔ کہ دل بیٹھا جو پہلو سے اوٹھا دوست

بن آئی واسطے اعدا کی کیسی
نصیب دشمنان گر ہو خفا دوست

شمع اجل جلائے گی پروانۂ حیات
اک خواب ہی جو سنتے ہیں افسانۂ حیات

جب دور خاک عشق سے ہو دانۂ حیات
پھر کیا ہے ذکر سبزۂ بیگانۂ حیات

ساقی نے جب تماک کے بھرا ساغر شراب
لبریز ہو گیا مرا پیمانۂ حیات

اچھا ہوا کہ سوز محبت سے دل جلا
محتاج تھا چراغ کا کاشانۂ حیات

ہے آسیای چرخ کی گردش اگر یہی
پیسے گی ایک روز مرا دانۂ حیات

آئے اگر ہوائے اجل ہو گا چور چور
نازک حباب سے ہے یہ پیمانۂ حیات

الفت میں ان بتوں کے ہوئی صرف زندگی
بتخانہ بنگیا ہے مرا خانۂ حیات

کہتے ہیں نیستی جسے ایسا وہ باغ ہے
ہے دور جس سے سبزۂ بیگانۂ حیات

دکھلائے جب چمک کہ وہ خنجر ضیای شمع
کیونکر نہ جل کے خاک ہو پروانۂ حیات

ہمکو بھی دیگا ساقی دوران شراب عیش
ہم بھی ہیں ایک میکش میخانۂ حیات

اس میکدے میں ہوگا لبالب جام عیش
لبریز ہو تو ہو کبھی پیمانۂ حیات

دو دن کی زندگی پہ تکبر یہ واسطی
بھر دینگے آب مرگ سے پیمانۂ حیات

مجھ مشت پر سے ہو خلش اے باغبان عبث
ظالم اوجاڑتا ہے مرا آشیان عبث

سو بار آزما چکے الفت میں ہمکو تم
پھر بار بار کرتے ہو کیوں امتحان عبث

سر پر فلک ہے چتر زمین فرش زیر پا
بستر کی جستجو طلب سائبان عبث

ہم دیکھتے ہیں اوسکو یہاں ہر مکان میں
کیوں جستجو میں جاتے ہو لامکان عبث

کافی ہے اک نگاہ مرے قتل کے لیے
کرتے ہو تیز خنجر و تیغ و سنان عبث

چکر میں ہوں زمانے کی گردش سے آپ میں
کیوں پھر رہا ہے سر پہ مرے آسمان عبث

ہر جام بادہ ساغر آب حیات ہے
رندو نہیں ہے خدمت پیر مغان عبث

ظاہر ہے چار پردوں سے خورشید کی ضیا
پردہ ہی ہے آپکا اے مہربان عبث

کیا کام آئے قد خمیدہ بغیر آہ ۔۔۔ ترکش میں تیر کی ہے جگہ بیکمان عبث
اندیشہ ہے خبر نہ کسی راہزن کو ہو ۔۔۔ چلا رہا ہے کیوں جرس کاروان عبث

صبح و مسا وظیفہ نہیں جسکو نام یار
ای واسطی ہے اوسکو دہن میں زبان عبث

دکھا چہرہ سے پردہ جانی عبث ۔۔۔ سناتا ہے کیوں لن ترانی عبث
جہاں میں کوئی سننے والا نہیں ۔۔۔ کہوں کیا میں اپنی کہانی عبث
کسی روز پیری ہے اور عاجزی ۔۔۔ جوانو ہے کبر جوانی عبث
چھپا نکتہ دانوں سے بھی وہ دہن ۔۔۔ ہوا دعوے نکتہ دانی عبث
محبت ہے وہ جسمیں باطن ہو صاف ۔۔۔ یہ ظاہر کی ہے مہربانی عبث
کبھی کھنچ سکے گی نہ اوسکی شبیہ ۔۔۔ تردد میں بیٹھا ہے مانی عبث
مجھے نشہ بادہ عشق ہے ۔۔۔ پیوں کیوں مے ارغوانی عبث
خدا سے ڈرو پاؤں پڑتے ہیں ہم ۔۔۔ بتو تمہیں ہے سرگرانی عبث
کھنچے جاتے ہیں آپ ہم سوی گور ۔۔۔ نکر زور سے اے ناتوانی عبث

فقط آمد و رفت ہے واسطے
دو روزہ ہے یہ زندگانی عبث

تنگ ہے عارض کو اوسکی نازکی میں گل سے بحث ۔۔۔ زلف اوسکی کہتی ہے کیا کیجے سنبل سے بحث
صاف ظاہر ہے خموشی ہے جواب جاہلان ۔۔۔ کون کرنے جای صحن باغ میں بلبل سے بحث
کیا ہے دربان کی حقیقت یار سے بگڑی ہے ہم ۔۔۔ جنکو کی پروا نہیں [illegible] نظر ہے گل سے بحث
بادۂ عرفان کی کیفیت جو حاصل ہو تجھے ۔۔۔ شیشہ ہی سے کرے دل آنکھ جام مل سے بحث
غیر خاموشی نہیں کچھ سوز زبانیں ہیں تو کیا ۔۔۔ کر نہیں سکتا سر مو شانہ اوس کاکل سے بحث
ہیں وہ جادو گہ تیری آنکھیں کیا اونکا ہے قول ۔۔۔ بات اک بیکار سی ہے ساحر بابل سے بحث

طوطیِ خامہ ہے جو شکر فشان سلے واسطی
آج ہے منظور اسکو بلبل آمل سے بحث ہ

آیا ہے میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج
کیسی بدل گئی ہے خزان سی بہار آج

جوبن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج
دریا پہ کھیلیے بطے کا شکار آج

کرتا ہے میرے دیدۂ گریان سی سامنا
کھل جائیگی حقیقت ابر بہار آج

شاید کہ کوئی عاشق غمناک مر گیا
کوچے مین اوسکے تازہ بنا ہی مزار آج

وہ کام کر کہ جسمین ہو کل تیری مغفرت
ای بندۂ خدا ہے تجھے اختیار آج

کہتے ہین صید کرکے وہ عاشق کا مرغ دل
برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج

غازہ کسی کی خون کا تمنے ملا ہے کیا
کیسا چمک رہا ہے تمہارا عذار آج

تم بھی تو آؤ بام پہ سلے رشک ماہ و مہر
خورشید و ماہ کا ہے فلک پر مدار آج

سب ہے نشا اوسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہے کب کسیکی وہ غفلت شعار آج

جاتے ہین کوی یار مین ہم بار بار آج
کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج

کل سی بھی ہی سیاہ شب انتظار آج
دیکھین کہ کیا گذرتی ہے پروردگار آج

آئیگا چھپ کے قبر پہ وہ گلعذار آج
گل کر دے ای نسیم چراغ مزار آج

اک بھیڑ کوی یار سے ہی میرے گھر تلک
شاید ادہر بھی آئیگا وہ شہسوار آج

برباد تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین
بن بن گئے ہین قصر وہان زرنگار آج

نالہ کسیکے دل سے الٰہی نکل گیا
ہر سمت پھنک رہے ہین شہر و دیار آج

ساری کدورتین مرے اشکون نے دور کین
ذرہ بھی اوسکے دل مین نہین ہے غبار آج

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب نشان
باقی نہین ہے اونکا نشان مزار آج

یارب یہ کسنے باغ مین کی آکے سرکشی
گڑگڑ گئے ہین سرو لب جویبار آج

گل ہاے تو اٹھی آنکھوں سے بہتی تھیں ندیان — کیا ہی جو تر نہیں مژۂ اشکبار آج

گھر میں ہمارے وہ صنم آیا ہی واسطے
ہم دیکھتے ہیں قدرت پروردگار آج

کیونکر طبیب سے ہو اس آزار کا علاج — عیسی نکر سکے ترے بیمار کا علاج
سیکھا ہی علم طب وہ ہوئے ہیں نئے طبیب — کرتے ہیں پانچ سات کا دو چار کا علاج
ممکن نہیں کہ کوئی دوا و اثر کرے — آخر کو مرگ ہی ترے بیمار کا علاج
ای گل مریض ہیں تری آنکھوں کے لا دوا — کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
پیری میں مٹ گئیں وہ جوانی کی گرمیاں — کافور سرد تھا مرضِ حار کا علاج
آزردہ ہو سکے نہ آنکھیں نکلوائیں یار نے — یہ تھا ہماری حسرتِ دیدار کا علاج
دین کیا کلام بے سر و پا کا جواب ہم — ہے خامشی جہالت اغیار کا علاج
کب وہ طبیب پوچھتے ہیں مفلسوں کا حال — کرتے ہیں دل لگا کے جو زردار کا علاج

مشکل ہے صحتِ دل پر داغ واسطے
آسان ہے داغ لالۂ کہسار کا علاج

تیر ہی مژگانِ قاتل تیر کی کیا احتیاج — تیغ ابرو کم نہیں شمشیر کی کیا احتیاج
ہاتھ اوٹھائیں جب دعا کو سیم و زر گردہ میں ہوں — خاکساروں کو تری اکسیر کی کیا احتیاج
میرے چہرے ہی سے ہی ظاہر صاف میرے دل کا درد — سامنے اوس شوخ کے تقریر کی کیا احتیاج
یہ بھی کافی ہی مری تسکین دل کے واسطے — سادہ کاغذ بھیجدو تحریر کی کیا احتیاج
ہے تصور یار کا ہر وقت میرے سامنے — ای مصور ہی مجھے تصویر کی کیا احتیاج
جی میں ہے اوس تک میں لے مکتوب پہنچوں نامہ بر — سب وہی معلوم ہے تحریر کی کیا احتیاج
مجمع اغیار میں کیوں مجھکو کرتے ہو طلب — اس مرقع میں مری تصویر کی کیا احتیاج
آشکار انکو نے مارا دفن کا اب حکم دے — ہو چکا مشہور میں تشہیر کی کیا احتیاج

تخت تختہ خاک کا داغ جنون ہے تاج سر
دشت کا مالک ہون مین جاگیر کی کیا احتیاج

جو پھنسا ہے زلف مین اوسکو عبث کرتے ہو قید
آپکے دیوانونکو زنجیر کی کیا احتیاج

سر پہ روشن دل نہین لیتے کبھی احسان غیر
رکھتی ہے شمع قمر گلگیر کی کیا احتیاج

ہون مریض عشق مین چارہ گر طبیبو کسو
چھوڑ دو تقدیر پر تدبیر کی کیا احتیاج

اک نگاہ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو
ذبح ہو جائینگے ہم شمشیر کی کیا احتیاج

غفلت آخر ایکدن لیجائیگی سوے عدم
ہے ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج

کر سکیگا کیا کوئی تعریف حسن یار کی
مصحف رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج

صبح تک بیدار رہتا ہون مین ہر شب واسطی
میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

ہزار شکر جہانسے ہی اپنی رخصت آج
تعلقات جہان سے ملی فراغت آج

زبان یار پر آئی مری شکایت آج
ہزار شکر کہ یون کھل گئی محبت آج

وہ یاد آتی ہے تا صبح تیری صحبت آج
نہ دیتے دل تو اوٹھاتی کیون یہ مصیبت آج

دکھا کے چہرہ در اشک سی بھرا دامن
ملی ہے ہمکو یہ دولت تری بدولت آج

بڑے مزے سے مری استخوان کو کھاتا ہی
ہما کو ہاتھ لگی ہے عجیب نعمت آج

مریض عشق کی اتنی خبر نہین تمکو
زیادہ کل سے بھی ہے غیر اوسکی حالت آج

یہ خط سبز کو اوس رخ پہ دیکھکر سمجھے
جناب خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج

برنگ شمع کھلے سر وہ بزم مین آتے
جلائے کیون مجھے پروانہ سان غیرت آج

چلے جہان سی جھگڑا ہی مٹ گیا سارا
کہو وہ نزع مین آجائین بہر رخصت آج

وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو ہنسکے کہنے لگے
جہان مین آپکی ہی ذات ہے غنیمت آج

گذر گئی شب وصلت وہ گھر کو جاتے ہین
دلا ہی جان کے بچنے کی کون صورت آج

اوداس خانۂ زندان ہی جیب نگہبان ہین
کہ لیچلی ہے ہمین سوی دشت وحشت آج

چراغ جام کو کر جلد ساقیا روشن
اوٹھی ہے کالی گھٹا چھا گئی ہے ظلمت آج

جو تمنے اونکے بلانے کو آدمی بھیجا
کہا نہ آئینگے کہنا نہین ہے فرصت آج

اوٹھے ہین دیکھ کے منہ ایک خوبصورت کا
یقین ہے روز کٹیگا بعیش و عشرت آج

نہ سمجھے ایک ہین دو واسطی سے گنے لاکھون
کھلی ہے کثرت تحقیق سے یہ وحدت آج

جب کوئی کہتا ہے تجھسے کونسا ہے خوب گنج
ہم تو ہین عاشق طبیعت کہتے ہین محبوب گنج

آمد آمد دیت اوس غیرت یوسف کی ہے
کشور دل مین بسایا چاہیے یعقوب گنج

اے حریصو جمع مال زر سے توبہ چاہیے
صورت قارون نہ تمکو بھی کرے معتوب گنج

دیکھ لیتے ہین تو اوسکو جانتے ہین سر کا گنج
کسقدر تیرے فقیرونکو ہے نامرغوب گنج

سچ ہے نام نیک ہے اقبالمندی کی دلیل
واسطی تم بھی بتاؤ کوئی خوش اسلوب گنج

شام ہے ہر صبح آخر دہر مین ہر شام صبح
شام ہجران بھی کریگی گردش ایام صبح

فیض تو دیکھو ذرا نور کف پر نور کا ++
ہاتھ مین لیتے ہی ہوتی ہے چہرے کی شام صبح

رات دن ایام ہجران مین برابر ہین سیاہ
شب گذرتی ہے تو ہوتی ہے برائے نام صبح

آفتاب بنکے آتا ہے فلک سے آفتاب
غسل کو جاتا ہے جب وہ جانب حمام صبح

صبح شام الجھا ہے دیکھو تو کرامت حسن کی
شام ہے وہ زلف مشکین وہ رخ گلفام صبح

پھوٹی آنکھین جنکی ہین اونکو کب آتی ہے تمیز
شام پہچانے نہ جانے دیدۂ بادام صبح

کر جوانی مین ذرا محنت کہ پیری مین ہو عیش
جاگتے ہین شب کو جو کرتے ہین وہ آرام صبح

ہین وہ میکش دیکھکر خورشید کو سمجھے ہین ہم
بادۂ گلگون سے ساقی نے بھرا ہے جام صبح

خانۂ صیاد مین اوقات کرتے ہین بسر
شام ہوتی ہے قفس مین ہمکو زیر دام صبح

موسم پیری مین انسان کو تواضع چاہیے
جھک کے پڑھتے ہین نماز جیسا حباب اسلام صبح

جانتا ہون ہی جواب خط کا تجھکو انتظار
واسطی قاصد خدا چاہے تو آئے شام صبح

خزان کا خوف کہان ہی عجب بہار مین روح
ایسی ہی جا کے کسی گلبدن کے ہار مین روح

رہی جو کشمکش غم سے انتشار مین روح
تو جا کے بیٹھہ رہی خلد کوے یار مین روح

ہوای گیسو و رخ مین کہان کہان نہ پھرے
حلب مین صبحکو تھی شام کو تتار مین روح

امید فاتحہ خوانی جو اون سے تھی پس مرگ
قریب لاش کے بیٹھی رہی مزار مین روح

دکھا کے آنکھہ یہ ساقی نی کردیا بی لطف
کہ اب رہیگی قیامت تلک خمار مین روح

قضا کے ہاتھہ سے بچنا محال ہے اسکا
ہزار جا کے چھپے آہنی حصار مین روح

ملیگا خاک مین تن ہو کے یہ ہوا اک دن
نہ اختیار مین تن ہے نہ اختیار مین روح

کسیکا ساتھہ مصیبت مین کون دیتا ہے
بدن کے ساتھہ ہوئی دفن کب مزار مین روح

یقین ہے خاک لحد مین اوگا کرے نرگس
نکل گئی ہی مری عین انتظار مین روح

گئی چمن مین بیابان مین کوہ و دریا مین
کہان کہان نہ پھری جستجوی یار مین روح

قفس کو لاسے جو اک بار باغ مین صیاد
کبھی سماسے نہ پھولے تن ہزار مین روح

کیا خیال بہت واسطی نے پر نہ کھلا
نکل کے جسم سے جاتی ہی کس دیار مین روح

بوسہ رخ جو لیا زلف پریشان کی طرح
پھیر لی آنکھہ مرے یار نے مژگان کیطرح

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ قدم سے میرے
چرخ کرتی ہی زمین گنبد گردان کیطرح

جوش وحشت مین جو مجھسے وہ پری رو ہو جدا
چاک ہو جای جگر کیون نہ گریبان کیطرح

غرق دریای فنا ہوا ہی سارا عالم
تیغ قاتل جو اوٹھے نوح کے طوفان کیطرح

چٹکیو نمین مجھے ہر دم یہ اوڑانا کیسا
ای پری بیٹھہ مرے پاس تو انسان کیطرح

وصف مین کس چمن حسن کا کرتا ہون رقم
کہ چہکتا ہی قلم مرغ خوش الحان کیطرح

اے پری ہاتھہ جو آئی سبے تری انگشتر
میرا تابع ہے زمانہ ہے سلیمان کیطرح

ہجر جانان مین مجھے خاک خوش آئی گلگشت
تنگ ہے صحن چمن خانۂ زندان کیطرح

صورت موج جو چلتی ہے تری تیغ ادہر کو
سر برستے ہین تن خلق سے باران کیطرح

کیا ادب ہے کہ کیا پہلے وضو شکون سے
پھر چھوا یار کے رخسار کو قرآن کیطرح

تیغ قاتل کا ہے مشتاق گلا مدت سے
کاش اگر وہ لپٹ جائے گریبان کیطرح

ساتھہ ہی اوج کے قسمت نے ہمین پست کیا
جب اوٹھے بیٹھہ گئے گرد بیابان کیطرح

کیا تجھے مہندی لگانیکی ہے حاجت اے گل
ہاتھہ گلرنگ ہین خود پنجۂ مرجان کیطرح

بارہا موسم گل باغ جہان مین آیا
غنچۂ دل نہ کھلا غنچۂ پیکان کیطرح

واسطے چین نہوتا ہے نہ جاتا ہے فراق
غم مرے دل سے نکلتا نہین ارمان کیطرح

کیا ہو پسند ہجر بت سیمبر مین صبح
تاریک مثل شام ہے اپنی نظر مین صبح

فرقت مین آفتاب کی پھیلی نہین کرن
نشتر چبھو رہی ہے ہمارے جگر مین صبح

دیکھی ہے ہمنے گردن محبوب کی بیاض
اے چرخ کیا جچے گی ہماری نظر مین صبح

کس مہر سے جدا ہین کہ ظلمات کیطرح
جز شام تیرگی سے نہین اپنے گھر مین صبح

دیکھا ہے غیر ہجر وطن مین جو میرا حال
پیدا ہوئی ہے چاک گریبان سفر مین صبح

کس کام کا فروغ جو باقی نہو حیات
شکل اجل ہے دیدۂ شمع سحر مین صبح

اے مہر رو درم پہ تری جوہری کیطرح
یاقوت جھلاتی ہے سنگ کمر مین صبح

مدت ہوئی بلاتے بلاتے شب فراق
آتی نہین ہے جا کے الٰہی سفر مین صبح

جس شام کو ارادہ کیا کوے یار کا
کچھ رات سے چلے کہ ہوئی رہگذر مین صبح

آخر شب وصال ہے کھٹکا ہے موت کا
اپنے ہی ایک نالۂ [illegible] مین صبح

یہ خوفناک میرے سیہ خانے سے ہوئی
بیٹھی سمٹ کے جا کے [illegible] مین صبح

جس شام کو کہ قصد زیارت ہو واسطی
یارب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

لب مثل لعل یار سے ہے لعل ناب سرخ
پر تو سے جسکے آب ہے مثل شراب سرخ

اوسکے مزہ پلائے جو ساقی شراب سرخ
آتش پہ پختہ ہوکے ہوئی ہین کباب سرخ

مہندی لگا کر دہوئی ہین دریا مین کسنی ہاتھ
یاقوت کا پیالہ ہے ہوکر حباب سرخ

گلگشت کو جو یاد رخ یار مین گئے
پہولو مین ہمنے پہول کیے انتخاب سرخ

حیران ہون چہرہ ہوتا ہے پیری مین کیون سفید
ہے وقت صبح رنگ رخ آفتاب سرخ

سمجھے شفق کو چرخ یہ مستی مین دیکھکر
مینا ہے نیلگون مین بھری ہے شراب سرخ

کشتہ ہون اوسکے دست نگارین کا ہے یقین
ہنگام حشر ہو مری فرد حساب سرخ

تاثیر دیکہنا رخ گلرنگ یار کی
ہے برگ گل کیطرح سے رنگ نقاب سرخ

اوسکے گلے سے پان کی سرخی ہوئی عیان
ہو شیشہ بلور مین جیسے شراب سرخ

حاضر لہو سے زخم شہیدان عشق کا
مہندی سے ہاتھ پانون کرین کیون جناب سرخ

باقی رہے نشان شہادت تہ زمین
کر دو مرے کفن کو چہڑک کر شہاب سرخ

وہ گل کرے جو ترک نہانے کو چند روز
دریا مین روتے روتے ہو چشم حباب سرخ

خون جگر سے ہمنے لکہی ہے کتاب عشق
ہے فصل فصل شرح بیان باب باب سرخ

رنگ پسر خلاف پدر ہو تو کیا عجب
دیکہو کہ مثل گل نہین ہے تا گلاب سرخ

کس گل کا وقت خواب تصور ہے واسطے
آنکہون تلے پڑے ہین مع رکہا ہے خواب سرخ

شمع یقین ہے وہ رخ برق تجلی ہے وہ رخ
قدرت خالق عالم کا تماشا ہے وہ رخ

مثل پروانہ وہان رخ نظر جلتے ہین
شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہے وہ رخ

حسن کو اوسکے پہونچتا ہے کہان کوئی حسین
مہر سے ماہ سے رتبہ مین دو بالا ہے وہ رخ

منکرون سے یہ کہو چشمِ بصیرت کھولین — حسنِ اعجاز نما ہے یدِ بیضا ہے وہ رخ

حیف ہے آئینہ کا دعوی جو صفائی کا کرے — دلِ عارف سے کہین بڑھ کر مصفا ہے وہ رخ

سحرِ عید ہے اربابِ نظر کے حق مین — صبحِ نوروز ہے دیدۂ بینا ہے وہ رخ

مثلِ موسیٰ ہو نہ کیون دیکھ کے غش ایک جہان — شعلۂ طور کا دیکھو تو مثنیٰ ہے وہ رخ

ظلمتِ بخت کہان اب کہ ہوئی وصل کی شب — قمرِ ہالۂ آغوشِ تمنا ہے وہ رخ

پردۂ ابر مین چھپتا ہی کہین مہر کا نور — جلوہ گر صاف تہِ زلفِ چلیپا ہے وہ رخ

جز ترقی ہے کہان حسنِ جوانی کو زوال — خط نکلنے پہ فریبندۂ دلہا ہے وہ رخ

ہو کے بے پردہ کیا مردہ دلون کو زندہ — لبِ جان بخش کے مانند مسیحا ہے وہ رخ

ایک رنگ آتا ہے اک جاتا ہے میرے آگے — پیش ازین گل تھا مگر اب گلِ رعنا ہے وہ رخ

کھیلتا ہے کبھی شطرنج تو اللہ رے کجی — مات فرزین کو بھی کرتا ہوا چلتا ہے وہ رخ

واسطی خوفِ معلم سے جو مکتب مین ہے زرد
ہم یہ کہتے ہین کہ قرآنِ مطلا ہے وہ رخ

مہتابی اوس مکان کی ہے کسقدر بلند — ایسا نہین ہے چرخ پہ برجِ قمر بلند

جیسا وہ سرو قامتِ موزون ہے سر بلند — ایسا نہین ہے باغ مین کوئی شجر بلند

نظارہ ہو تو یار کے قدِ بلند کا — انسان کو ہے ضرور کہ رکھے نظر بلند

معمار کشتۂ عشق کرے کیا مجھے — دیوار مقبرے کی بھی ہوتا مگر بلند

کی ہے ازل سے گوشہ نشینی جو اختیار — عنقا کا نام خلق مین ہے کسقدر بلند

خنجر پھرا گلے پہ شبِ وصل چل گیا — نعرہ ہوا اذان کا جو وقتِ سحر بلند

رفتار مور کی ہے کہ جسمِ ناتوان کی چال — ہوتی نہین ہے راہ مین گردِ سفر بلند

پائین ہم اوسکا بوسۂ ابرو محال ہے — ہاتھ آئے کیا ثمر جو ہو شاخِ شجر بلند

سمجھو ہوا پہ اسکو نہ ابرِ بہار تم — ہے دودِ آہِ عاشقِ خستہ جگر بلند

ممکن نہین کہ دیکھ سکے کوئی جھانک کر
روزن ترے مکان کا ہے اے قمر بلند

کیسا سپہر عرش معلے بھی پست ہے
کرسی مکان یار کی ہے کس قدر بلند

ظالم شب وصال ہے ہمکو نہ یون ستا
للہ کر صدا کو نہ مرغ سحر بلند

پستی زمین گور کی منعم ہے سامنے
مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند

حافظ ہے آشیانہ بلبل کا اب خدا
ہے بوستان مین آتش گلہائے تر بلند

منعم خدا سے دامن دولت قریب ہے
نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھ کر بلند

گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پر
مفلس سے کب ہے مرتبہ اہل زر بلند

لکھتا ہون وصف قامت جانان جو واسطے
مضمون مرے کلام مین ہے بیشتر بلند

خجلت سے تیرے آگے ہو رنگ چمن سفید
پھولون کے چہرے ہین صفت یاسمن سفید

زندون ہی کو پسند نہین پیرہن سفید
مردون کو بھی مزار مین دیکھا کفن سفید

مرتے ہی میرے غیر سے ملنے لگے بس آپ
میلا نہین ہوا ہے ابھی تو کفن سفید

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دین
ہم دیکھتے ہین شمع کا سارا بدن سفید

بیجا ہے تمکو حسن دو روزہ پہ ناز ہے
اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید

ہیرا نہین یہ کھاتے ہین جو ہر شناس حسن
موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید

یارب تری کا کسکو یہ درپیش ہے سفر
ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید

پیری مین مجھکو دی ہے یہ دولت سپہر نے
چاندی کے تار ہین مرے موئے بدن سفید

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہے بعد مرگ
ابر سفید سے ہے کہ ہمارا کفن سفید

اوس گلبدن کو رنگ بدن کا بیان ہو گیا
ہو جائے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید

پھبتی کہی یہ دیکھ کے بالون مین اوسکی مانگ
ظلمات مین رواں ہے یہ نہر لبن سفید

نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سے
داغ سفید ہے یہ نہین یاسمن سفید

آئے شکار کو جو نہ دو روز بہی وہ ترک
ہو روتے روتے چشم غزال ختن سفید

شرمندہ ہوکے اوس لب لعلین سے واسطی
ہوتی ہی مثل آب شراب کہن سفید

وصف گیسو و دہن ہی اجی قمر طلعت پسند
موشگافونکی طبیعت بہی ہی کیا دقت پسند

مرد بے پروا ہون مجہکو ہی فقیری کا مزا
ہین جو طامع اونکو دنیا کی رہی دولت پسند

صاف دل ہین اور پیرونکی نہین ہین ہم مرید
حضرت پیر مغان کی ہی ہمین خدمت پسند

دست فیض ایسا کہان ہی جس سے بیعت کیجیے
ساقیا دست سبو سے ہی ہمین بیعت پسند

چل کے کعبہ کو سوی بتخانہ پہر آتا ہے رو
اے پریرو تیرے دیوانے کی ہی رجعت پسند

کعبے مین آتی نظر سب ہمکو معنی آشنا
بتکدے کے لوگ پاسئے ہمنے سب صورت پسند

کوئی کیا جانے کہ سوز عشق مین ہی کیا مزا
عیش وصل اورونکو ہمکو ہی غم فرقت پسند

دیکہکر میخانے مین بیٹہے یہ زاہد سے کہا
کیا ہوئی پرہیزگاری تہی جو یا حضرت پسند

سایۂ شمشیر قاتل مین بہی دم لیتا نہین
تا نہ مجہکو بہی کوئی نادان کہے راحت پسند

آدمی کچہ ہو تو زیبا ہی اوسے نام آوری
بے سبب ہمکو تو عنقا کی نہین شہرت پسند

دل ہی باقی ہی فقط سارا شور و شر قائم حواس
سارے عالم سے ہی ہمکو گوشۂ عزلت پسند

لقمۂ غم سے ہے گوارا ترک دعوت کا طعام
فرط غیرت سے ہی ہمکو رزق بے منت پسند

مرنے ترنے خوب سوجہی دلکو اپنے واسطی
کوی جانان مین جگہہ کی ہی پئے تربت پسند

بیخود ہون حور کی ہی نہ مجہکو پری کی یاد
بہولا ہین دو جہان کو ہی اک اوسی کی یاد

ایسا خیال یار نے بیہوش کر دیا
کچہ اپنی یاد ہے نہ مجہے اب کسی کی یاد

دفتر علوم کے تو فراموش ہوگئے
ہمکو بس اک کتاب رہی عاشقی کی یاد

ٹہوکر لگائی آکے ہمارے مزار کو
پیدا دگر کو چال رہی دشمنی کی یاد

بیخود ہوں عشق مطلع ابرو میں اسقدر
ہندی کی ہے نہ بیت کوئی فارسی کی یاد

مرغان خوش نوا کی صدائیں جو ہیں بلند
کرتے ہیں ہجر یہ چمن میں اوسی کی یاد

آتے نہیں لحد پہ بھی وہ بہر فاتحہ
کرتا ہے بعد مرگ کوئی کب کسیکی یاد

سرگشتہ مثل سایہ میں دیوانہ کیوں نہوں
رہتی ہے اب تو دلکو مرے اوس پری کی یاد

کاٹی تمام عمر غم ہجر یار میں
مرنے کے بعد خاک کروں زندگی کی یاد

رسوا کیا خراب کیا در بدر کیا
یادش بخیر کیا کریں دل کی بدی کی یاد

ملتا کوئی جلیس جو اونکا تو پوچھتے
ہوتی ہے بزم عیش میں کچھ واسطی کی یاد

ہم ہیں یوں محبس فکر زن و فرزند میں بند
جیسے قیدی ہو کوئی قلعۂ دربند میں بند

ہمکو منظور کہ خط لکھ کے کریں اوسکو تمام
شوق کہتا ہے ابھی اور لگا بند میں بند

عقل دی ہے جسے اللہ نے ہے صاحب فیض
کبھی رہتا نہیں رشتۂ خردمند میں بند

نطق شیریں پہ بہت ناز ہے طوطی کو
وہ تو ہوتا ہے ترے ایک شکرخند میں بند

وصف میں اوس لب شیریں کی زبان کیا تو کیوں
لب ہو جاتے ہیں جوش مزۂ قند میں بند

یہ صفائی یہ لطافت کہیں دیکھی نہ سنی
ہے زبان وصف رخ آئینہ مانند میں بند

عقل حیران ہے کہ یہ چاہ زنخدان ہے کوئی
کیوں خوشی آکے ہوئی ہے اس دل خورسند میں بند

واسطی دختر رز کا نہ ٹھکانا پوچھو
جا ہی شیشہ یہ پری رہتی ہے آوند میں بند

بازوئے یار پر جو تھا تعویذ
وہ مرے قبر کا ہوا تعویذ

اوسنے ہمکو جواب نامہ لکھا
یا تپ ہجر کا لکھا تعویذ

کوئی بیمار عشق بچتا ہے
محض ہے بے فائدہ دعا تعویذ

مہر سے بھی سوا چمکتا ہے
تیری چوٹی کا مہ لقا تعویذ

واسطی شاید کہ آئے راہ پہ یار
بھیجیے روز اک نیا تعویذ +

داغ سودا یوں عیاں ہے میرے جسم زار پر
نقش سے آئینے ہوں جیسے جا بجا دیوار پر

منت الفت دیکھکر گیسو ترے رخسار پر
کہتے ہیں ابر سیہ چھایا ہے یہ گلزار پر

صبح تک ہے رشک عیسی جان بچنی کی نہیں
رات بھاری ہے جدائی کی ترے بیمار پر

داغ الفت نے دکھائیں وہ کیا نیرنگیاں
ماہ گردوں پر بنا لالہ ہوا کہسار پر

قید خانے سے نکل آئے جو دیوانے ترے
بیڑیوں نے غل کیا ڈاکا پڑا بازار پر

کی ذرا بھی دیر قاتل نے تو شوق قتل میں
سرفروشوں نے گلے رکھکر رکھدی تلوار پر

خوف ہے پیر مغان کو وقت شب بچھا دیں نہ مست
بوتلوں کے ٹکڑے ہیں میخانے کی دیوار پر

زلف کی الفت سے مملو ہے ہمارا بال بال
ہاتھ اگر کہیے تو رکھدیں مصحف رخسار پر

ہٹ گیا پردہ جو اوسکے رخ آتش رنگ سے
گر پڑی بجلی چمک کر طالب دیدار پر

جسم خاکی پر ہیں میرے داغ سودا جلوہ گر
یا چراغاں ہیں دوالی میں کسی دیوار پر

مے میں جو گرمی ہے ایسا تو وہ آتش میں نہیں
ہے بجا مے کو تفوق مرغ آتش خوار پر

جب نہ استعداد ہو تعلیم ہے بیکار محض
باڑھ رکھوا تا ہے کب کوئی گلی دیوار پر

جمع مسجد میں نمازی اسقدر ہوتے نہیں
جسقدر مجمع ہے مستوں کا در خمار پر

ناتواں ہوں میں عبث در پے ہے میرے آسماں
آبلہ کہدو سمجھکر آنکھ ڈالے خار پر

واسطی آفت سر انسان پہ لاتا ہے دروغ
حق اگر کہتا تو کیوں منصور چڑھتا دار پر

جان دیتا ہے دل پر داغ زلف یار پر
کیا تماشا ہے کہ ہے طاؤس عاشق مار پر

آسماں کیونکر نہ قرباں ہو تری رفتار پر
طرہ ہے پاپوش زریں میں تری دستار پر

چلتے ہیں ہم راہ عشق کاکل وہ گنہ نہیں
پاؤں رکھکر نیش عقرب پر زبان مار پر

نبض ساقط ہو چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوی نازک کو ای قاتل نہ دے تکلیفِ قتل
سر فروش آ کر گلے رکھد ینگے خود تلوار پر

جانب ابرو رہا کرتا ہے اون پلکون کا رخ
ہے تماشا تیر عاشق ہو گئے تلوار پر

کیون نہ بس جائین دلِ اہلِ تماشا بائین
کبک و طاوس ا تیو چلتے ہین تری رفتار پر

بزمِ جانان مین نہین باقی ہین جب عشاق بار
نام لکھہ لکھہ کر چلے جاتے ہین اوس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا بیخوف رکھوں مین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہے سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اوڑا کر لے گئی اوسکو صبا
گر پڑی چاک قفس سے جو مری دو چار پر

ذائقہ ہے کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اوس سہی قامت کی کاکل پلکے حیران ہو گئین
آجتک دیکھا نہین سایہ سر اشجار پر

زلف سے بڑھ کر ترا خط سیہ دیتا ہے حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہے تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہو
پانون ہر رہرو کا پڑتا ہے سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہاے چاک سے رخسار یار
کسنے مرہم رکھدیا میرے دلِ افگار پر

غیر کے گھر اوسکا جانا عقل مین آتا نہین
واسطی تہمت ہے بالکل افترا ہے یار پر

یون گیا تنہا مجھے وہ راحتِ جان چھوڑکر
جسم کو جاتی ہے جیسے روح انسان چھوڑکر

رنج ہو کیونکر نہ مجھکو کوی جانان چھوڑکر
بلبلِ شیدا کہان جائے گلستان چھوڑکر

جاؤن کیا سیر چمن کو کوی جانان چھوڑکر
کب کوئی زندان کو جاتا ہے گلستان چھوڑکر

وادیِ وحشت نے کیا کانٹون مین کھینچا مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑکر

تو وہ ہے سفاک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم و سہراب میدان چھوڑکر

ابر کے پردے مین ہو خورشید خجلت سے نہان
آئین چہرے پر جو وہ زلفِ پریشان چھوڑکر

وہ غنی ہون ہو گدا میرا جو قسمت گاہ مین
بوریا سے فقر لون تختِ سلیمان چھوڑکر

کچھ بھی چالاکی اگر ہو تجھ مین اے دستِ جنون
اوسکا دامن گیر ہو میرا گریبان چھوڑکر

تیرے کوچے کے تماشے کا تھا ایسا اشتیاق
آئے اس عالم مین آدم باغِ رضوان چھوڑکر

دولت و حشمت اگر چاہے تو کر ترکِ وطن
ہو گئے یوسف عزیزِ مصر کنعان چھوڑکر

کیا کریگا غم کنارہ اس دلِ پر داغ سے
جا ہی پروانہ کہان سرو چراغان چھوڑکر

جوش وحشت مین اگر تن لگی کبھی نعرہ ہرا
شیر بھاگے صورتِ آہو نیستان چھوڑکر

کیا ہو دولت کا بھروسا جائینگے سب بادشاہ
سو ہی تربت سلطنت کا ساز و سامان چھوڑکر

دنکو چمکایا اوٹھاکر عارضِ روشن سے زلف
رات کر دی رخ پہ گیسوے پریشان چھوڑکر

بیکسی کو جا ہی آسایش ملی ہا ہم بہن مین
اب بچائینگے کہین گورِ غریبان چھوڑکر

کب ہے راہِ شرع بے رہبر کہ ہین دو رہنما
واسطی احمد گئے ہین آل و قرآن چھوڑکر

دنیا مین عیش و غم یہ ہے دار و مدارِ عمر
ہے ہجر و وصل یار خزان و بہارِ عمر

کیون رات دن روان نہو ہے شہسوارِ عمر
کرتا نہین قیام کہین راہوارِ عمر

ہستی سے چل ہین تا بعدم تین منزلین
اتنا ہے طفل و پیر و جوان کا شمارِ عمر

گھبرا گئے یہ پیر کہ باقی نہین حواس
اللہ رے درازی شبہاے تارِ عمر

دونون کا ایک تارِ نفس پہ مدار ہے
کیا اعتمادِ زیست ہو کیا اعتبارِ عمر

نازان ہو تخت و تاج و علم پر ہون بادشاہ
مٹ جائینگے تمام یہ نقش و نگارِ عمر

مرنیکا ایکدن ہے ولادت کا ایکدن
کل پانچ دن نہ مانو ناپایدارِ عمر

طولِ حیات ہے سبب کثرتِ گناہ
غافل وہ ہین جو چاہتے ہین اختصارِ عمر

اے چشم تر سرشک کا ٹوٹے نہ سلسلہ
تسبیح چاہیے ہمین بہرِ شمارِ عمر

رخ کا کبھی ہا تو کبھی زلف کا خیال
دیکھا کیا ہمین گردشِ لیل و نہارِ عمر

جا گم ہم کرنے پاسے نہ ہستی مین واسطی
کیا جانے سمجھ گیا ہے چمک کر شرارِ عمر

دوست دیتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر
راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر

قیدی الفت زلف بت پرفن ہوکر
شیخ بتخانے مین آیا ہے برہمن ہوکر

ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے
دور رہتے ہو قریب رگ گردن ہوکر

روشنی کیسی شب ہجر کہ جگنو کی طرح
شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہے روشن ہوکر

خوف جان کر جو موافق ہو زمانہ تجھسے
تھرتھرائےگا یہ قصاب برہمن ہوکر

آتش دل پہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون
ہے یقین اور یہ بھڑکائے گا روغن ہوکر

کی مرے دل نے ضیا مہر کی پیدا تو کیا
ترے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر

چھا گیا صبح شب وصل یہ نالونکا دھوان
رہ گیا مہر چراغ تہ دامن ہوکر

فرش گل پر نہ خرامان ہو کہ نازک ہے بہت
رگ گل پاؤن مین چبھ جائے نہ سوزن ہوکر

جسنے دیکھا تجھے حیرت سے وہ اک شاہسوار
جم رہا راہ مین نقش سم توسن ہوکر

دیکھین وہ لعل سے زیب تو تعریف کرین
وہ زبان غنچۂ گل صورت سوسن ہوکر

فرقت یار مین پیتا ہون جو مے ڈرتا ہون
آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر

زار اسد ہجر مین گریان کن کہ دیتا ہے شکست
خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر

وہ حسین تو ہے فقط قیس نہین تجھ پہ فقیر
لیلی آتی ہے ترے کوچے مین جوگن ہوکر

واسطی ہمکو تو اس دوست سے ہی چشم امید
نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

گذرون فرقت مین جو مین جانب گلشن ہوکر
پھونک دی رنگ چمن آتش گلخن ہوکر

حال کچھ کشت تمنا کا نہ پوچھو ہم سے
برق و سیلاب کی مشتاق ہے خرمن ہوکر

دل سے جاتا ہی نہین داغ تری الفت کا
یہ وہ مشعل ہے جو بجھتی نہین روشن ہوکر

ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین
نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر

ہوگئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت
بات اب منہ سے نکلتی ہے تو شیون ہوکر

شیخ بنکر کبھی کعبہ مین مین کرتا ہون قیام
کبھی بتخانے مین جاتا ہون برہمن ہوکر

کبھی پامال ہوا صورت نقش کف پا
کبھی سرسبز ہوا سبزۂ گلشن ہوکر

کبھی دریا مین رہا ماہی دریا کی طرح
کبھی گلشن مین گیا بلبل گلشن ہوکر

کبھی دشمن کا ہوا دوست کہ پہونچے نہ ضرر
دوست کو عیب بتایا کبھی دشمن ہوکر

کبھی گلخن مین ہوا دانہ کی صورت بریان
سہہ گیا مین کبھی سیلاب مین خرمن ہوکر

پیچ کہاتے ہین ہزارون کبھی رشتے کیطرح
کبھی چھلنے مین کنوئین جھانکے ہین سوزن ہوکر

کبھی گردن مین پڑا طوق طلائی بنکر
کبھی بازو پہ بندھا ہیرے کا جوشن ہوکر

نالہ و اشک کو کیا ضبط کیا ہے سینے
کہ لب بام گئے دیدۂ روزن ہوکر

واسطی مجھکو بھی آتا ہے نظر جلوۂ طور
جب نکلتا ہون سوی وادی ایمن ہوکر

پوچھو نہ کچھ جو ہجر مین صدمے ہین جان پر
آ آ گئی ہے موت کی تلخی زبان پر

صدمے اوٹھائے ہجر مین کیا کیا نہ جان پر
آیا کبھی نہ حرف شکایت زبان پر

اتنا تو زور شور دکھا ای ہواے آہ
پھٹ پھٹ کے آسمان گرین آسمان پر

تم بھی ہمارے گھر مین جو آو تو کیا عجب
آتے ہین بادشاہ گدا کے مکان پر

جو پڑ وہ کھیلتے ہین اگر ساتھ غیر کے
اک روز کھیل جائینگے ہم اپنی جان پر

قبرین جہان ہین تیرے شہیدان ناز کی
اوس سرزمین کا ہے دماغ آسمان پر

رندون پہ قحط می نہین لازم ہے میفروش
ڈاکا کہین نہ لائین یہ تیری دکان پر

حاضر ہے سینہ اسمین ترازو کرے وہ تیر
قاتل تلا ہوا ہے اگر امتحان پر

لوہا ہے واہ کیا تری ابرو کی تیغ کا
چڑھنے کبھی گئی نہ یہ شمشیر سان پر

کچھ کم نہین یہ گور غریبان سے ہجر مین
چھائی ہوئی ہے کیسی اوداسی مکان پہ

صبح شب وصال مرے تیر آہ سے
غربال آفتاب ہوا آسمان پر

ایسا کیا ہے خشک غمِ ہجر یار نے
باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر

بھیجے اگر رقیب گلوری لگا کے غیر
لکھا ہو نقش غضب نہ کوئی اوس زبان پر

تیرِ شہاب تیر پہ تنہا نہیں نثار
قربان کہکشان ہے تمہاری کمان پر

بلبل وہ ہون اوڑون جو قفس کو مین توڑ کر
صیاد ہاتھ مارکے رہجائے ران پر

باقی ہے عشق موسمِ پیری مین واسطی
جاتی ہے اب بھی جان کسی نوجوان پر

اوس پہ پیرو نے جو وحشت کی بڑہائی زنجیر
جوشِ وحشت نے یہان ہمکو پنہائی زنجیر

ہون وہ دیوانہ کہ مانگے جو دعا دولت کی
نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر

راہِ وحشت مین تھکا یہ کہ ذرا ہل نسکا
ہوگئی مجھکو مری آبلہ پائی زنجیر

قید کرکے مجھے ہو کیون نہ پشیمان ظالم
غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر

آگیا قید مین جب گیسوی جانان کا خیال
اژدہا پانون کی مجھکو نظر آئی زنجیر

دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سے فریادی ہے
غل مچانے نہین دیتی ہے دہائی زنجیر

وہی ہشیار ہے جو غیر کا احسان نہ لے
وہی دیوانہ ہے پہنے جو پرائی زنجیر

واہ کندن سا چمکتا ہے عجب رنگ بدن
نقرئی پہنو تو ہو جای طلائی زنجیر

گہر ہے زندان کہ نہین پانو مین جنبش باقی
ناتوانی نے مری مجھکو پہنائی زنجیر

قتل ہونیکا یہ تھا جوشِ جنون مین مشتاق
خود بڑھے پانون اگر سامنے آئی زنجیر

ہون وہ دیوانہ گیسو جو مین گلشن مین گیا
دوڑ کر موجِ لبِ جو نے پنہائی زنجیر

واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دونی
پانون سے اوترے اگر بعد رہائی زنجیر

اوٹھا مین قید خانے سے دامن کو پھاڑ کر
زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑ کر

آندہی چلی ہے باغ مین جب اپنے آہ کی
جڑ سے درخت پھینک دیے ہین اوکھاڑ کر

شادی نصیب ہے اہلِ جنون ہین جہان مین — گل ہنس رہے ہین باغ مین کپڑون کو پھاڑ کر

آیا خیال بیٹھ گئی ہو کہین نہ گرد — اوٹھے مرے لحد سے وہ دامن کو جھاڑ کر

ثابت ہے نامہ بر اوسے منظور ہے بگاڑ — خط مین تمام حرف لکھے ہین بگاڑ کر

ساتھی تھے زندگی کے فقط خویش و اقربا — ٹھہرا کوئی لحد پہ نہ مردے کو گاڑ کر

وہ رند بادہ کش ہین کہ آنکھون مین لے گئی — بنت العنب کو تاک سے لے تاڑیکو تاڑ کر

آنکھین ہین سبکی بند تجھے دیکھتا ہے کون — چلمن بنا نہ اوٹ نہ پردے کو آڑ کر

حاصل ہے کون بی ثمری کے سوا ثمر — جھنڈا چمن مین سرو پشیمان ہے گاڑ کر

جرّاح نے یہ داغ جنون کا کیا علاج — پھایا بنایا میرے گریبان کو پھاڑ کر

کیا پیر آسمان مین ہے قوت کہ پہلوان — زیرِ زمین کیے ہین ہزارون پچھاڑ کر

کاش آ گئے قیدخانے کے جانب بھی وہ مجھے — دیوانے دیکھ لین اوسے آنکھون کو پھاڑ کر

عاشق قدِ دراز کا چھوٹا جو قید سے — سیدھا گیا چمن مین صنوبر کو تاڑ کر

ہو منتظر جواب کا کیا خاک نامہ بر — نامہ ہمارا پھینک دیا اوسنے پھاڑ کر

جھنجلا گئے میرے ہاتھ لگانے سے اسقدر — پھولون کے ہار پھینک دیے توڑ تاڑ کر

کیا پیر آسمان ہے کوئی طفل واسطی
کیا کیا بنا رہا ہے گھروندے بگاڑ کر

لگایا اوس مژہ نے تیر دل پر — ہلی ابرو چلی شمشیر دل پر

تصوّر نے کیا کارِ مصوّر — کھینچی یار کی تصویر دل پر

صدا اسکی ہے یہ آوازِ بلبل — کہ فوراً کرتی ہے تاثیر دل پر

کلامِ سخت سے برسائے ہو سنگ — یہ صدمہ میرے بے تقصیر دل پر

سزا ہے عشقِ گیسو مین رہی ہے — نفس ہے رشتۂ تعزیر دل پر

طبیعت مین ہے اپنے خاکساری — لکھا ہے نسخۂ اکسیر دل پر

کرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین — گران گذرے نہ کیون تقریر دل پر
زبان یار سے نکلے گا جو حرف — بیان ہو جائے گا تحریر دل پر
نہ دیکھا سیر ہو کر روے قاتل — یہ صدمہ ہے نہ شمشیر دل پر

اوٹھاؤن واسطی کیا عشق سے ہاتھ
نہین قابو کسی تدبیر دل پر

تیرے کوچے مین ہم اے یار نہ آئین کیونکر — اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر
خوف غمازی ہمسایہ ہٹائین کیونکر — اپنے گھر تجھکو مری جان بلائین کیونکر
جستجو مین نہو تقدیر موافق جبتک — اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر
دل سے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہے — ساغر بادہ تمھین ہم نہ پلائین کیونکر
ہے یہ غیرت کا تقاضا وتھین دیکھے نہ کوئی — مردم چشم سے ہم پردہ اوٹھائین کیونکر
بدگمانی یہی کہتی ہے نہو غیر کا ذکر — قصۂ قیس تجھے کہہ کے سنائین کیونکر
مبتلا ہین تری قیدی ہین گرفتار ہین ہم — تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر
دشمن جان ہین ستمگر ہین جفا پیشہ ہین — رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر
کبھی از دیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر — شرم مانع ہے وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر
بار کوہ غم فرقت سے دبے جاتے ہین — بوجھ جو اوٹھ نہ سکے اوسکو اوٹھائین کیونکر
ہنس کے دزدیدہ نظر منہ کو چھپانا ہر دم — آگئین تمکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر
موت بہتر ہے نہین سانپ کھلانا اچھا — الفت زلف مین ہم زہر نکھائین کیونکر
خوف آتا ہے کہ بچپن ہے نہ ڈر جاؤ کہین — ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھین کیسا ہو
واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندھی ہے ہمارے عدم کو جانے پر — مگر یہ کوچ ہے موقوف اونکے آنے پر

چمن میں ہوتے ہیں آمادہ جب وہ گانے پر
تو وجد کرتی ہے بلبل ہر اک ترانے پر

میں لاکھ بار گیا اونکے آستانے پر
وہ ایکبار نہ آئے غریب خانے پر

یہ شوق زخم ہے جب یار نے کمان کھینچی
دل اپنا تیر سے پہلے گیا نشانے پر

حرم سے کام ہے ہمکو نہ بتکدہ سے غرض
سر نیاز ہے خم اونکے آستانے پر

چمن میں خندۂ گل کسطرح ہے ای بلبل
گرے نہ برق کہیں تیرے آشیانے پر

پھری ہوئی ہے غضب مجھسے آسیای فلک
کہ دانت پیستی ہے مرے دانے دانے پر

وصال یار ہے ہمکو نصیب ان روزون
زمانا اپنا ہے ظاہر ہے یہ زمانے پر

فراق میں ہمیں تلملاتا رہا نہ آئے کبھی
قضا نے روز بہانے کیے بہانے پر

کمال بار غم ہجر یار بھاری ہے
اوٹھاؤں سر پہ الہی اسے کہ شانے پر

ثبات موسم گل کا جو حال ظاہر ہے
سحاب روتا ہے غنچوں کے مسکرانے پر

ہوا سو اوڑکے جو آتی ہے آنکھ سے وہ زلف
سیاہ ابر گھرا ہے شراب خانے پر

تمہارے کوچے میں اوڑتی پھرین جناب [illegible]
ملائکہ کو دیے اسلیے خدا نے پر

جو ہمدمی مری فرقت میں کی تو شمع [illegible]
کہ ساری رات یہ روئی مرے سرھانے پر

ابھی چکور کے مانند ماہ اوڑ جاتے
پڑی نگاہ جو میرے سیاہ خانے پر

ہوا سے اوس رخ سیمیں پہ آرہی کاکل
غضب ہے سانپ کا قبضہ ہوا خزانے پر

فلک نے نام کو دی واسطے ہمیں دولت
ملا جو قبضہ تو بندوق کے خزانے پر

روک لی تیغ اوسنے جب مجھ نیم جاں کو دیکھکر
رہ گیا میں خفتہ طالع آسمان کو دیکھکر

ناتوانی نے کیا یاروں سے شرمندہ مجھے
پھر گئی دروازے ہی سے خالی مکان کو دیکھکر

حیرت اپنی لاغری پر تھی بہت مجھکو مگر
ہوگئی تسکین سی موے میان کو دیکھکر

دونوں رخسارے تیرے یاد آگئے ای [illegible]
دل ہوا بلبل گلستان بوستان کو دیکھکر

مجھسا دنیا مین نہین غمگین کہین ہنسنے کی جگہ
اشک گرپڑتے ہین کشت زعفران کو دیکھکر

اے ہما جلجائیگی منقار گرمی سے تری
اِک ذرا کہاتا ہماری استخوان کو دیکھکر

عاشق ابرو نہین ہے کون اے ناوک فگن
تیر پڑتے ہین جگر پر اس کمان کو دیکھکر

وصل کی شب کٹ گئی دم مین گیا گہر کو وہ مہر
وای قسمت رہ گیا مین آسمان کو دیکھکر

کیون جوانون کو نہو اوسکی ہی الفت کا جوش
رال ٹپکی پیر کی جس نوجوان کو دیکھکر

کیون نہ گہبراتا جہان مین حضرت آدم کا دل
آئے تھے زندان مین گلزار جنان کو دیکھکر

پانون اوٹھ سکتے نہین درماندگی سے راہ مین
ہاتھ ملتا ہون غبار کاروان کو دیکھکر

واسطی میرے جو ہم صحبت ہین شاعر کیون نہون
بولتا ہی جانور بھی ہم زبان کو دیکھکر

کبھی لے مہر نظر لطف و عنایت مجھپر
روز رہتی ہی بلا وہ شب فرقت مجھپر

سخت دشوار ہے تیرا غم فرقت مجھپر
کیا کہون مین جو گذرتی ہی قیامت مجھپر

شکر صد شکر کٹا تیغ گریبان سے گلا
نہوئی خنجر جلاد کی منت مجھپر

اب تلک آہ بھی لب پر نہین آئی دل سے
جھوٹھ افشای محبت کی ہی تہمت مجھپر

ساکن گور غریبان جو سنین کانپ اوٹھین
شب فرقت مین جو گذری ہی مصیبت مجھپر

ہفت افلاک سی جو اوٹھ نسکا روز ازل
رکھدیا حق نے وہی بار محبت مجھپر

سیکڑون ساغر لبریز عطا ہوتے ہین
کسقدر پیر مغان کی ہے عنایت مجھپر

کارخانہ ترا اولٹا ہی عجب واہ اے چرخ
غیر کو میری خوشی غیر کی آفت مجھپر

رنگ ہولی کا جو اوس شوخ نے مجھپر پھینکا
مین یہ سمجھا کہ ہوئی بارش رحمت مجھپر

بہر تعظیم اوٹھا پاس بٹھایا مجھکو
آج کی اوسنے عنایت سے عنایت مجھپر

غیرت حسن ہوئی باعث دلسوزی عشق
کاش موقوف نہوتی تری شہرت مجھپر

تیغ ابرو سے نہ ہی خنجر مژگان سی خطر
بل بی ثابت [illegible] ختم [illegible] آیت مجھپر

دل کے مانند نہ پہلو سے جدا ہو للہ ذرا — مشتاق ہر ایک گھڑی بھی تری فرقت مجھپر
بھول کر بھی نہ لکھا اوسنے کبھی نامہ شوق — کبھی نازل نہ ہوا آیہ رحمت مجھپر

جلوہ گر فوج یہ انجم کی ہوئی گردون پر
واسطی لائی ہے ڈاکا شب فرقت مجھپر

قضا ہنستی ہے تدبیر و دوا پر — طبیبو چھوڑ دو مجھکو خدا پر
گمان ہے سب کا اوسکے باد پا پر — روان تخت سلیمان ہے ہوا پر
دل آیا جب سے اوس زلف دوتا پر — بلا ہر وقت نازل ہے بلا پر
ستون سے کب مکان کہنہ ٹھہرے — غضب ہے پیر کو تکیہ عصا پر
مگس ران ہوا گر دربار اوسکو — چنور کے واسطے لائے ہما پر
مہ و خورشید گر پائین اجازت — کرین سجدے تمہارے نقش پا پر
ہوا ہے گم ترے سینے سے جو دل — گمان چوری کا ہے دزد حنا پر
طبیبون کو گنین کیا تیرے بیمار — اثر معلوم مرتے ہین دوا پر
ہزارون ہوتی ہین اکدم مین بیجان — غضب کی باڑھ ہے تیغ ادا پر
اوڑاتی یار نے گلزار تک گل — عجب گلزار پھولا ہے ہوا پر
الٰہی گردن مینا سلامت — ضعیفون کو ہے تکیہ اس عصا پر
جو وہ چاہے تو نکلے خلق سے کام — نظر بندے کو لازم ہے خدا پر
فدا ہولی لب لعلین پہ یاقوت — تصدق مشک زلف مشکسا پر
تصدق حسن کا اے خسرو حسن — عنایت کی نظر ہو مجھ گدا پر

اگر اے واسطی ہے عفو درکار
مناسب ہے پشیمانی خطا پر +

دیکھ سکتا ہے کوئی اب تجھے اے رشک قمر — ہے کسے تاب نظر

نہ ہی حضرت موسیٰ کیطرح غش مین خبر
عاشقِ زار کو ہی درد دل و درد جگر
چشمِ رحمت بخشا سوی من انداز نظر
اے صبا ہو جو ترا کوچۂ جانان مین گذر
تیرے عاشق کی یہ تپ غم سے ہی حالت ابتر
ہوگئی عمر بسر عہد جوانی گذرا
غافلو جاگو اوٹھو باندہو کمر وقت سحر
کیسی سنسان شب ہجر ہی کیا مر گئے سب
بولتا ہے نہ موذن نہ کوئی مرغ سحر
دلمین ہے یاد تری سر مین ہی سودا تیرا
تیرا ہی دیکھنا ہی آنکھ کو منظور نظر
آکے لا مجھے یہ مری جان نہ تم منہ ڈہانکو
آنکھ مین پھر دے کو رہتا ہی کہان نور نظر
خوب سمجھا ہون کہ ہی سب مین تجلی تیری
عرش سے فرش تلک جا ہی فقط جا ہی جدہر
لیتے جو ترا دل تو یہ ہی بات عجیب
سوز فرقت مین کرون نالہ پر درد اگر
کون ہی جسکو تعشق ترا ای یار نہین
جستجو مین تری پھرتی ہین ادہر اور اودہر
تیغ ابرو سے تری جان چرائی ہین سب
یہ مرا دل یہ مرا حوصلہ میرا ہے جگر

چہرہ دکھلا ڈالکر
سے ہے بہت حال تر
اے شہ جن و بشر
کہیو یادین ع تر
کچھ بھی ہی تجھکو خبر
کچھ بھی وقفہ نہ رہا
بج گیا کوس سفر
نہین کھلتا ہی سبب
اور نہ بجتا ہے گجر
جان ہی تجھ پہ فدا
گوش مشتاق خبر
غمزہ بیجا نکرو
شوق سے دیکھو ادہر
کھل گئی آنکھ مری
تو ہی آتا ہے نظر
کیا کہون وای نصیب
کرے پتھر مین اثر
آسمان ہو کہ زمین
رات دن شمس و قمر
وہ تو ہی برق غضب
کر دیا سینہ سپر

چاہیے شام و سحر ولولۂ گریۂ شوق
ایکدم اشک بہانے سے نکر قطع نظر
جسم کیا جان ہی کیا نطق ہی کیا عقل ہی کیا
واسطی تو ہی بتا کون ہی آیا ہے کدہر
شب وصل صنم کا لطف ہو مجھسے بیان کیونکر
چھٹین گے قید سے وابستۂ زلف بتان کیونکر
زمین کو ہی جانا ان سے اوٹھین گے ناتوان کیونکر
نہ طاقت پانو مین باقی نہ پر اوڑنیکی قابل ہین
بہت منہ زور ہی تھمتا نہین ہی شہسوار رو نسیم
پھریگا کیا فلک میری طرح تیری تجسس مین
ہے تاثیر نالے کو قد خم گشتہ لازم ہے
کبھی ممکن نہین ہے کاہ سے کوہ گران اوٹھے
جگر ہو جان ہو دل ہو مری آنکھونکی پتلی ہو
وفا اگر وہ کرین تو ہم کہین پھر بیوفا کسکو
اثر ہی بعد مرنے کے بہی حاصل اشکباری کی
نو رادم لینی دو ای باغبان گلزار ہستی مین
مین وہ ہون بی نشان غیر از خدا کوئی نہین واقف
نہین ممکن کہ الفت چھٹ سکی اوس زلف مشکین کی
وہ وحشت ہی کہ وحشی بہی بیابان مین نہین پاتی
کیا ہی قتل ہو جانیکا وعدہ اوس ستمگر سے
کوئی تلوار لاوینگے کہ خنجر آزماوینگے

اسکو دولت یہ ہی فوق
ہوگا ہر قطرہ گہر
نہ ملا اسکا پتا
کچھ نہ بہی ہی تجھکو خبر
بنی ظاہر کرے وحشت سے حال لامکان کیونکر
محبت قفل زندان ہی کٹین گی بیڑیان کیونکر
کریگا خاک کو برباد اونکی آسمان کیونکر
رہا ہو کر قفس سے جائین ہم تا آشیان کیونکر
رکے گا روکنی سے توسن عمر روان کیونکر
کمان ہی زور ہوگا پیر سے کار جوان کیونکر
نشانی تک رسائی تیر کی ہو بے کمان کیونکر
اوٹھاؤن بار درد ہجر کو مین ناتوان کیونکر
گوارا ہجر ہو تمسے مجھے ایجان جہان کیونکر
خلاف طرز معشوقانہ ہون وہ مہربان کیونکر
صبا دیکہون کریگی خاک میری رائگان کیونکر
برنگ بو نکلکر ہم پھر آئینگے یہان کیونکر
اگر پیک قضا آیا تو پائیگا نشان کیونکر
کرے پردہ مین بو مشک کو کوئی نہان کیونکر
مجھے پہنائینگے حدّاد لاکر بیڑیان کیونکر
بھلا ای واعظو ہم کاٹ ڈالین بی زبان کیونکر
تمہین فرہاد عاشق کا کروگی امتحان کیونکر

زبان کو واسطی خفای رازِ عشق مانع ہے
نکالو نہیں زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری اونکی دیکہیں کیون نہ رہرو شادمان ہوکر
شہر توسن جو کہاتے ہین تماشا تیلیان ہوکر

جو نکلی آہ سوزانِ شب کو سوی آسمان ہوکر
لگے جہڑنے ستارے چرخ سے برگِ خزان ہوکر

صفت ہوتی ہے کس سے اوس مسی آلودہ ہونٹھونکی
کہ ہے گلزار مین خاموش سوسن دہ زبان ہوکر

یقین ہے ہمکو ای پیرِ مغان یہ باغ جنت ہے
جو آیا میکدے مین پیر بہی نکلا جوان ہوکر

ہما بہی ہے سگِ جانان بہی خواہان جسمِ لاغر کا
کرون کس کس کی دعوت ایک مشت استخوان ہوکر

عیان ہے دو جہان کا حال ہمکو نشۂ مے مین
ہوے کامل مرید حضرت پیر مغان ہوکر

تماشا ہے کہ جو برپا ہنا ہے رقص کی محفل
ترے صد قہر کی پتلی ناچتی ہین پتلیان ہوکر

تلاشِ یار مرکر بہی نہ جائیگی نہ جائیگی
روان ہوگی ہماری خاک بہی ریگ روان ہوکر

قبولِ حق نہ ہو کیونکر عبادت اہلِ رفعت کی
زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہوکر

نہ پوچہو عالمِ پیری مین کیفیت جوانی کی
ہوا جنگل سے بدتر باغ پامالِ خزان ہوکر

مٹا دے نقشِ ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہے
ہوا ہے نامور عالم مین عنقا بے نشان ہوکر

دلونمین نخنے ہین کیسے نگاہِ نازِ قاتل کے
اوڑاتا ہے یہ ناوک کیا نشانی بے کمان ہوکر

مریضِ ناتوان ہین ہے سکون رفتار ہی اپنی
رہی اپنی جگہہ پر نبض کیصورت روان ہوکر

جہان مین سختیون سے ہمکو نرمی نے بچا رکہا
رہے محفوظ ہم جیسے زبان دانتون مین ہوکر

شبِ جہلت اگر وہ قصد گہر جانیکا کرتے ہین
پکڑ لیتے ہین دامن طفلِ اشک اپنے روان ہوکر

رخ اوسکا واسطی بعد خیالِ زلف یاد آیا
ہوے ہم داخلِ ملکِ حلب ہندوستان ہوکر

کہان اب شادی وحشت سے جاؤن ناتوان ہوکر
دبا ہے مجکو ظلِ کاہ جیسے کوہ گران ہوکر

محبت مین نہ کیونکر شاد ہے نہیں ناتوان ہوکر
کرہون مطبوعِ عالم یار کا موہی میان ہوکر

گھڑی شادی کی ہی آتا ہی میری گھر مین جو وہ
چراغِ خانہ دیتا ہے یہ مژدہ گلفشان ہوکر

کسی نعمت کا کھانا ہجر مین کیونکر گوارا ہو
پھنسے جب حلق مین حلوا مغزِ بے استخوان ہوکر

خیالِ یار سے کیونکر نہ آنکھین بنی روشن ہون
نگین کو ڈانک چمکاتی ہی خاتم مین نہان ہوکر

ہمیشہ ہم رہین گر زندہ کیا غم جان جانی کا
غمِ الفت رہیگا تا قیامت دلمین جان ہوکر

وہ وحشی ہون کہ پرزے کر لئے تقسیم کانٹون نے
تبرک بنگیا پیراہنِ تن دھجیان ہوکر

رہی غیرت تڑپ جاتی ہی روح اب تک زلیخا کی
نکلتا ہی جو سوئے قبر یوسف کاروان ہوکر

ہنسا جس وقت جسنے اپنے جسمِ زار کو دیکھا
رہے ہم گلشنِ عالم مین شاخِ زعفران ہوکر

ہوا مین اوڑتے بال وسکے دم تحریر دیکھے ہین
یقین ہی حرف سب کاغذ سے اوڑ جائین دہوان ہوکر

جھکا دی ہینگی گردن سرکشونکی خاکساری نے
وہ تو وہ ہون کہ مجھ تک تیر آتا ہی کمان ہوکر

نکل ہی مرغِ جان تن سے کہان تک قید کی ایذا
قفس مین کیون پھنسا ہی طائرِ عرش آشیان ہوکر

فراقِ یار مین سمجھاتا ہی کیسا مان میخواری
پیون پانی تو آنکھون سے بہے اشکِ روان ہوکر

ٹھہر کر منزلِ ہستی کی دیکھو سیر کیا کوئی
گذر کرتا ہی نہین ہے عمر کا توسن روان ہوکر

ہماری خاک سے اے واسطی گردش نجائیگی
پھرینگی شیشۂ ساعت مین یہ ریگ روان ہوکر

کہان جاؤن چمن سے باغبان مین ناتوان ہوکر
جو موجِ سبزہ پکڑے پانون زنجیر گران ہوکر

لپٹ جاؤن جو اوسکے نیچے سے نیم جان ہوکر
بنا مضمون نکالون صورتِ خط کوامان ہوکر

یہ بھڑکی آگ دلمین مائلِ زلفِ بتان ہوکر
جو دم سینے مین جاتا ہی نکلتا ہی دہوان ہوکر

موئے پر بھی دلِ صدچاک نے تاثیر دکھلائی
لحد پر چادرِ مہتاب بچھے تو کتان ہوکر

پہونچ جاؤن خدا تک گو بھٹک کر دیر مین پہونچون
بتائے راہ کعبہ ہر صنم سنگِ نشان ہوکر

الٰہی کارواں سے چھوٹ گیا ہی کون واماندہ
کہ سارا کاروان نالان ہی زنگِ کاروان ہوکر

نہین کرتا وہ باتین ہمسے اس سے گم ہین شش انچو
مٹایا ہی دہانِ یار سے نے ہمکو نہان ہوکر

جلایا نالۂ بلبل نے ایسا صحن گلشن کو
کہ ہر گل ہی شمیم گل نکلتی سے دھوان ہوکر

خیال ہی جو رہی مر کے بھی تیری خوشخرامی کا
بگولے خاک ہی اوڑتی مین طاؤس جنان ہوکر

جلایا بعد مردن بھی ترے کوچہ کی حسرت نے
جہنم مین پڑے ہم داخل باغ جنان ہوکر

تو وہ گل ہی کہ آیا باغ استقبال کو تیرے
بنا سرو روان ہر سرو گلشن مین روان ہوکر

جو اوس یوسف کو دیکھا راہ مین ایسا ہوا مضطر
کبھی دوڑا کبھی بیٹھا مین گرد کاروان ہوکر

کہے دیتا ہون کیون ماتم مین میرے ہاتھ ملتی ہو
اوڑیگا شعلۂ رنگ حنا دم مین دھوان ہوکر

غزل پڑھ کر جو کی ہی جا بجا تمنی ہو خیال اتنا
پھرینگے مرغ مضمون طائر بی آشیان ہوکر

ہوا جب پار تیر اوسکا جگر سے صاف سمجھے ہم
کہ سر سے طائر اقبال گذرا پر فشان ہوکر

تب غم سے لبان شمع تن سب بہ گیا گھل کر
اوٹھایا لطف یہ اس نے ہم مین آتش بجان ہوکر

شب فرقت گذر جاتی ہی جیسے رات ساونکی
رولاتا ہی خیال زلف آنکھون کو دیوان ہوکر

جو ہونگے میرے اعضا قیمہ قیمہ تیغ قاتل سے
کریگا شکر ہر موے بدن میرا زبان ہوکر

لڑکپن مین یہ عالم ہی کہ عالم تم پہ مرتا ہے
قیامت ڈھاؤگی آخر کو اک دن تم جوان ہوکر

شب وصلت ہوئی خواہش اگر تمکو تماشے کی
نکل آئے ستارے آسمان پر پتلیان ہوکر

نہوگا تنگ وہ قاتل ہماری سخت جانی سے
کرینگے تیز خنجر استخوان سنگ فسان ہوکر

گرا تھا نعل رستے مین جو تیری پای توسن سے
چمکتا ہی وہ ہر ماہ اب ہلال آسمان ہوکر

گئے بے یار جب اے واسطی ہم سیر گلشن کو
رگین پھولون کی آنکھون مین لگین چبھنے سنان ہوکر

تعجب شاعرون کو کیا ہی میری خوش کلامی پر
تفوق ہی مرے استاد کو اہلی و جامی پر

کیا اوسنے گلوی خشک کو تر آب خنجر سے
ترحم آگیا قاتل کو میری تشنہ کامی پر

غنی درویش فیض آسمان ہی سب برابر ہین
تفوق اسلیے ہے جادرہ کو تمامی پر +

تری آنکھونکی پلکین پر گمان ہوتا ہی یہ سبکو
لکھا ہی حاشیہ گویا کسی نے شرح جامی پر

تری رفتار سے نسبت نہین کچھ چال کو اوسکی ۔ عبث طاؤس کو ہی ناز اپنی خوش خرامی پر
تری وصفِ دہن مین بند لب ہی طفلِ غنچے کے ۔ بحمداللہ یہ میوہ کسقدر پختہ ہے خامی پر
کہون کیونکر نہ دلکو لیگیا دزدِ حنا اوسکا ۔ کوئی دزدی کرے ہوتا ہی شبہہ دزدِ نامی پر
پڑھایا ہی سکندر نامہ اوس طفلِ دبستان کو ۔ معلم نے بڑا احسان کیا روحِ نظامی پر

گیا ہی واسطی قیسِ حزین صحرای وحشت سے
ہوا قائم مین اوسکی مسندِ قائم مقامی پر

بلبل کا نطق بند ہے گفتار کے حضور ۔ طاؤس گرد ہے تری رفتار کے حضور
گل آب آب ہی تری رخسار کے حضور ۔ گڑ گڑ گیا ہی سرو قدِ یار کے حضور
یوسف کو میری پردہ نشینی کا شوق ہے ۔ آتا ہے کب وہ مردمِ بازار کے حضور
چاہے تو ایک آہ مین زندان کو پھونک دے ۔ یہ بات کیا ہی تیرے گرفتار کے حضور
بوسے لیے ہزار نہ تعزیر دی کبھی ۔ سچ ہے کہ قدردان ہین گنہگار کے حضور
آگاہ معرفت سے بخوبی کوئی ہو کیا ۔ آتی نہین ہے جنس خریدار کے حضور
پردہ اونہین تمام زمانے سے ہے مگر ۔ بے پردہ ہین وہ طالبِ دیدار کے حضور
ظلِ ہما گدا کو جو کرتا ہے بادشاہ ۔ ہے چترِ شیر سایۂ دیوار کے حضور
ابرو سے بڑھ چلے مژہ تو کیا مجال ہے ۔ کیا قدر نیمچے کی ہے تلوار کے حضور
دیکھے گا کوئی آنکھ اوٹھا کر نہ ماہ کو ۔ آئے تو تیرے چاند سے رخسار کے حضور
ہر چند ذکرِ یار مناسب ہے صبح و شام ۔ پر خامشی ضرور ہے اغیار کے حضور
توڑے ہین محتسب نے خم و ساغر و سبو ۔ کس منہ سے آئے حضرتِ خمار کے حضور
دیندار ہین تو مجمعِ کفار مین ہین ہم ۔ کافر ہین ہم تو زمرۂ دیندار کے حضور
ہنگامِ قہر کیا ہے بد و نیک مین تمیز ۔ ہر شی ہے ایک برقِ شرربار کے حضور
بیجا تھا تجھکو دعوی شعر اے واسطی ۔ نکلی زبان سے بات نہ [illegible] یار کے حضور

دشت خالی ہوے خونریز ہے وہ تیر ہنوز
لوٹتے جاتے ہین نخچیر پہ نخچیر ہنوز

گوکہ اک قطرۂ خون تن مین نہین ہے باقی
ہی مرے خون کی پیاسی تری شمشیر ہنوز

جادۂ دشت کو دیکھا تو جنون مین سمجھا
ہی مرے پانون سے لپٹی ہوئی زنجیر ہنوز

بھر گیا سر بھی شب ہجر مین ای نالہ و آہ
تمنے اپنی نہ دکھائی کوئی تاثیر ہنوز

قبر سلطان کی بنا موت نے آکر ڈالی
قصر پورا نہوا تھا کوئی تعمیر ہنوز

جان بلب ہو گئے مین مجھے زیست کی امید نہین
اور اطبا مین دواؤن کی ہی تدبیر ہنوز

لوگ جو خاک نشین تھے وہ ہوئے صدر نشین
در بدر مجھکو لیے پھرتی ہے تقدیر ہنوز

آب کوثر بھی پیا داخل جنت بھی ہوے
لب پہ ہے لذت آب دم شمشیر ہنوز

عمر گذری ہی کہ زندان سے رہائی پائی
پر مرے شوق مین غل کرتی ہی زنجیر ہنوز

کیون تلون مرے نہ نظر مین کماندار ونکو
سینہ و دل مین ترازو ہے ترا تیر ہنوز

کون سے جرم پہ قاتل نے تہ تیغ کیا
کوئی ثابت نہین ہوتی مری تقصیر ہنوز

مجھ تہیدست کو دولت بھی ملی خرچ بھی کی
خاک ہی چھانتے ہین صاحب اکسیر ہنوز

جلوۂ عارض جانان نہ چھپا زیر نقاب
پردۂ ابر مین ہے مہر کی تنویر ہنوز

واسطی لوگ زیارت سے پھر آئے اکثر
نگیا تو طرف روضۂ شبیر ہنوز

خواب مین کب تک کریگا پانون ای غافل دراز
جاگ آنکھین کھول دے درپیش ہی منزل دراز

قصۂ ہستی مرا کوتہ کیا اچھا کیا
خضر کی صورت ہوئی تھی عمر اے قاتل دراز

نزع مین خویش و اقربا سے وصیت کیا کرون
وقت کوتہ ہے بیان آرزوی دل دراز

ہی درازی اوسکی کاکل کی تو مشہور جہان
پر ہماری ہجر کی شب سے نہین اک تل دراز

سستی اعضا کا باعث ہی مقرر طول عمر
راہرو تھکتا ہے ہوتی ہے اگر منزل دراز

کیا ہمارے دیدۂ تر سے ہی خواہان تری
روز و شب رکھتا ہو دریا دامن ساحل دراز

کس طرح جیسے سارے عالم پہ نہو قبضہ ترا — کشتگان سی بڑھ کی ہی تلوار ابرو قاتل دراز
ہے اگر قصد عدم کر مجتمع زاد سفر — ای مسافر دور ہے یہ راہ بے منزل دراز

ہے دنی یہ چرخ اس سی واسطی ناگون نہین کیا
ہاتھ کرتا ہے سخی کے سامنے سائل دراز

یوسف سی بھی سوا ہی مجھے دل مرا عزیز — تجھ سے نہین پرا ے صنم دلربا عزیز
کوئی نہ دست مرگ سے ہمکو چھڑا سکا — کام آئے یار دوست نہ کچھ اقربا عزیز
ہمنے نثار اوسپہ کیا دل تو کیا ہوا — جان آشنا سے کرتے نہین آشنا عزیز
ہمکو پسند سایۂ دیوار یار ہے — شاہون کو ہوگا سایۂ بال ہما عزیز
قیمت مین دی ہزار کوئی زر کبھی تو لون — تصویر تیری جان سی بھی ہی سوا عزیز
پہونچے قریب مرگ مرض طول ہوگیا — چھوڑین خدا پہ کچھ نکرین اب دوا عزیز
وہ کون ہی کہ جسکو نہین ہے عزیز تو — اس سے زیادہ یار ہے نام خدا عزیز
قربان جان اپنی فدا ہین دل و جگر — تجھسے تو کچھ نہین ہے مجھے اے دلربا عزیز
کیا پوچھے ہے مرا دل پر داغ تیری زلف — ہوتا ہی گنج سانپ کو حد سے سوا عزیز
دولت کی آرزو نہین مجھ خاکسار کو — اکسیر سے ہے بڑھ کے تری خاکپا عزیز
غافل نہین ہون مین کسی یوسف کی یاد سے — ہر وقت ہی زبان کو مرے ورد یا عزیز
قیمت بغیر مے مجھے کیون دیگا ساقیا — تیرا نہ مین عزیز نہ تو ہے مرا عزیز

کوئی نہین کسی کا زمانے مین واسطی
سب آشنا غرض کے ہین کیا دوست کیا عزیز

کبھی جاتا ہون جو اوس بانی بیداد کے پاس — آدمی اوسکا روان ہوتا ہی جلاد کے پاس
ہون وہ بلبل کہ نہین خوف اسیری نہ نجات — آشیانہ ہی مرا خانۂ صیاد کے پاس
کون احسان طبیبونکا اوٹھاے سر پر — درد سر کا جو مداوا ہے تو جلاد کے پاس

کشتہ ہون اوس قد موزونکا وصیت ہی یہی
دفن ہو باغ مین مردہ مرا شمشاد کی پاس

حرف ہی سینہ خراشی مین عجب ناخن غم
تیز اسطرحکا تیشہ نہین فرہاد کے پاس

ہون وہ وحشی رگ جان تن سی نکلکر دوڑے
نیشتر ہو تری مژگان کا جو فصاد کی پاس

کرکے محبوس مجہے خاک قفس مین لیگا
کہ سوا دام کے دانہ نہین صیاد کی پاس

بوسہ اونکے لب شیرین کا ہی کیسا شیرین
قند ایسا تو نہوگا کسی قناد کے پاس

زخم کھائین گر جو تن پر تو مزہ اوٹھیگا
ساتھ خنجر کے نمکدان بھی ہی جلاد کے پاس

بیٹھتا ہی مرے نزدیک تو مجنون اسطرح
جیسے شاگرد مودب کسی استاد کی پاس

ابکی سودا نے بڑے جوش پہ لاؤ جاکر
کوئی بھاری سی جو زنجیر ہو حداد کی پاس

مرغ دل کیون نہ پھنسا تیری زلفونکی لٹون
دام ہی دام نظر آتی ہین صیاد کی پاس

سایہ اوسپر جو ترے قد کا پڑا ہے اوترک
قمریان رعب سی آتی نہین شمشاد کی پاس

کون ہی سرو جو بندہ قد موزون کا نہین
خط غلامی کا تمھارے ہی ہر آزاد کے پاس

واسطی دور ہون اوس راحت جان سی جب سی
عیش آتا نہین میرے دل ناشاد کے پاس

آرزو گل کی نہ ہمکو ہی گلستان کی ہوس
ہے ہوس دلکو تو سیر کوی جانان کی ہوس

اسطرح ہی ہمکو سیر کوی جانان کی ہوس
جسطرح بلبل کو ہوتی ہی گلستان کی ہوس

ناتوان ہوکر کرون کیا کوی جانانکی ہوس
مور کو زیبا نہین ملک سلیمان کی ہوس

بوریا کافی ہی کجکول گدائی سے بہت
مجھہ گدا کو کب ہے تاج و تخت سلطانکی ہوس

اک جہانکو شوق ہی اوس حور کا دیکھی مکان
کون ہی جسکو نہین ہے باغ رضوان کی ہوس

کچھ اگر ہوتی تری چاہ زنخدان کی خبر
پھر سکندر کو نہوتی آب حیوان کی ہوس

چاہتا ہی دل کہ کھاؤن زخم پر پوشیدہ زخم
تیغ ابرو کی ہوس ہی تیر مژگان کی ہوس

آرزو ہی خار صحرا کو سے پھٹے دامن مرا
پنجہ وحشت کو ہے میرے گریبان کی ہوس

سیب جنت بہی جو رضوان سامنے لائے تو لی
یوسف دلکو ہی اوس سیب زنخدان کی ہوس

چشم طامع یا قناعت بہرتی ہی یا خاک گور
جیتے جی موقوف کب ہوتی ہی انسان کی ہوس

چاہتا ہی غیر چہلا پائے تیری ہاتھ سے
دیو کو ہی خاتم دست سلیمان کی ہوس

یار کا چہرہ دکھا یارب کہ ہی جوش شباب
فصل گل مین ہی تماشای گلستان کی ہوس

اشکباری پر اگر آجای اپنی چشم تر
خشکسالی مین کرین دہقان نہ باران کی ہوس

واسطی ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہی انس
ہون پریشان ہی مجھی زلف پریشان کی ہوس

فراق یار مین کرتا ہون بار بار افسوس
یہی ہی ورد کہ افسوس صد ہزار افسوس

شب فراق مین رہتا ہون بیقرار افسوس
نہ صبر دلکو نہ باقی ہی اختیار افسوس

رقیب ہین چمن حسن یار مین گلچین
غم فراق ہی میرے گلے کا ہار افسوس

ہوا نہ مثل سکندر نصیب آب حیات
رہا مین بوسۂ لب کا امیدوار افسوس

جو ایکبار بہی دیکھون نہ زلف و عارض یار
تو کیون کرون نہ شب و روز لاکہہ بار افسوس

مین اوس پری سے کرون حال دل بیان کیونکر
جو ساتھ ساتھ رہین لوگ سایہ وار افسوس

ہمارے رونے سے کیا خاک فائدہ نکلا
کہ دلمین یار کی ہی ابتلک غبار افسوس

ہماری خاک کو برباد کر دیا جبسے +
نہ آیا فاتحہ کو بہی سر مزار افسوس

بگڑتی جاتی ہی سر کار واسطی اوٹہی
کچہہ ایسے جمع ہوئے ہین صلاح کار افسوس

درہم کی ہے تلاش نہ دینار کی تلاش
آنکھونکو ہی تو دولت دیدار کی تلاش

کعبہ مین ہے گذر کبہی بتخانے مین گذر
گھر گھر پہرا رہی ہے ہمین یار کی تلاش

اوس گل کو ہی جو خط مجھے لکھوا کے بھیجتا
کرتا ہون کاتب خط گلزار کی تلاش

مطبوع کوئی شکل دکھائی نہ بخت نے
یوسف کی مدتون سر بازار کی تلاش

دیوانگی ہماری اذیت پسند ہے
ہر آبلے کو ہے خلش خار کی تلاش

جو لوگ بیگناہ ہین پوچھے گا اونکو کون
عفو خدا کو ہو گی گنہگار کی تلاش

پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا
قناعت ہوا یہ ہمکو کہ بے کار کی تلاش

جاتا ہے سوی کعبہ کوئی کوئی سوی دیر
ساقی ہی ہمکو خانۂ خمار کی تلاش

سایہ ہے اوسکو بال ہما کا بھی ناپسند
جسکو ہے تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

آتا نہین ہے خواب مین اک شب وہ سیم تن
رہتی ہے ہمکو دولت بیدار کی تلاش

دریا مین غرق ہوتے ہین لیکن غنی ہو دل
اس پار کی ہی فکر نہ اوس پار کی تلاش

اسلام وکفر سے الگ اپنا طریق ہے
تسبیح کی ہوس ہے نہ زنار کی تلاش

لڑتا ہی ہمکو چرخ سے اے دل کوئی تو آہ
ہنگام جنگ ہوتی ہے تلوار کی تلاش

زہد و ورع سے ہوتا ہی تعمیر ملک دل
مزدور کی ہے فکر نہ معمار کی تلاش

ہستی سے کوچ ملک عدم کو ضرور ہے
ہے ہمکو واسطی کمر یار کی تلاش

شب وصل بت دلخواہ خاموش
موذن غل نکر ہشدار خاموش

مری دیوانگی مین ہین نئے رنگ
کبھیون گاہ نالان گاہ خاموش

پکارو غیر کو تم جب سر بزم
رہے کیا بندۂ درگاہ خاموش

دکھایا جلکے داغ دل جو سینے
رہا کہہ کر وہ رشک ماہ خاموش

رقیب آگے مرے کرتا نہین بات
حضور شیر ہے روباہ خاموش

کبھی پوچھی جو راہ عشق ہمنے
رہا حیرت سے خضر راہ خاموش

کوئی پرسان نہین ہے صورت نی
رہون مین خواہ نالان خواہ خاموش

گلا اے واسطی قسمت کا تا چند
یہ قصہ کر کہین کوتاہ خاموش

زلف اگر دیکھے کرے اپنا دلِ مانوس رقص
جسطرح گلشن مین کرتا ہی کوئی طاؤس رقص

چرخِ کافر کو مری نالون پہ کیا آئیگا رحم
برہمن کرتا ہی سنکر نالۂ ناقوس رقص

سبعۂ سیارہ دیکھے چرخ پر سمجھا یہ مین
دیو کرتے ہین میانِ خانۂ منحوس رقص

تیری کرتی کی اگر جالی نظر آئے اوسے
صورتِ صوفی کرے خوش ہوکے جالینوس رقص

بزم مین اوس ترک کے پڑتی ہی جب تیغِ نگاہ
ہوکے بسمل شمع کرتی ہی تہِ فانوس رقص

شاد ہی اپنا دلِ پُر داغ یادِ زلف مین
جسطرح ابرِ بہاری مین کرے طاؤس رقص

شاد ہے دل گردشِ چشمِ بتان سے اے ولی
دورِ ساغر کو سمجھتا ہے یہ کیکاؤس رقص

عالمِ حیرت مین مجھکو انجمن سے کیا غرض
بلبلِ تصویر ہون صحنِ چمن سے کیا غرض

دور یارون سے بیابان مرگ قسمت نے کیا
کام کیا تابوت سے مجھکو کفن سے کیا غرض

اوس سے یاد اللہ لازم ہی تو اس سے رام رام
اختلافِ دین شیخ و برہمن سے کیا غرض

صحبتِ یارانِ ہمدم سے ہی لطفِ زندگی
جب وطن برباد ہو جائے وطن سے کیا غرض

آستین دامن گریبان جوشِ وحشت مین عبث
تیرے عریان کو یہ پیرو پیرہن سے کیا غرض

محفلون مین اہلِ دنیا کی مین جاکر کیا کرون
حق یہ ہی عزلت نشین کو انجمن سے کیا غرض

یار سے آزردہ ہین دربان سے کیا مطلب ہمین
بت کی جب چھوڑی پرستش برہمن سے کیا غرض

جامہ زیبون کو مبارک رختِ زیبائی جنون
شوقِ عریانی ہی ہمکو پیرہن سے کیا غرض

صاف دل ہین ہم کدورت سے ہی ہمکو کام کیا
آئینہ ہے اپنی پیشانی شکن سے کیا غرض

کسکو دیتی ہی صبا ترغیبِ گلگشتِ بہار
ہی چمن داغون سے دل ہمکو چمن سے کیا غرض

نکہتِ گیسوے جانان سے معطر ہے دماغ
ہمکو بوی نافۂ مشکِ ختن سے کیا غرض

بوسۂ لب لیجیے رخ پر دہرا ہی اوسکی رخ
اب حباب مین ہوگئے وارد دہن سے کیا غرض

چھٹ گئے جب یار یارون سے تو پھر یاری کہان
روح کو ہی بعد مرنے کے بدن سے کیا غرض

سنگ در او سکا پرستشگاہ ہی ہے اپنے لیے
خانقاہِ شیخ و دیرِ برہمن سے کیا غرض

پھنس گیا ہے دل جو گیسو مین تو پھنسنے دیجیے
آپکو اِس قیدی دامِ محن سے کیا غرض

عقل و دانش ہے جو تجھکو کر روش اپنی درست
واسطی سارے زمانے کی چلن سے کیا غرض

وصفِ عارض مین جو ہو تحریر خط
مہر کی پیدا کرے تنویر خط

کیسے بھیجے کیا یار کو تحریر خط
چاک کر ڈالے گا وہ بے پیر خط

یہ بھی گردش ہے مری تقدیر کی
پھیر لایا قاصدِ دلگیر خط

آتے ہین بنکر ملائک نامہ بر
لکھ رہا ہے کاتبِ تقدیر خط

وصفِ عارض جب کیا مینے رقم
بنگیا قرآن کی تفسیر خط

ذبح جب ہوتے تھے ہم قاصد پھرا
یار کا آیا تہِ شمشیر خط

وصفِ خط و خال و زلف و رخ لکھے
بنگیا ہے صفحۂ تصویر خط

وصل کی امید سے دل ہے غنی
ہو گیا حق مین مرے اکسیر خط

سخت جانی سے ہے پتھر دل مرا
کیا پڑے گا تجھسے اے شمشیر خط

ایک بھی لکھتا نہین ہے وہ جواب
کر چکے ہم سیکڑون تحریر خط

واسطی قاصد رواں ہے سوئے یار
چھوڑتا ہے کوئی کاغذ گیر خط

رقم کیا ہے اوسے ابتو اضطرار مین خط
بہا سے آپ مین یا وہ جلاے نار مین خط

اوڑائین پرزے کہ پہونچائین کوی یار مین خط
ہے ابتو نامہ رسانون کے اختیار مین خط

جو بعد مرگ پھرا کوے یار سے قاصد
تو دوستون نے مرے رکھدیا مزار مین خط

مجھے یہ ڈر ہے کہ قاصد کمال مضطر ہے
کہین کمر سے نہ گر جاے اضطرار مین خط

کدورتِ دلِ محبوب صاف ظاہر ہے
کبھی لکھا بھی تو لکھا خطِ غبار مین خط

کرین وہ قاصد اگر اعتراض گستاخی
تو کہیو وسنے یہ لکھا ہے اضطرار مین خط

مکان یار جو معلوم نامہ بر کو نتھا
لیے پھرا وہ ہر اک شہر و ہر دیار مین خط

یقین ہوا کہ وہ گل پار سال سے ہے خفا
نہ اوس بہار مین لکھا نہ اس بہار مین خط

سنائین لوگ مجھے پڑہ کے بدلے مین کے
خدا کرے کہین آجاے احتضار مین خط

چھپا کے یار کو لکھا تھا ہمنے عشق کا حال
گمان تھا کہ پڑہیگا وہ گل ہزار مین خط

ہر ایک سطر ہو غیرت فزای سنبل تر
لکھون جو مدحت گیسوی تابدار مین خط

تہی ہے دست و کمر نامہ بر کی کیا معلوم
کنوئین مین پھینک کے آیا کہین کنار مین خط

وہ سخت جان ہون تن میری بدن پہ ایک پڑے
ہزار ضربت شمشیر آبدار مین خط

ضرور ہے کہ ہو پروانہ واسطی قاصد
کسطرح تو پہونچ جاے بزم یار مین خط

ممکن نہین ہے خار سے داماں کی احتیاط
دست جنون سے کیا ہو گریبان کی احتیاط

رخسار یار کو نہ چہونگا مین بی وضو
دیندار کو ضرور ہے قرآن کی احتیاط

ہے پنجہ جنون کی درازی اگر یہی
کیا ہو سکیگی ہمسے گریبان کی احتیاط

چھینٹین مرے لہو کی نہ پڑ جائین وقت قتل
قاتل تجھے ضرور ہے داماں کی احتیاط

آنچل ہٹے نہ سر سے دوپٹے کا ایک دم
لازم ہے یار زلف پریشان کی احتیاط

اسلام و کفر اوس رخ و گیسو سے مل گئے
ہندو سے اب نہین وہ مسلمان کی احتیاط

حرص و ہوا سے پھر سے دل کی ضیا نہ کہو
صرصر سے ہی ضرور چراغان کی احتیاط

حرص و ہوا ہی سیل تو غیظ و غضب ہے برق
لازم ہی ایسی خرمن ایمان کی احتیاط

لکھد و ملک نہ حشر مین تولین مرے عمل
منظور ہو جو پلہ میزان کی احتیاط

صحبت سے مال جمع ہوا ہے یہ واسطی
درز سخن سے چاہیے دیوان کی احتیاط

لفظ ہین معنی ہین سب املا غلط انشا غلط
ہے کتاب ہستی موہوم سر تا پا غلط

مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق پر نہین پہونچے
دار پر کھینچا اوسے جسنے وہی سمجھا غلط

ہے بجا نمرود عاجز ایک پشّہ سے جو ہو
ہو کے بندہ کیون خدائی کا کرے دعوی غلط

ہے سخن کا واک وہ یہ مصرع دیوان حسن
سرو گلشن سے ہے تشبیہ قد رعنا غلط

تم سوا مجھکو کسی سے کام دنیا مین نہین
غیر جو کہتے ہین تمسے ہے یہ سر تا پا غلط

ایسے ہی ہوتے ہین حسن و عشق مین ناز و نیاز
وحشت مجنون نہ بے پروائی لیلی غلط

[illegible] وحشت مین ہزارون کی ہوئی مٹی خراب
کچھ نہین [illegible] نظر جادہ صحرا غلط

جب بیان کرتے ہین قصہ ہمارے عشق کا
قصہ کو اپنے [illegible] ہین [illegible] قصہ غلط

لکھتے ہین سب ایک نقطہ بائے ابجد کو تمام
[illegible] کا نقطہ غلط

[illegible] دہن کا لب ہے ہستی مین عدم
کیون [illegible] دنیا غلط

کچھ نہین اِس بات مین اے واسطی قصور میرا
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط

کھیلنا اپنی جان پر ہے شرط
بازیِ عشق مین جگر ہے شرط

ہین جہان مین ہنر شناس بہت
آدمی کے لیے ہنر ہے شرط

سمجھو بیٹھے ہین کس لیے غافل
موت نزدیک ہے خبر ہے شرط

عشق مین نام سہل ہے لیکن
مثل فرہاد درد سر ہے شرط

راہ الفت مین چاہیے ہمت
دل کے دینے کو کچھ جگر ہے شرط

ظلمات شام غم نے گھیرا ہے
مدد اے نالۂ سحر ہے شرط

قصہ ہجر طول ہے اوس سے
عرض احوال مختصر ہے شرط

دیدنی ہے وہ رخ حجاب مین ہے
اک ذرا تیزیِ نظر ہے شرط

ہے وسیلہ ظفر کا قصد سفر
گر ظفر چاہیے سفر ہے شرط

آپ آتا ہے دوڑ کر معشوق
جذبۂ عشق مین اثر ہے شرط

سہل سمجہین تو نون کا عشق نہین +
واسطی اسمین صرف زر ہے شرط

کون کہتا ہی کہ اعجاز بیان سے ہے واعظ
اپنے نزدیک تو کچہ سمجہدان سے ہے واعظ

وعظ سن سن کر تری دل ہوئے جاتی ہین فگار
حق مین رندونکی چہری تیری زبان ہے واعظ

خوب دیکہا تو یہ سمجہے کہ ہی پہیکا پکوان
گرچہ اونچی تری ظاہر مین دکان ہے واعظ

کہائے جاتا ہی ہر اک شخص کا بک بک کر دماغ
مجہکو سودا ہی کہ تجہکو خفقان ہے واعظ

لوگ کہتے ہین جسے زخم سنان سے بڑہکر
حق تو یہ ہی وہ ترا زخم زبان ہے واعظ

عرش اعلے کیطرف کرتا ہے ایما نادان
ہم جو کہتے ہین کہ اللہ کہان ہے واعظ

اس عمامے کے سوا اور نہین کوئی شرف
سربزرگی تری رندون پہ عیان ہے واعظ

کیا دلاویگا دم حشر سے صاف طہور
شیشے کیطرح پنبہ دہان ہے واعظ

تو برا انکو کہیگا تو کہین گے یہ بہی +
منہ مین رندونکے بہی آخر کو زبان ہے واعظ

مجلس وعظ مین یہ کون حسین آیا ہے
چشم رغبت سے جو اوسکو نگران ہے واعظ

جی مین آئے تو ذرا اوسکی ملاقات کو چل
صاحب خلق بڑا پیر مغان ہے واعظ

دیکہہ تو چل کے کہ ہوتی ہین وہین پیر جوان
میکدہ ہی کہ کوئی باغ جنان ہے واعظ

غائبانہ نہین میخوارون کی غیبت اچہی
کہانہ مردار کہ ماہ رمضان ہے واعظ

پیر اکہنا تو سر آنکہون پہ مگر مہلت دے
کہ ابہی دختر انگور جوان ہے واعظ

سر آگے دیوار بدیوار تہا میخانے کے
واسطی اب نہین معلوم کہان ہی واعظ

تنگ آیا ہون مین سن سنکے بیان واعظ
کاٹ ڈالونگا کسی روز زبان واعظ

زخم پر زخم لگاتا ہے بیان واعظ
کاٹ تلوار کا رکہتی ہے زبان واعظ

مجلس وعظ چمن ہے جو ہو گوش شنوا
سرو منبر ہے تو قمری ہے بسان واعظ

دل مین آجاے تو ہوتی ہو دم بھر کو چلو
بادہ خوار وہی سے رہ مکان واعظ

باتین بڑھ بڑھ کے یہ رندو نسے کیا کرتا ہے
یہی بڑھنا ہے تو گھٹ جائیگی شان واعظ

ہے بہت مرتبہ پیر خرابات بلند
کب پہونچتا ہے وہان وہم و گمان واعظ

ماہ نو ابرو پر خم کا دکھادے جو وہ مست
ابھی ہو جاتی ہے عید رمضان واعظ

بھول کر منہ سے لگانا نہ کبھی اے رندو
زہر ہے زہر ہے حلوا ے دکان واعظ

دختر رز کی لطافت کا اگر وصف کرے
ہو تیون سے ابھی بھر دون مین پان واعظ

بادہ خوارونکی ترقی ہے تنزل اوسکا
جانتے ہین یہ بہارانِ خزان واعظ

دل لگی سمجھے نہ رندون کی تبرے کہنے کو
صفت برباد نجائے کبھی جان واعظ

لائق قطع و برید اسکو سمجھتا ہون مین
یہ جو مقراض سی چلتی ہے زبان واعظ

سنکے ذکر لحد تنگ شکنجے مین کھنچا
پھر نہ دکھلائے خدا مجھکو مکان واعظ

شان مین اونکے قصیدہ کوئی کہنا کیسا
مر بھی جائے تو نہون مرثیہ خوان واعظ

عرش سے بڑھ کے ہے پرواز قدح نوشونکی
تا در خلد ہے حد طیران واعظ

واسطی دلکو کسیکے نہین ہوتا ہے اثر
روز کرتا ہے خطا تیر کمان واعظ

روشن ہے سب یہ گو نکھی کچھ زبان شمع
پوشیدہ ایک پر نہین سوز نہان شمع

دیکھا ہے گرمزہ خون فشان شمع
ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوز جان شمع

آتش مزاج جو ہین نہین اونکی چشم فیض
دیکھے کبھی نہ زرق ہما استخوان شمع

وہ شعلہ رو ہو تو کہ تری سوز عشق سے
جلتی ہے صورت پر پروانہ جان شمع

کرتی صفت وہ عارض پر نور یار کی
گویا جو بزم دہر مین ہوتی زبان شمع

قرب حبیب مرگ ہے عاشق کو واسطی
پروانہ جل گیا جو ہوا میہمان شمع

جلنے سے گر کوئی پر پروانہ بچ گیا
تعویذ بنگیا وہ پئے حرزِ جانِ شمع

اس بزم مین ہے کون کسیکا شریکِ حال
کوئی بھی پوچھتا نہین اشکِ روانِ شمع

کیا وصفِ رخ مین تیری کہے اِس سے کمی ہوے
گلگیر نے جو بزم مین کاٹی زبانِ شمع

کس شب ستی کیطرح یہ جلکر ہوئی نہ خاک
پروانے کر چکے ہین بہت امتحانِ شمع

فانوس پا نچی کو کہین ہم تو ہی حجاب
ہے ساقِ پا ہی یار پہ ہمکو گمانِ شمع

تن مین وہ سوزِ غم ہے کہ دیکھی جو میری نبض
اونگلی لگی طبیب کی جلنے بسانِ شمع

ہوگا جو تیری عاشقِ دل سوختہ کا کوچ
پروانے آگے لیکے چلین گے نشانِ شمع

باغِ جہان مین رنگِ تلون ہی کس قدر
شب کو بہارِ شمع ہے دنکو خزانِ شمع

تابِ سماعت تب غم کب ہے واسطی
قصہ سنون پتنگ کا یا داستانِ شمع

مرے دل کیطرح شب بھر جلی شمع
سحر کی جب ہوئی آمد چلی شمع

کسی پروانے کا پھسلا اگر پاؤن
زبان سے بول وٹھی یا علی شمع

بندھا مضمون جو اوسکے ساقِ پا کا
عجب بندش کی سانچے مین ڈھلی شمع

بہار آئی کہ تم محفل مین سے آئے
برنگِ نخلِ گل پھولی پھلی شمع

کسی پروانہ کو کیا دردِ سر ہے
دکھاتی ہے جو رنگت صندلی شمع

سواری کسکی نکلی شہر مین رات
کہ ہے ہر کوچہ مشعل ہر گلی شمع

جو یون ٹھہر کر و گی بزم مین رقص
تو گل کر دیگی دامن کی کلی شمع

برص سمجھے صباحت کو وہ سے اپنے
جو دیکھے تیری صورت سانولی شمع

جلا سے کیون نہ دلکو تیرہ بختی
ہوئی جب شام محفل مین جلی شمع

کرے اوس رخ سے دعوی واسطی کیا
نہ دیوانی نہ ایسی باولی شمع +

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع — ہے فقط کنج قناعت کی طمع

لقمۂ غم کی ہے یون خواہش مجھے — جسطرح بھوکون کو نعمت کی طمع

ایک تو بوسہ لبِ شیرین کا دو — ہے زبان کو اپنے لذت کی طمع

ہین جہان مین طالبِ امرِ محال — جو بیان کرتے ہین راحت کی طمع

کون بہتر تھا بھلا زہّاد سے — گر نہوتی انکو جنت کی طمع

خواہشِ مے ہے ہمین یون ساقیا — جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع

حال دیکھو صاحبِ اکسیر کا — خاک چھنواتی ہے دولت کی طمع

طمع رکھتے ہین غنی تیرے گدا — کب ہے انکو ملک و دولت کی طمع

حال قارون سنکے یہ ثابت ہوا — باعثِ آفت ہے دولت کی طمع

مجتمع کرتے ہین دولت بیحساب — ہے حریصونکو قیامت کی طمع

خاک اوڑتی ہے ہماری بعد مرگ — ہے ترسے بارانِ رحمت کی طمع

ہے مزاج اوس شوخ کا فرقت پسند — اپنے دلکو عیش وصلت کی طمع

شعر حسبِ خوش ہین [illegible] واسطی — [illegible] قناعت کی طمع

پھولے نہ لالہ باغ مین دکھلا کے چار داغ — ایسے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ

کیا میرے دلکو عشق مین ہو ناگوار داغ — ہے حسن کی کچہری مین یہ راہوار داغ

آخر یہ سوزِ عشق مرے کام آئے گا — مرنے کے بعد ہوگا چراغِ مزار داغ

معشوق عاشقون پہ جو ہو جائین مہربان — طاؤس کو نہ دے کبھی ابرِ بہار داغ

ظاہر ہے آفتاب مین اور میرے دل مین فرق — پوشیدہ ہے یہان تو وہان آشکار داغ

شاید اسے بھی سرو چراغان بنائنگے — کیون میرے دلکو دیتے ہو تم بار بار داغ

تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز — دنیا نہ اب مجھے مرے پروردگار داغ

محروم ہون نظارۂ چشم حبیب سے
دیتی ہے کیسی گردش لیل و نہار داغ

انجم نہین ہین یہ ترے ہاتھون سے ای قمر
ہین سینۂ سپہر مین یہ بیشمار داغ

عقبے کا عیش ہے ہمین دنیا مین بھی نصیب
دکھلا رہے ہین باغ جنان کی بہار داغ

پایا ہے وہ مزا ابھی آسودگی نہین
ای چرخ اور دی ہمین دو تین چار داغ

ملتا ہے زر خزانۂ الفت سے واسطی
دیتا ہی داغ پر ہمین وہ گلعذار داغ

کیا جلاؤن مہروش تیری مقابل مین چراغ
کب کوئی کرتا ہی روشن دنکو محفل مین چراغ

احتیاج روشنی شمع راتون کو نہین
ہے خیال روی جانان اپنی محفل مین چراغ

ناتوان ہون چاہیے پہلے تجسس بعد قتل
ساتھ خنجر کے ہے لازم دست قاتل مین چراغ

ہون جو مین وحشی شب تاریک مین صحرانورد
غول دکھلاتے ہین مجھکو آ کے منزل مین چراغ

خوف کیا تاریکی راہ عدم کا عشق مین
شعلہ ہای داغ دکھلائینگے منزل مین چراغ

وہ بھی جلتا ہی شب فرقت مین تا وقت سحر
ساتھ دیتا ہی ہمارا وقت مشکل مین چراغ

غسل دریا کو جو آئے وقت شب وہ شعلہ رو
ہون حباب آب سب آغوش ساحل مین چراغ

غور سے دیکھو تو محفل سے نہین کم دشت نجد
قیس پروانہ رخ لیلی ہے محمل مین چراغ

ہو سکے کیا دخل زندان خیالات جہان
جلتے ہین داغون کے اپنے خانۂ دل مین چراغ

ڈھونڈھنا لازم ہی پہلے اہل ہمت کا نشان
چاہیے کاسے کے بدلے دست سائل مین چراغ

چھا گیا ایسا جہان مین میری نالون کا دھوان
دنکو اب درکار ہے ہر ایک محفل مین چراغ

آگیا زندان مین کسکے روی روشن کا خیال
بنگئے حلقے سلاسل کے سلاسل مین چراغ

ہو جہان معشوق خود آتی ہین عاشق دوڑ کر
کب طلب کرتا ہی پروانون کو محفل مین چراغ

جلوۂ معشوق کی ہی دیدۂ عاشق مین قدر
پھول ہین گلشن کے سب چشم عنادل مین چراغ

کور دلکو کب نظر آتا ہے معنی کا فروغ
واسطی بیکار ہی اندھون کی محفل مین چراغ

خود نہین جاتی ہین ہم کوچۂ جانان کیطرف
شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف

رخصت ای طوق و سلاسل کہ بہت دن گذرے
قصد زندان سے ہمارا ہی بیابانکی طرف

ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون مین نکلا
رہگیا ہاتھ مرا اوٹھ کے گریبان کی طرف

ابر کو دیکھکے بیجا نہین طاؤس کا رقص
تخت بلقیس کا آیا ہے سلیمان کی طرف

دل جلانے کا سبق ہمنے جو تعلیم کیا
فاختہ اوڑ کے گئی سرو چراغان کی طرف

دل سے اوس حور کی الفت نہ پس مرگ چھٹی
تن رہا روح گئی روضۂ رضوان کی طرف

موت کی یاد فراموش نہو زندون کو
چاہیے روز گذر گور غریبان کی طرف

سامنا اوس لب جان بخش کا جب ہو نہ سکا
لعل اوڑ اوڑ کے گئے شہر بدخشان کی طرف

نہین منظور کسیکی ہمین خاطر شکنی
ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمان کیطرف

ہون وہ وحشی کہ مرے پاؤن جو تھکجاتے ہین
آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف

وادی نجد مین کیا منتظر لیلے ہے
کان مجنون کے ہین آواز حدی خوان کیطرف

نہین نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز
گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف

ہو جو بی پردہ وہ رخ ذکر ہے کیا ذرون کا
چشم حربا نہ پڑے مہر درخشان کیطرف

واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہو ضرور
ہند سے کوچ کرو ملک خراسان کیطرف

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف
سنبل پہ چلنے دل کو ہوا احتمال زلف

دل کو جو مانگتی ہے تو لے عذر کچھ نہین
ہمسے تو ہو سکے گا نہ رد سوال زلف

فارغ نہین ہین غم سے حسین بھی جہان مین
بیمار چشم یار ہے ابتر ہے حال زلف

مار اژدہے نظر آتے ہین خواب مین
رہتا ہی شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف

سنگ جفا سے وہ کہین توڑے نہ استخوان
شانہ کرے سمجھ کے سر گوشمال زلف

یارب نہ دیکھے حسن جوانی کو ہو زوال
خط کو سفید ہونے نہ دے اتصال زلف

ریشِ سفید پیر پہ ہنستے نہ یہ جوان
کچھ بھی جو اپنے دل مین سمجھتے مآل زلف

تائب ہے اب تو حسن پرستی سے دل مرا
کھینچے کمند نکے اسے کیا مجال زلف

خوشبو ہے اسطرح کی نہ یہ پیچ ہے نہ خم
سنبل سے کیا سمجھکے کوئی دے مثال زلف

ہے چھوٹنا محال مقدر سکے پیچ سے
دل سے کسیطرح نہین جاتا خیال زلف

خط سے ہے اور مصحف رخسار کی نمود
کسواسطے ہین آپ پریشان مثال زلف

چہرے کا اوسکے برق پہ ہمکو ہوا گمان
ابر سیہ اوٹھا تو گیا احتمال زلف

آگاہ واسطی ہے سفید و سیاہ سے
یہ خوب جانتا ہے کمال و زوال زلف

مجھسا کوئی جہان مین نہین مبتلای زلف
سر مین بھری ہی روز ازل سی ہوای زلف

افشان کی شوق مین یہ تماشا دکھای زلف
تاری سب آسمان کی ابھی توڑ لای زلف

ہرگز تمام ہو نہ عبارت کا سلسلہ
لکھین جو خط شوق مین ہم ماجرای زلف

روز سیہ کے دام مین مدت سے قید ہون
سر سے کسیطرح نہین ٹلتی بلای زلف

شانے کیطرح سے جو زبانین ہین ہزار
ہرگز نکر سکون مین سر مو ثنای زلف

وجہ موافقت ہے پریشانی سرشت
زلف آشنای دل ہے تو دل آشنای زلف

اب نقد جان بچیگا نہ اسپے متاع دل
خط سیہ بھی اوسکا ہی رہزن سوای زلف

غمازہ ہی رہی یار کو حیرت دل و جگر
شانہ نہ ہے اپنا پنجۂ مژگان برای زلف

جوش جنون ہین دل کی عشرت کہان نصیب
اب ہتکڑی ہی ہاتھہ مین اپنی بجای زلف

حاضر گلا پھنسانے کو ہے اپنا مرغ دل
پھر تشکار دام تو اپنا بچھاے زلف

کام آئین گے یقین ہے مری مشت استخوان
شانے تو بعد مرگ بنین گے برای زلف

مجموعہ حواس کا شیرازہ کھل گیا
ہنگام شب جلی یہ پریشان ہوای زلف

دیکھین گے آفتاب تہ ابر کا فروغ
دامن مین لا کے چہرے کو اوسکی چھپای زلف

ہوکر خجل چمن سے گریزان ہو مثل یار
سنبل کو پیچ و تاب جو اپنی دکھائی زلف

ای دل نکل نہ سینی سے باہر شب وصال
ڈرہی نگل نہ جای تجھے اژدہای زلف

دیوان مرا ہے چہرۂ معشوق واسطی
سطرین ہین زلف دائرے ہین حلقہ ہای زلف

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلای عشق
مرنا غم فراق مین ہی انتہای عشق

پہلے جنون ہے بعد گذرنا جہان سے
وہ ابتدای عشق ہے یہ انتہای عشق

محمود و قیس وامق و فرہاد اور مین
کس پر نہین جہان مین نزول بلای عشق

کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا
دونون جہان مین خاک نہین ہی سوای عشق

مشکل ہے اشک و آہ سے فرصت تمام عمر
دلمین مقام عشق ہی آنکھون مین جای عشق

کعبے سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے
بیگانہ اک جہان سی ہے آشنای عشق

پیدا کیا خدا نے مجھے عشق کے لیے
ہے عشق میری واسطے مین ہون برای عشق

کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اوٹھایئے
اچھا نہوگا یہ مرض لا دوای عشق

آتی ہے مجھکو دیر و حرم سی یہی صدا
واجب ہے سجدۂ در دولتسرای عشق

دونون جہان کا ہی وہ حقیقت مین بادشاہ
ہی جسکی سر پہ سایۂ بال ہمای عشق

کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی زیب سے
خون ہزار کشتہ ہی رنگ حنای عشق

ہے پادشاہ وقت حوادث سی کام کیا
نیرنگی زمانہ ہے دلق گدای عشق

داغ جنون عیان ہین جو سر سے قدم تلک
گلدوز ہی یہ تن پہ ہماری قبای عشق

شبہا در انتظار تو مے گفت واسطی
یارب چو من مباد کسے مبتلای عشق

سمجھی اوٹھا جو پردۂ دولتسرای عشق
ہے حسن داخل حرم کبریای عشق

ایسی کبھی ہین دل کے مرے نالہای عشق
آتی نہین زبان سی صدا اب سوای عشق

ادا ہی ہے

اوڑجاتین کوہ برہم و درہم ہون آسمان
اپنا جو زور شور دکھائے ہوائے عشق

اتنے لیے بدنمین چھپائے ہین استخوان
شاید کرم کرے ادہر آئی ہمائے عشق

کشتی گرے ہین کوچۂ قاتل ہین سیکڑون
مملو مسافرون سے ہے مہمانسرائے عشق

کرتو زیارت لحد قیس نجد مین +
اتبک یہ آرہی ہے صداہاے ہاے عشق

وہ کون عضو تن ہے کہ جسمین نہین ہے درد
ہو رنگ رخ شکستہ تو آئی صدائے عشق

کچہ رنگ بوستان محبت کا ہے جدا
کانٹونکو پھول کرتی ہے آب و ہوائے عشق

دشت جنون سے پھر کے یہ کیا آئین شہر مین
ناآشنا زمانے سے ہین آشنائے عشق

نعمت تمام خلق کی لبریز ہوچلی
خالی ابھی ہے کاسۂ دست گدائے عشق

فرہاد و قیس و وامق و نل سب ہین چلے
تن پر ہمارے ٹھیک ہوئی ہے قبائے عشق

عیش و نشاط بزم جہان ناگوار ہے
جلدی چراغ زیست بجھائے ہوائے عشق

آتا جو مین عدم سے نہ ہنستے ہین واسطی
پیدا کبھی نہ عشق کو کرتا خدائے عشق

روز شمار کے ہے برابر شب فراق
دیکھین تمام ہوتی ہے کیونکر شب فراق

ہے دشت ہولناک مرا گھر شب فراق
عضوونکی مشعلین ہین منور شب فراق

ہون سخت تنگ کس سے گلا کاٹ کر مرون
قبضے مین ہے نہ تیغ نہ خنجر شب فراق

بستر پہ مثل مردہ پڑا ہے تن ضعیف
تاریکی لحد سے ہے بدتر شب فراق

ہے مثل زلف یار درازی اگر یہی
ہوگی نہ صبح تا دم محشر شب فراق

پوچھو نہ حال کچہ کہ مین زندہ ہون گریز
دل اسقدر ہوا ہے مکدر شب فراق

روزن تمام کم دہن یار سے نہین
ہے غار اژدہا کہ مرا گھر شب فراق

انجم نہین ہین صاف مرے قتل کو یہی
گویا چمک رہے ہین یہ خنجر شب فراق

تا صبح تھا جو موت کے آنے کا اشتیاق
آنکھین مری رہین طرف در شب فراق

گذری شبِ وصال کہ چلتی تھی جام مے
لبریز اب ہے عمر کا ساغر شبِ فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب سی کم نہین
ہی کہکشان پہ شبہہ اژدر شبِ فراق

رکتے نہین ہین آنکھون مین آنسو کسیطرح
دم ہوجای کاش زیست کا دفتر شبِ فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہے کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہے آتے ہین چکر شبِ فراق

شمع و چراغ مین تو کہان روشنی کا نام
گردون پہ ہی تو ماند انور شبِ فراق

مرغ سحر کی ہے نہ موذن کی ہے صدا
سنسان ہو رہا ہے مرا گھر شبِ فراق

پھر پھر گئی ہے در تلک آ آکے موت بھی
کیسا پھرا ہوا ہے مقدر شبِ فراق

نیند آسکے خاک ایسی مصیبت مین واسطی
زنبور سرخ ہین گلِ بستر شبِ فراق

ہی عشق آب و رنگ گلِ روی یار تک
وحشت کا جوش ہے ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل کے خوف ہی تنہا روی کا کیا
تانتا لگا ہوا ہے عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آؤ کبھی کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

دوڑا پیادہ جا رہے سوا قیس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلے ناقہ سوار تک +

ہر گام گو کہ ضعف نے مجکو تھکا دیا
آخر کو گرتے پڑتے گیا کوی یار تک

پایا کہین جواب نہ اوس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہم ہزار مین بن گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھی فلک شکوہ
باقی نہین ہین اونکے نشان مزار تک

ساقی پلا ہی جا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے توڑی ہزار تک

ہو کر بشر ہون رزق سی کیا ناامید ہم
رہتے ہین گرسنہ نہ کبھی مور و مار تک

لایا ہے دور چرخ وہان ہمکو واسطی
جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک

اے دل سمجھ کے بوسۂ زلفِ سیاہ مانگ
اوڑتا ہوا یہ سانپ ہے اس سے پناہ مانگ

ملتے ہیں اک سوال میں دونوں جہان ہمیں
در پر گدا کے بھیک تو اے بادشاہ مانگ

زیبا ہے کفش آبلہ پا سے قدم
سر دے خدا تو داغِ جنون کی کلاہ مانگ

حاضر ہیں جان و مال سے انکار ہے کسے
جو مانگنا ہو تجھکو وہ اے شاہ ماہ مانگ

عاشق نہ اوسکے مانگ کا ہووے دلِ غریب
اندیشہ ناک راہ ہے اس سے پناہ مانگ

دل گم ہوا ہے زلف میں ملتا نہیں مگر
کوئی نہ کوئی اسکی نکالے گی راہ مانگ

خالی نہیں ہے فیض سے ایکدم درِ کریم
دیتا ہے بے طلب وہ نہ مانگ اوس سے خواہ مانگ

ہو قصد باغ کا تو رخ اوس لالہ رو کا دیکھ
پیاسا جو ہو تو اوسکے زنخدان سے چاہ مانگ

مصرع درِ کریم پہ ہے یہ لکھا ہوا
جو مدعا ہو ہمسے طلب کر جو چاہ مانگ

شل ہوں جو پاؤں طاقتِ رفتار کر طلب
کم سو جتا ہو تجھکو تو نورِ نگاہ مانگ

آتا وہ ستم وہ صنم ہے تو واسطی
تو صبر کر خدا سے دعا ہے رفاہ مانگ

سوزِ غم سے یہ مری سینے میں جلتی ہے آگ
سانس لیتا ہوں اگر منہ سے نکلتی ہے آگ

فی الحقیقت وہ کنوان ہے جہنم ہے ایسا ہی
روز پانی کی جگہہ جس سے اوبلتی ہے آگ

سنگدل جلتے ہیں اونسے ہی شرارت کی بنا
آہن و سنگ سے دیکھو کہ نکلتی ہے آگ

سوزِ دل سے وہی حال مری چہرے کا
رنگ زر جیسے تپانے میں بدلتی ہے آگ

سرکشی گرم مزاجوں کی دمِ عجز بھی ہے
پاؤں رکھتی نہیں پر دوڑکے چلتی ہے آگ

ترے مغرور یہ دم خاک کریں لوگ دعا
پھونکتا ہے جو کوئی اور بھی جلتی ہے آگ

واسطی قصہ جو لکھتی ہے جنوں میں میرے
سبکو ہوتا ہے گمان یہ کہ او چھلتی ہے آگ

تلاشِ یار میں ہے رہنما دل
لیے پھرتا ہے مجھکو جا بجا دل

اگر ہوتا نہ زلفون پر فدا دل
تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل

مین اوسکے ہجر مین روتا ہون دن رات
کہ جسنے ہنستے ہنستے لے لیا دل

یہ سودا ہم سمجہ کر مفت لیتے
جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل

ہوا کس بے وفا کا آشنا تو
برا تیرا ہوا ے نا آشنا دل

ہوئے بیخود جو دیکھا جلوۂ حسن
تمہین پایا تو اپنا کھو گیا دل

کہین کیونکر نہ مجھکو اہل دل لوگ
مین وہ ہون جسنے مانگا دیدیا دل

دعا دی مجھکو ملکر اوس پری سے
نہین دیکھا ہے ایسا بیوفا دل

نبجا سکیگے قیامت تک محبت
مبارک ہو تمہین صاحب مرا دل

سنے نالے تو پر ظالم نے کترے
ہوئی مقراض منقار عنادل

نہین اس دل مین جا داغونکی خالی
الٰہی ہو عنایت دوسرا دل

جفا کر اسقدر مجھپر نہ اے بت
خدا سے ڈر کہ ہے اللہ کا دل

نہین پہولون سے کم داغ محبت
حقیقت مین ہے باغ دلکشا دل

نہ سمجھا واسطی مین سوز غم سے
کہ شعلہ ہے مرے پہلو مین یا دل

سر پہ چلنا ہی دم تیغ پہ مشکل قاتل
ہے مسافر کے لیے سختی منزل قاتل

اسقدر تجھسی ہے مانوس مرا دل قاتل
دہن زخم صدا دیتی ہین قاتل قاتل

پاون کب گنج شہیدان سی بڑہا سکتا ہون
تیرے شمشیر کے جوہر ہین سلاسل قاتل

ناخن تیغ سے مقتل مین کہلی دل کی گرہ
حل ہوا آج مرا عقدۂ مشکل قاتل

زعفرانی ہے جو تلوار کا تیری رومال
ہنس رہے ہین دہن زخم سی بسمل قاتل

سبد گل سے زیادہ ہین لہو کے تھالے
کیا تماشا ہی تری کشتونکی محفل قاتل

بسملون نے گل عارض جو ترا دیکھا ہی
ہچکیون مین بھی ہے آواز عنادل قاتل

سر ٹکیتا ہون یہ ہے شوق شہادت مجکو
یا خدا کیون ہے مری جان سی غافل قاتل

تیری کشتونکا دم نزع ہو گیا بیڑا پار
بحر شمشیر کا کوسون نہین ساحل قاتل

چل کے مقتل سے نہ منھ پھیر کے دیکھا او شقی
ہم پکارا کیے کس یاس سے قاتل قاتل

زار رہون زار نہایت مین بجز رسوائی
کچھ بھی ہوگا نہ مرے قتل سی حاصل قاتل

دہیان دلمین جو تری چاندسی رخسار کا ہے
چاندنی سے نہین ڈرتی تری بسمل قاتل

ابرو و گیسو و مژگان کا تو مذکور ہی کیا
روی معشوق کا ہوتا ہے ہر اک تل قاتل

واسطی قتل ہوا نجد مین مجنون بی تیغ
ہو گئے دید رخ صاحب محمل قاتل

ہمسے بھاگیگا جو تو سیکڑون منزل قاتل
کھینچ لائیگی کمند کشش دل قاتل

دور کر آؤن نہ کسطرح تری محفل مین
ہون مین مجبور کہ قابو مین نہین دل قاتل

ذبح کے وقت مقدر کی رسائی دیکھو
خلد مقتل ہے مرا حور شمائل قاتل

تشنگی وہ ہون اگر قصد مین مقتل کا کرون
آئی لینے کو مرے سیکڑون منزل قاتل

اسقدر شوق شہادت مین تڑپتا ہون مین
دل ہے سینے مین مری طائر بسمل قاتل

اک نظر اونکو دکھا دی رخ سیمین اپنا
تجھسے مقتول دیت کی نہین سائل قاتل

عید قربان ہی ملاتا ہے گلے سی گیا تیغ
پہلے تو آکے شہیدونکے گلے مل قاتل

عشق خط رخ جانان سے حذر کر اے دل
ہے یہ سبزہ صفت زہر ہلاہل قاتل

تیری شمشیر کو کافی ہے یہی سنگ فسان
مری چھاتی پہ جو یہ صبر کی ہے سل قاتل

سر جدا سینہ جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا
لاش میری نہین تشہیر کے قابل قاتل

قتل ہونا جو مرا خار رقیبون کو ہوا
آج چبھو گئے مرے آبلۂ دل قاتل

قدم شوق نہین شہپر پرواز سے کم
دم مین جا پہونچون اگر ہو کوئی منزل قاتل

کسکو مقتول کیا ہے کہ یہ بیتابی ہے
ہاتھون سینے مین اوچھلتا ہے ترا دل قاتل

مجھکو اور غیر کو کر ایک ہی خنجر سے نہ ذبح
چاہیے تجھکو تمیز حق و باطل قاتل

واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح
شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل

کسکو فراق یار مین ہے آرزوی گل
نشتر رگ دماغ کو ہے موج بوی گل

پھرتے ہین عشق باز بھی معشوق کو کہین
کیسی ہوا چلی رخ بلبل ہو سوی گل

رو کر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل
ہنسکر بگاڑ دیتی ہین وہ آبروے گل

حاصل کبھی نہ اوس رخ روشن کی ہو صفا
شبنم چمن مین لاکھ کرے شست و شوی گل

تقدیر عندلیب کی سوگند کھاتے
ہر صبح اوٹھ کے دیکھتی ہے پہلے روی گل

خاطر فریب اوس رخ گلگون کی ہے بہار
ہمکو تلاش لالہ نہ ہے جستجوی گل

بلبل کی کچھ صبا نے قفس مین نہ لی خبر
جھونکون بھی اسطرف کبھی لائی نہ بوی گل

بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے
نہر اوسکے خون کی ہو روان ہو سوی گل

خوشبوی تن سے کسکے معطر ہوا چمن
کانٹونکو سونگھتا ہون تو آتی ہے بوی گل

جز حسن و عشق ذکر نہین بزم یار مین
مذکور عندلیب ہے یا گفتگوی گل

مژگان کا وصف سنکے وہ لکر خفا ہوا
جوسکے آہ ذکر خار کیا روبروے گل

صحن چمن سے سینہ پر داغ کم نہین
ای واسطی نہین ہے ہمین آرزوی گل

اس باغ مین ہوی تر و تازہ ہزار پھول
پھولا نہ ایک بھی صفت روی یار پھول

بوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر
لاکر کبھی کسی نے چڑھاے نہ چار پھول

طرہ ہے یار کا کہ دکان گلفروش کی
انبار ہر جگہہ نظر آتے ہین ہار پھول

ہے بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار
پھولین نہ چار دن کے لیے ای ہزار پھول

کیا پیر میفروش کوئی گلفروش ہے
ہر دم جو مانگتا ہے ہر اک بادہ خوار پھول

نہ جسکے پاس ہو اوسی کیونکر خوشی نہو
یہ وجہ ہی جو ہنستی ہین بے اختیار پھول

وان رخ پہ خط یہان بدن زار و داغ ہی
یہ پھول پر ہین خار وہ بالای خار پھول

منظور میکشی ہو تو گلشن مین آیئے
ساغر لیے ہوے ہین سر شاخسار پھول

نرگس مریض چشم سے سنبل اسیر زلف
غنچے دہن پہ صدقے ہین سینہ پہ نثار پھول

جو داغ میرے سینے مین ہے انتخاب ہے
دکھلا رہے ہین باغ مین کیا کیا بہار پھول

بے بہرۂ ازل کو ہی کیا نفع باغ سے
رکھتا ہی پھل نہ سرو نہ نخل چنار پھول

اے واسطی مین وحشی نازک مزاج ہون
مجھپر ذرا ہمنشین تو کرین سنگسار پھول

ہرگز نہو سکے تر و رخسے دو چار چشم
داغونسے ہو بدن جو ہمارا ہزار چشم

رکھتی ہی بسکہ حسرت دیدار یار چشم
مرنے کے بعد وا ہے میان مزار چشم

نکلے گی جان حسرت دیدار یار مین
ہرگز نہوگی بند دم احتضار چشم

ڈرتا ہون مین کہ یار کہین ہو نہ بدگمان
حسرت سے دیکھتی ہی عبث بار بار چشم

کس شہر کس دیار کی سیکھی ہی تمنے رسم
دل لیکے آپکی نہین ہوتی دو چار چشم

جس دل مین تیرا درد نہین ہی وہ دل نہین
دیکھے نہ جو تجھے وہ ہی بے اعتبار چشم

پڑ جائیگی نظر کمر یار پر کبھی
عنقا کا ایک روز کریگی شکار چشم

جو کچھ کیا وہ گردش تقدیر نے کیا
دلکی نہ کچھ خطا ہے نہ تقصیر وار چشم

خانہ خراب دل کو ڈبوئے گی ہر جگہہ
سونے نہ دے گی چین سے زیر مزار چشم

کم برق سے نہین ہے تجلی جمال کی
ہوتی ہی بند دیکھکے بے اختیار چشم

فرزند سے محبت مادر ہے آشکار
رکھے نہ طفل اشک کو کیون ہمکنار چشم

آئے ہو حال پوچھنے دیکھو تو اسطرف
کرتے ہو بند شرم سے کیون بار بار چشم

کیون کشت آرزو نہ ہماری ہری رہے
لبریز آب ہے صفت چشمہ سار چشم

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار	کتنا حریص ہے یہ سگ نفس چار چشم

بھڑکی ہی آگ کیا دل سوزان مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اوس آفت زمانہ سی ہو کر دو چار چشم	ہے مبتلای گردش لیل و نہار چشم
ا[illegible] گل کی یاد مین ہوا گر اشکبار چشم	دکھلای جوش بارش ابر بہار چشم
[illegible]ای نظر پہ تیرے سبب [illegible] چشم	نادیدہ بازگشت سی ہی شرمسار چشم
بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے	آہو تو ہے یہ آہوی مردم شکار چشم
آنکھین لال کر مری اشکونکو دیکھکر	لائی ہے نذر کو گہر آبدار چشم
تو بہ بھر کدورت خاطر سے اوڑگیا	آئی جو دل مین گرد تو لائی غبار چشم
دکھلائی تب فلک نے شب ہجر کی سحر	جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم
بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل	طوفان اوٹھے جو رونے لگے زار زار چشم
[illegible] تا لبان تصور دندان یار مین	گرتی ہی اخترون کو فلک پر شمار چشم
نیرنگی زمانہ سے ہے نیرنگ حسن سے	دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم
دو ہو گیا وہ ترس تیغ نگاہ سے	کی جس سی راہ مین مری قاتل نی چار چشم
جانا ہو نامہ لیکے تجھے نامہ بر تو جا	طوطی کی طرح سے نہ بدل بار بار چشم
ای دل ہر شر طرح سے کی دنبالہ سی اگر	اوس بت کی ہی ستارۂ دنبالہ دار چشم
وا [illegible] مثل دیدۂ انجم سحر تلک	ہوتی نہین ہے بند شب انتظار چشم

رہتی ہے مثل دیدۂ نرگس کھلی ہوئی
ای واسطی ہی دید کی امیدوار چشم

ہو چکے ہین نیم بسمل تیغ غمزۂ قاتل سی ہم	کم تڑپتے ہین ہین کیونکر کسی بسمل سی ہم
روز گھبرا کر نکلتے کوچۂ قاتل سے ہم	ہین مگر مجبور اپنے اضطراب دل سے ہم

روز ہے ہم رندون کا تو بک بک کی کہتا ہے دماغ
تنگ ہین ناصح تری تقریر لاطائل سے ہم

طالب دیدار کو کیا دوزخ و جنت سے کام
بارہا یہ سن چکے ہین مرشد کامل سے ہم

جنکے دل قابو مین ہین وہ راز سے واقف نہین
حال اون ہی کا پوچھینگے کسی بیدل سے ہم

چاہیے کعبہ کہین ابرو کو تیرے اے صنم
سنگ اسود کو جو دین تشبیہ تیرے تل سے ہم

دار فانی مین کہان مثل شرر ہمکو ثبات
آنکھہ کھلتے ہی گذر جاوینگے اس منزل سے ہم

دل سے دلکو راہ ہوتی ہے مثل مشہور ہے
تیرے دل کا حال پوچھین کیا اب اپنے دل سے ہم

گرتے پڑتے جا بجا ہر گام اوٹھتے بیٹھتے
کوچہ محبوب مین پہونچے بڑی مشکل سے ہم

در تلک تم بھی جو آوگی تو کیا ہو جائیگا
طالب دیدار آئے ہین کئی منزل سے ہم

جب تلک دریا مین تھے ہستی تھی اپنی مثل موج
مٹ گئے جب بنگئے آ کر لب ساحل سے ہم

لاغری مین ہے ارادہ پھر نہون ہرگز جدا
صورت جوہر لپٹ کر خنجر قاتل سے ہم

شوق ان جادو نگاہون کا ستاتا ہے ہمین
سحر جا کر سیکھہ آوین کشور بابل سے ہم

کیون پریرو ہمکو دیوانہ بناتے واسطی
کیا کرین ہین عشق مین مجبور اپنے دل سے ہم

نہ مجھے کفر سے مطلب ہے نہ اسلام سے کام
ہان تری ذات سے مطلب ہے تری نام سے کام

دلکو ہے اوسکے رخ و زلف سیہ فام سے کام
کون رکھتا ہے دلا صبح و شام سے کام

ابتو رکھا ہے قدم عشق مین ہونا ہو سو ہو
کچھہ نہ آغاز سے مطلب ہے نہ انجام سے کام

چشم میگون کی تصور مین ہون مجبور ساقی
نشہ می سے نہ مطلب نہ مجھے جام سے کام

آنکھہ آتی نہین اوس فتنہ عالم کی نظر
کب نکلتا ہے مرا گردش ایام سے کام

چشم بد دور مری آنکھین ہین دیدار پسند
کچھہ بھی نکلیگا نہ قاصد خط و پیغام سے کام

تم تو فارغ ہو کہین فکر ستمگاری سے
میرے دلکو نہین راحت و آرام سے کام

رات کو آو اگر دنکو نہین آتے ہو
ہے فقط مجھکو تو اے مشفق من کام سے کام

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیّاد
ورنہ کیا سمجھا مجھے اس کشمکشِ دام سی کام

مانگین اوس طفل سے کیا سیبِ ذقن کا بوسہ
پختہ کارونکو نہین اہلِ ہوسِ خام سی کام

گالیان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجھکو ہے اوس مستِ می آشام سے کام

اوسکے کوچے مین اب نجا بیٹھینگے ہم
صبر کو اپنے آزمائین گے ہم

اسلیے ہے تلاش مجنون کی
اپنا قصہ اوسے سنائین گے ہم

خوف ہے اپنے ضعف سی یہ ہمین
نازکیونکر ترے اوٹھائین گے ہم

غم یہی ہے تو ایک نالے مین
ہفت افلاک کو جلائین گے ہم

دیکھہ ای دل سوالِ وصل نکر
وہ جو بگڑے تو کیا بنائین گے ہم

کھنچتے ہین دامِ زلف دکھلا کر
سیکڑون مرغِ دل پھنسائین گے ہم

بجھ رہین سینکے تیغ کا پانے
اپنے دلکی لگے بجھائین گے ہم

ہے اگر الفتِ کمر مین یہ ضعف
دو ہی دن مین نظر نہ آئین گے ہم

بے حجابی پسند ہے اوسکے
جامِ پر جام اوسے پلائین گے ہم

ہین وہ وحشی کہ حشر کر دین گے
اپنی زنجیر اگر ہلائین گے ہم

اوسکے در پہ جبین یہ رگڑین گے
خطِ تقدیر کو مٹائین گے ہم

اوسکے رخ سے کہین دیکھنے والے
آنکھہ خورشید سے ملائین گے ہم

ہر طرح وصل اوس سے ہے منظور
آپ جائین گے یا بلائین گے ہم

آنکھہ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان ای واسطی لڑائین گے ہم

شوق یوسف مین لگا یوی زلیخا کہین
آو ہم تم سر بازار تماشا دیکھین

ہوشیاری نے پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت
کب مصیبت سی چھڑائی ہمین سودا دیکھین

ای پری حور او تر آئے اگر جنت سے
آنکھ اوٹھا کر نہ تیری عاشق شیدا دیکھین

زور ہے چلنے کا نہین رستم و سہراب کا بھی
آگے اوس ترک کے آنا ہو اگر آ دیکھین

ہے یقین پھر نہ رہے دیکھنے کو بینائی حسن
کبھی آئینہ تو یہ آئینہ سیما دیکھین

نظر آتا نہین کچھ بے بصری کے باعث
دیدۂ دل ہو جو بیدار تو کیا کیا دیکھین

ارنی کہتے ہین دیدار کے طالب ہین بہت
اپنی طاقت تو ذرا حضرت موسیٰ دیکھین

حرف قم مُنہ سے نہ نکلے یہ اوڑین ہوش و حواس
نبض بیمار محبت جو مسیحا دیکھین

کان بہولونکے ملی دیدۂ نرگس ہمکو
کیا نہین گلشن آفاق مین ہم کیا دیکھین

نقد جان کی ہے طلب خنجر جلّاد کو روز
کب تلک سر سے ہمارے یہ تقاضا دیکھین

پہونکدین دلکو جو نالان نہ رہے الفت مین
ہمسے کیونکر ہو کہ ہم سر پہ بلا دیکھین

قبر سے حشر مین اوٹھنا تو پڑیگا لیکن
ہمسے ہوگا کہ رخِ مردم دنیا دیکھین

کیا تماشا ہے کہ داغون سے چراغان ہین ہم
شمع رو دور کھڑے رہ کے تماشا دیکھین

دل کو اولجھن سے ہے جگر مُنہ کو چلا آتا ہے
کب عیان ہوتی ہی صبح شب یلدا دیکھین

ماہ شعبان ہین ای ابرو قاتل دکھلا
کہ تجھے دیکھ کے ہم سبزۂ مینا دیکھین

ارنی مُنہ سے نکالین نہین پڑتی جرأت
جو نہ ہو قابل دیدار اوسے کیا دیکھین

شہر سے تنگ بہت آئی ہین ای جوشِ جنون
کوئی جنگل کوئی وادی کوئی صحرا دیکھین

واسطی سینہ پر داغ ہی اپنا گلشن
اپنی خاطر کہ وہ آئین تو تماشا دیکھین

حال ابتر ہو تو گیسوی رسا بن جاؤن
جسقدر عشق مین بگڑو نہین سوا بنجاؤن

نامہ بہیجے جو طلب کا مجھے وہ غیرت گل
اسقدر جلد چلو نہین کہ ہوا بنجاؤن

آنکھین تلوون سے تو ہر گام ملون وقت خرام
کاش مین راہ مین نقش کف پا بنجاؤن

بیٹھتا ہے تری دیوار پر آکر ہر صبح
زاغ کو مدّ نظر ہے کہ ہما بنجاؤن

ساتھ چھوڑوں نہ کبھی ہمبیس میں محبوبوں کا
وہ اگر نکہت گل ہوں میں صبا بنجاؤں

مر کے عشق لب جانبخش کا جا سکے نہ اثر
خاک ہو جاؤں جو میں خاک شفا بنجاؤں

اہل د ... جو کریں طعن میری عسرت پہ
زرد خجلت سے ہوں ایسا کہ طلا بنجاؤں

زیب معشوق رہے مد نظر صد مو میں
جل کے سرمہ ہوں تو میں پس کے حنا بنجاؤں

گھٹ کے وہ بھی یہ تن زار ہوا ہے تو کیا
کاش ہوس شوخ کا میں بند قبا بنجاؤں

مشق فریاد سے مقصود دل مجنوں ہے کہ میں
گردن ناقہ لیلے کا درا بنجاؤں

فائدہ کیا ہے جو گھر بیٹھے ہوئے جلتا ہوں
کاش میں شمع مزار شہدا بنجاؤں

اے فلک کوئی تو ہو ننگ تکلف حاصل
رخت شادی نہ سہی شال عزا بنجاؤں

نہ پھیرے روئے توجہ تری جانب سے کبھی
تو جو کعبہ ہو تو میں قبلہ نما بنجاؤں

واسطی دل کو ابھی تک تو ہے شاہی کی ہوس
کوچۂ فقر میں ہو بیٹھوں تو گدا بنجاؤں

شعر اسبندش مضمون کمر کیا جانیں
عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانیں

وصل کا دن بھی کبھی آئیگا یا جائیگی جان
جیا ہنسنے والے ترک نفع و ضرر کیا جانیں

زندگی تنگ ہے فقط گردش ایام کا غم
ساکن زیر زمیں شام و سحر کیا جانیں

دشت گردی سے جدا گوشہ نشینی ہے جدا
خانہ پرور دۂ آرام سفر کیا جانیں

کیوں نہ بیدرد میرے اشک بہا بیٹھیں
جوہری جو نہوں وہ قدر گہر کیا جانیں

رخت و عریاں ہیں انکی ہی دیوانوں کو
ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانیں

اہل ہستی ہیں کہاں واقف احوال عدم
جو وطن میں ہیں وہ ایذائے سفر کیا جانیں

دعوی عشق ہے بیجا ترے رخسار و دہن سے
یہ ملاحت نہ نمک شمس و قمر کیا جانیں

خبر باغ قفس میں ہمیں صیاد سے کیا
پھول لائے کہ نئی نشو شجر کیا جانیں

جب نظر کیجیے چشموں سے بہے پانی جاری
رو کے تا اشک میرے دیدۂ تر کیا جانیں

نیک جو ہین وہ نہین صحبت بد سے واقف
اہل مسجد کسی خمار کا گھر کیا جانین

عیش و آرام کے طالب ہین مجازی عشاق
مزۂ زخم دل و داغ جگر کیا جانین

گرچہ پیری نے بنایا ہی مجھے خاکستر
گرمیان وہ ہین جنہین برق شرر کیا جانین

واسطی دام و قفس سے نہین واقف ہم تو
باغ مین رہتے ہین صیاد کا گھر کیا جانین

نیرنگی سے ہے جام جہان بین سے تماشا دلمین
کہ نظر آتی ہے ہر دم نئی دنیا دلمین

ادب حسن نے ہونے نہ دیا بوس و کنار
وصل کی شب بھی رہی دل کی تمنا دلمین

ای اجل اور بھی دو روز مجھے مہلت دے
دیکھہ ظالم ابھی ارمان ہین کیا کیا دلمین

اوڑ کے پہونچونگا مین کچھہ اوسکی گلی دور نہین
پر نکل آئینگے ہو شوق تو پیدا دلمین

ایسا آسان نہین بیمار محبت کا علاج
کچھہ نہ کچھہ سوچکے آئے ہین مسیحا دلمین

کیا عنایت ہے خدا کی کہ یہان جیتے جی
ہے خیال رخ و قد جنت و طوبی دلمین

آبلے پاؤن مین جتنے تھے وہ سب پہوٹ گئے
ای جنون پر ہی وہی تھا جو پہپولا دلمین

خال مشکین کا تصور نہین جاتا ہے کبھی
داغ سودا بھی ہی مانند سویدا دلمین

غمزہ و ناز مناسب نہین میرے آگے
جا ہی معشوقۂ دنیا کی نہین جا دلمین

کسقدر ہمکو ہی الفت جانان ہے عزیز
تن مین جان آنکھہ مین پتلی ہی سویدا دلمین

مے سے گو جام ہمارا ہے تہی مثل حباب
ہے جگہ اپنی دل ساقی دریا دلمین

پاس آتے نہین ہرگز مین بلاتا ہون ہزار
نہین معلوم کہ وہ سوچتے ہین کیا دلمین

ہون وہ درویش کہ ہے ہاتہ مرا گو تنگ
وہ تونگر ہون کہ ہے وسعت صحرا دلمین

یاد گیسو مین جو لی سانس تو خوشبو آئی
مشک نافہ ہے الہی کہ سویدا دلمین

یاد اللہ کی ہے احمد و حیدر کا خیال
کعبہ دلمین ہے نجف دلمین مدینا دلمین

واسطی کیسے شرف حق نے مجھکو دیے
خلقت پاک ہوئی عہد شہ عادلمین

فرق پیری سے ہوا بے تاب و توانائی مین
چاہیے بیٹھے رہون گوشۂ تنہائی مین

اپنے سایہ سے بھی رم کرتا ہے وہ رشک پری
وحشت ایسی ہے کہان آہوے صحرائی مین

چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارہ کی صنم
پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین

بیخرد تجکو دوتا کہتے ہین ای زلف رسا
سرمو فرق نہین ہے تری یکتائی مین

رخصت سجدہ تو دربان سے تری در پہ ملا
ای صنم کسکو تامل ہے جبین سائی مین

مجھکو کیا کام نہ زندہ مرا مردہ وہ کرین
فرق آجائیگا اعجاز مسیحائی مین

شہر والونکے جو ہاتھون سے اوٹھائی ہین ستم
عمر کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین

یاد آیا جو ہمین اوس سے لپٹ کر سونا
صبح تک نیند نہ آئے شب تنہائی مین

تری رخسار کا ہے ایک جہان پروانہ
شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین

رشک ہے سینۂ پر داغ سے میرے اسکو
داغ بیوجہ نہین لالۂ صحرائی مین

کبھی کہتا ہون سر بزم جو اوس سے کوئی بات
ہنسکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین

کسنے دکھلا کے یہ جلوہ ہمین بیچین کیا
پڑگیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین

حضرت شیخ جو پڑھتے ہین لگا کے عینک
اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین

کب مین رونا نہین گھر دیکھکے اوس سے خالی
ایک دریا سا بھرا رہتا ہے انگنائی مین

واسطی صحبت احباب سے ہے اپنی تو حیات
کسطرح خضر بسر کرتے ہین تنہائی مین

وہ دل ہی کوئی دل ہے کہ جسمین تو نہین
کسکام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہین

کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین
غم تو یہ ہے کہ تیغ تیری سرخرو نہین

جب تک کہ ہو خموش دہن مین کلام ہے
کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین

عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای قمر
آئینے کی نظر مین میری آبرو نہین

سنبل کو تیری زلف سے ہے کیا مناسبت
یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہے یہ بو نہین

کہلائیگا وہ پیر مغان کا مرید کیا
جسکو نصیب بیعت دست سبو نہین

ای گل ترے گلے مین ہین جبتک کہ ہم گلگیر
گلشن کو کیا بہشت کی بھی آرزو نہین

انکار غائبانہ سے ہے قاتل کو قتل سے
کیا جان ہی کبھی تو مرے روبرو نہین

کسکی نگاہ لطف سے مسجد سے ہے میکدہ
خالی شراب سے کوئی ظرف وضو نہین

دیوانہ ہو رہا ہون مین پہنچ ہین بیڑیان
جسدن سے ہاتھ یار کا طوق گلو نہین

آنکھونسے دیکھی ہو نہ جدا ای خیال یار
تیرے سوا کسی کی مجھے آرزو نہین

ناصح ہو تیری پند و نصیحت مین کیا اثر
آگاہ ذائقہ سے محبت کے تو نہین

گذرین ہزار رنج نہ نکلے زبان سے آہ
عادت گلی کی ہمکو شکایت کی خو نہین

رونے مین ہے خیال جو گیسوی یار کا
در نجف کیطرح کس آنسو مین مو نہین

آئینے کیطرح سے جو رکھتے ہین دلکو صاف
ہین دوست نیک و بد کوئی اونکا عدو نہین

اتبک اثر نہ تونے کیا دلمین یار کے
ای اشک کچہ نظر مین تری آبرو نہین

فصاد ترکرے تر انشتر زبان خشک
اتنا بھی ضعف سے مرے تن مین لہو نہین

رہتا ہے کیف بادۂ الفت سے مست یہ
کچہ واسطی کو حاجت جام و سبو نہین

یارونکی برخلاف جو صحبت ہی اندنون
ہمکو پسند گوشہ عزلت ہی اندنون

اوس آفتاب حسن سے جو فرقت ہی اندنون
ہر روز مجکو روز قیامت ہی اندنون

ظاہر ہی بات بات سے اک شورش جنون
مائل کسی پہ ہی یہ طبیعت ہے اندنون

حاصل ہوتی ہی وصلت محبوب سیم تن
ہاتہ اپنا اور دامن دولت ہے اندنون

قصہ تمام لیلی و مجنون کا ہو چکا
میری تری جہان مین شہرت ہی اندنون

اوس لب کا بوسہ کم نہین آب حیات سے
ہم بھی خضر ہین موت سے فرصت ہی اندنون

دل کیون نہ شاد ہو کہ وہ لکھتے ہین خط پہ خط
ہر دم نزول آیہ رحمت سے ہے اندنون

آتنک کے یار راہ سے پھرتا ہے اولٹے پاؤن
برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون

کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو
ناساز دشمنونکی طبیعت سے ہے اندنون

فصل بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام
ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت سے ہے اندنون

آواز ناو نوش سے ایسے بھرے ہین کان
ناصح کی ناگوار نصیحت سے ہے اندنون

جام و سبو ہین سبزہ ہے ابر سیاہ ہے
گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہے اندنون

باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز
کیا دشمنونکی سست طبیعت ہے اندنون

گھر میکدہ مین سامنے ساغر شراب کا
قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہے اندنون

سایہ ہے جہان کی فکر غم ہجر واسطی
آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحت حسن ملیح مین
اس سے نمک ہی میری کلام فصیح مین

جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمد ہے
باقی ہے گفتگو تو صبیح و ملیح مین

کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب
مضمون درج ہے یہ حدیث صحیح مین

قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدہر گیا
کانٹے پڑے ہین پیاس سے حلق ذبیح مین

آسان پسند اونکی طبیعت ہی نامہ بر
کہنا ذرا پیام زبان فصیح مین

کیسا مرض گذر ہو جو قبر حسین پر
خاصیت شفا ہے غبار ضریح مین

سب جانتے ہین اوسکی کمر کا نشان نہین
انکار کیا کرے کوئی امر صریح مین

اتنا ہی اونکو میری ملاقات کا ہی شوق
ہوتی ہی نذر چند ہتی ہین جیلو صریح مین

کیونکر ہوا یک صعف لب و چشم واسطی
سے ہے تفرقہ مزاج علیل و صحیح مین

جب سے ہے پابند زلف جانان ہون
کیا کہون کس قدر پریشان ہون

کبھی خندان کبھی ہین گریان ہون
ایسے جون برق ہون کہ باران ہون

اٹھو آؤ مری عیادت کو
کوئی دم کا مین اور مہمان ہون

ای بتو سچ ہے دعوی الفت
جھوٹ کہتا نہین مسلمان ہون

ان جفاؤن پہ خامشی تا چند
ای پری مین بھی آخر انسان ہون

کسکو پروا ہے سیر گلشن کی
خود گل داغ سے گلستان ہون

ای فلک مجھکو چشم کم سے نہ دیکھ
ذرۂ آفتاب تابان ہون

سیب فردوس بھی ملی تو نہ لون
طالب بوسۂ زنخدان ہون

ناز بیجا وہ مجھسے کرتے ہین
جنکی مین دوستی پہ نازان ہون

جمع ضدین امر مشکل ہے
وہ تو کافر ہے مین مسلمان ہون

کسکی تصویر آگئی ہے نظر
شکل تصویر مین جو حیران ہون

مجھسے بچتی ہی خلق آفت مین
کشتی نوح وقت طوفان ہون

دوستون کا مین دوست ہون ولیکن
دشمنون کا مین دشمن جان ہون

خود ہون بد پر ہون ہر دونکی پناہ
دشت مین سایۂ مغیلان ہون

واسطی گمرہی سے کیا واقف
مین تو سیدھا سا اک مسلمان ہون

ذرہ ہی افشان کی نہین زلف بت بے پیر مین
اوڑتی پھرتی ہین یہ پریان خانۂ زنجیر مین

موت آتی عشق ابروی بت بے پیر مین
ڈوبتا ہون قلزم آب دم شمشیر مین

بے کمر تھی بی دہن تھی وہ کھنچی جب شبیہ
دو جگہہ قرطاس سادہ رہگیا تصویر مین

قید مین بھی بسکہ اون آنکھو نکا رہتا ہی خیال
دیدۂ بادام ہین حلقے مرے زنجیر مین

ہوگیا اوس زلف پر چین تک جو میرا دسترس
کشور چین آگیا بالکل مرے جاگیر مین

وصف خط سبز مین جسوقت کھلتی ہی زبان
طوطیونکو بند کر دیتا ہون مین تقریر مین

آب بھی باہر نہین باقی ہم ای قاتل نہین
فلس ماہی ہین کہ جوہر ہین تری شمشیر مین

کھینچتا ہی اوس حسین کی تو جو ای مانی شبیہ
صرف رنگ وہی یوسف چاہیی تصویر مین

دولت دیدار روٹے گی ہماری چشم شوق
تنہ چھپائی لاکہہ قاتل دامن شمشیر مین

جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان
چھپ رہا ہوتا شگاف خامۂ تقدیر مین

وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی
جان تازہ پڑگئی ہر پیکر تصویر مین

چاہتی ہی یاد اوس ترک کی وقت نماز
سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین

کیا لکھون تعریف مین اوس گیسوی پر پیچ کی
پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین

حاجت رنگ حنا کیا تجھکو ای ناوک فگن
دست و پا گلرنگ کر خون تن نخچیر مین

بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی
اسم اعظم مرتضے کا نام ہے تسخیر مین

خیر کیسی الفت زلف بتان پیری مین
بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین

جب لگا کرنے مین اونکی زلف پیچان کی ثنا
پڑ گئی لکنت سی گتھی رشتۂ تقریر مین

کھینچتے ہین جب ہمارے چشم گریان کی شبیہ
ڈوب مرتے ہین مصور قلزم تصویر مین

نا قبول خلق ہون ایسا جو مین بنتا ہون تیغ
خون اوتر آتا ہی چشم جوہر شمشیر مین

تیرے دیوانے کے آتی ہین جو زندان مین قدم
شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین

اشک خون رویا اگر مین کرکے اوس ابرو کو یاد
بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین

ہاتھ سے آئے کسطرح جو شی مقدر مین نہو
ہوگئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین

جان دیتے ہین بتونکی زلف پیچان پر جو لوگ
حشر کے دن آئینگے جکڑی ہوئے زنجیر مین

رنگ لایا دیکھ ای قاتل مرا خون سیاہ
بنگیا یہ سرمہ چشم جوہر شمشیر مین

سو کی دہو ڈالون کا مین تیری مرقع کو تمام
دیکھکر آنکھین بہا مانی مری تصویر مین

حسن کی کشور کی دی تجکو خدا نی سلطنت
شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین

کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا تجھکو ہدف
ہوگیا پانی کا قطرہ گل کی پیکان تیر مین

کاتب تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب اولٹی لکھی میری خط تقدیر مین

بارہا جو کر چکے تفسیر قرآن مجید
رہ گئے عاجز کلام یار کے تفسیر مین

موت اگر آئی تو آئی کربلا مین واسطے
ہون اگر مدفون تو صحن روضۂ شبیر مین

اوسکے دیدار کی پیری مین بھی امید نہین
ہو چکی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین

آب شمشیر ہے یا آب بقا ہے قاتل
کون کشتہ ہے کہ جو زندۂ جاوید نہین

کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہے یان زیست کی امید نہین

کیون نہ ہم مست ہون احوال جہان سے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغر جمشید نہین

بیٹھتا ہے کبھی گانے کو جو وہ مہ طلعت
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبۂ ناہید نہین

کوئی سفاک سے کیا خاک پھریگا قاصد
خط تو لکھا ہے جواب آنے کی امید نہین

یار کے گلشن عارض مین ہین ہر رنگ کے گل
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین

شجر فکر کے یہ تازہ مضامین ہین ثمر
کیون نہ پھل لائی کہ یہ سرو نہین بید نہین

چھوٹی کرتی ہین ثنا اوسکے کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین

تو وہ ہے سینۂ صد چاک تری تیرون کا
کس جگہ دیکھہ تو سوراخ نہین چھید نہین

واسطی زیست کا دنیا مین سمجھ سا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اس ستم پر خطر روز جزا ہی کہ نہین +
آخر ای بت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین

ای طبیبو مجھے للہ بتا دو اتنا
مرض عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین

روز کہتا ہے کیطرح مین تو ہون قربان تجھ پر
محض مجھہ سے تجھے ای ماہ لقا ہی کہ نہین

ای فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدے یہ بجا ہی کہ نہین

تو کہان اور حسینونکی کہان گرمی بزم
ای سپند اب یہ اوچھلنیکی جا ہی کہ نہین

میرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہون مین
تیر غیرون پہ لگاؤ یہ خطا ہی کہ نہین

تازکرا ہی کمرِ یار نہ بار سے یکیے پہ +
یہ تنِ زار مرا تجھ سے سوا ہی کہ نہین

دعوے حسن نکر دیکھہ تو آئینہ مین گو
دوسرا تجھسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشت وحشت سے یہ کانٹونکی صدا آتی ہی
تر کرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہے کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی ہے تجھے ہمچشمی کا +
دیکھہ نرگس تری آنکھون مین حیا ہی کہ نہین

کمرِ یار ہے غائب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہے کہ نہین

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہے کہ نہین

کرتا ہی غیر نشانہ اوسے لطف دلستان مین
پان درد ہو رہا ہی ہر ایک استخوان مین

ہین مرغ خوش نوا ہم اس گلشن جہان مین
جھگڑا پڑیگا بیشک صیاد و باغبان مین

اوس گل کو دیکھنے ہم آتے ہین اس چمن مین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ و ہما کی ہی ہمکو کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوان مین

جائینگے ساتھ لیکر زاہد کو میکدہ مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنان مین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بنا کر
تیرونکے پر کٹے ہین چلّے نہین کمان مین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسونکی گہر کو
شمع قمر ہے روشن فانوس آسمان مین

ہین صورت چراغان داغون سے دونون پہلو
پروانہ دل اپنا جلتا ہے درمیان مین

کرتے ہین باغبان کی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ اوسکی پوچھینگے ہم خزان مین

تعریف گلرخونکی وردِ زبان ہی ہردم
منہ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیان مین

دیوانہ ہو نہین ایسا بازار مین جو آیا
شہرہ ہی فی غل مچایا حداد کی دکان مین

پیاسی ہری لہو کی ہر دم ہی تیغ قاتل
جوہر نہ انکو سمجھو کانٹے ہین یہ زبان مین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتے ہین ہم عدم سے
قالب ہی اس جہان مین روح اپنی اوس جہان مین

وہ تو قفس سے اوڑکر پہلی چمن مین پہونچی
صیاد جانتا ہی بلبل ہے آشیان مین

خط سیہ نے چہرہ اوس گل کا چھپا لیا ہے
داخل ہوا یہ کافر کس راہ سے جنان مین

فرقت کی شب لگائی کیا تیر آہ ہمنے
انجم نہین پڑی ہین سوراخ آسمان مین

ای واسطی جو اوسنی شمشیر ناز کھینچی
تجھ سے منچلے جو عاشق ٹھہرے وہ امتحان مین

روز آ آکر ہوا دامن کی دی جاتا ہی کون
آتش سودا نہین معلوم بھڑکاتا ہی کون

مہر و مہ کی آئینے مین پیش نظر لاتا ہی کون
کوئی بے روشنگر نہین تو انکو چمکاتا ہی کون

کوئی گل ہی زرد کوئی سرخ کوئی ہی سفید
باغ مین نیرنگیان قدرت کی دکھلاتا ہی کون

کوئی قاتل مین بظاہر تو نہین ہے کوئی لاگ
پھر خدا جانے اودہر کھینچے لیے جاتا ہی کون

کشور حیرت کی ساکن زندہ ہین محشر تلک
گل میان گلشن تصویر مرجھاتا ہی کون

کون جانے ابر کی پردہ مین ہی کون اشکبار
برق کی جامی مین کیا معلوم جلاتا ہی کون

ماہ پھرتا ہی جو مثل ہالہ مہتابی کی گرد
رات کو جلوہ لب بام آکی دکھلاتا ہی کون

دشت وحشت کو چلے ہین ساتھ مجنون اور ہم
شرط بدکر دیکھیے دونون مین بڑھ جاتا ہی کون

خط مرے پہونچے تو اوسنے تنگ ہوکر یہ کہا
روکو یہ کاغذ کے گھوڑے روز دوڑاتا ہی کون

سیکڑون صیاد ہین پر کیا اسیری کی امید
صید لاغر ہون مین مجکو دام مین لاتا ہی کون

ہم ہین حق پر ہی یہ ہفتاد و دو ملت کو خیال
محفل عالم مین اپنی سی نہین گاتا ہے کون

کوی جانان سی امید رجعت قاصد نہین
ملک ہستی سی عدم کو جاکی پھر آتا ہی کون

بیخودی چھائی ہی کچھ ایسی کہ ناصح تھک چکا
ہوش اتنا ہی نہین ہمکو کہ سمجھاتا ہی کون

قطع امید اپنے مذہب مین دلیل کفر ہے
غافلو لاتقنطوا قرآن مین فرماتا ہی کون

مین ہوا سائل تو اوسنے یہ تجاہل سی کہا
دیر سے در پر مری دیکھو تو چلاتا ہی کون

وادی غربت مین سرگردان ہین کیونکر نہ ہم
خضر بہی ہمسے خفا ہین راہ بتلاتا ہی کون

اہل دنیا ان بنا پہ جھگڑتے ہین عبث   چار دن کا ہی یہ میلا جا کی پھر آتا ہی کون
کس سے مانگین کسکی در پر جائین کرینکو سوال   ہم فقیرون کا بہلا تیری سوا داتا ہے کون
مہربان جتنی ہین سب تا زیست ہین ہمسایہ حال   فاتحی کو بہی کسیکے قبر پر آتا ہے کون
خاصۂ اکسیر کے بوٹے کا رکھتا ہی وہ گل   ڈہونڈہتی ہین سیکڑون لیکن اسی پاتا ہی کون

ابر نیسان پنجۂ مژگان نہین گر واسطے
روز موتی اشک کی دامن پہ برساتا ہی کون

سوزشِ عشق سی بیتاب رہا کرتا ہون   آدمی ہو کے مین سیماب رہا کرتا ہون
بیقراری ہی مری شدت گریہ مین ہی   آب مین ماہی بے آب رہا کرتا ہون
ضعف پیری سی گریبان مین نہین سر میرا   صرف سجدہ تہِ محراب رہا کرتا ہون
تاج سے مجکو نہ مطلب ہے نہ مجکو لی سی کام   تارک عالم اسباب رہا کرتا ہون
سہے کسیکے رخ پر نور کا او سپر جو گمان   محو نظارۂ مہتاب رہا کرتا ہون
گرد پھرتا ہون کسی قلزم خوبی کی مدام   دور مین صورت گرداب رہا کرتا ہون
ذبح ہو جانیکا یہ شوق ہی فرقت مین مجھے   وارد مسلخ قصاب رہا کرتا ہون
تیرے دانتون کی مضامین کے ہی ہر وقت تلاش   طالب گوہر نایاب رہا کرتا ہون
ہے سفر مین خبر اہل وطن کا جو خیال   خواستگار خط احباب رہا کرتا ہون
چاہتا ہون کہ تری نرگس میگون پیہون   طالب جام مئی ناب رہا کرتا ہون

واسطی فاتح خیبر کا جو ہون دلسی غلام
فوج اعدا پہ ظفر یاب رہا کرتا ہون

اوسکے کوچے مین خاک جاؤن مین   ایمجنون آپ مین تو آؤن مین
تاب اگر دیکھنے کی لائے کوئی   اپنے داغ جگر دکھاؤن مین
ہین ناسمجھے لوگ ناشنوا   نالۂ دل کسے سناؤن مین

اب خنجر سے ملے جو قاتل سے
اپنے دل سے کے لگی بجھاؤن مین

نالے کرتا جو باغ مین جاؤن
عندلیبون کے ہوش اوڑاؤن مین

دل جو لیتا ہے لے وہ دزد حنا
ہون سخے آنکہ کیا چھپاؤن مین

تنگ ہون سخت ناتوانی سے
کیونکر اوسکے ستم اوٹھاؤن مین

جی مین ہے کہ سکے زلف مین شانہ
بات بگڑی ہوئی بناؤن مین

واسطی دل ہے خونِ فرقت مین
لب سے کیا جام مے لگاؤن مین

روتا ہون سوز دل سی محبت اضطراب مین
رنگِ اثر نہین کبھی اشک کباب مین

ہے عکس روی یار کا جام شراب مین
آتا ہے آفتاب نظر آفتاب مین

کیا کیا اوٹھائے رنج امید ثواب مین
دشمن بھی مبتلا نہو ایسے عذاب مین

کیا دشمنِ قریب سے دلکو مرے ضرر
کب زخم تیغ موج سے ہے فرق حباب مین

ای شہسوارِ حسن فلک سے ہے ترا سمند
مطلق نہین ہے فرق ہلال و رکاب مین

کیا سوز دل سے عنصر آب بھی ہوا ہوا
پانی جو اب نہین مری چشم پر آب مین

دیکھے گلونکو نرگس مخمور سے جو یار
خاصیتِ شراب ہو پیدا گلاب مین

دیوانہ اک پری کا رہا مین تمام عمر
کیا ڈر حساب کا مجھے روز حساب مین

لازم ہے دل مین یاد ہو حسنِ ملیح کی
شامل نہو نمک تو مزہ کیا کباب مین

فرز دیا سوال نکیرین کا جواب
مطلق زبان رکی نہ سوال و جواب مین

کیا احتیاج کشتی مے کی ہے ساقیا
غوطے لگا رہا ہون مین بحر شراب مین

تھا قصد گفتگو کا بہت اونکے سامنے
نکلا نہ کچھ زبان سے مگر اضطراب مین

اللہ رے تیری عارض پر نور کی ضیا
یہ روشنی کہان ہے مہ و آفتاب مین

زاہد کو می پلاؤ ہمین ہو سکے مین منع نہ مجھے
منظور ہے کہ کچھ تو ہو داخل ثواب مین

ہے برج سنبلہ مین گذر آفتاب کا ۔ یا روی یار گیسوے پر پیچ و تاب مین

کس شمع رو کو قصد ہے دریا کا واسطی
ہے روشنی ہر ایک مکان حباب مین +

دیکھا جو عکس زلف کا جام شراب مین ۔ افعی نظر پڑا قدحِ آفتاب مین
بے یار رو رہا ہون جو بزم شراب مین ۔ ہر سمت تیرتی ہے لطا بادہ آب مین
یہ بھی ہے اوسکی چھیڑ کہ قاصد یہ ہو عتاب ۔ قرطاس سادہ بھیجدیا ہے جواب مین
بھبتی کہی یہ عارض و بہاے یار پر ۔ کوزے ہین قند کے ورق آفتاب مین
آتا ہے یہ خیال حسینون کو دیکھکر ۔ ہم بھی اسیطرح کبھی تھے شباب مین
ساقی ہے میکدے مین بھی برسات کا سمان ۔ شیشے مین ہے شراب کہ بجلی سحاب مین
یارب نہانے کے بحر مین کون اپنی گھر گیا ۔ موجین ہین بیقرار نہین دم حباب مین
غش سے بچو نکتا کبھی تیرا مریض عشق ۔ تیری عرق کی بو جو نہوتی گلاب مین
مسجد سے واعظون نے نکالا سمجھ کے مست ۔ قصدِ ثواب کرکے پڑے ہم عذاب مین
دفتر ہزار ہا یم رحمت مین دہو گئے ۔ فردین مرے گناہ کی ہین کس حساب مین
عاشق ہون ایک گل کا جو قاتل ہی قصد قتل ۔ لازم ہے تجھکو تیغ بجھانا گلاب مین
وہ آسمانِ حسن حسین ہین کہ ہر سحر ۔ منہ دیکھتے ہین آئینۂ آفتاب مین
یوسف کا اور رنگ ہے زنگی کا اور رنگ ۔ کوئی نہین ہے حسن سے خالی شباب مین
دو چار روزے بھی کبھی زاہد و پیو ۔ دس بیس تک گنا نہین ہین حساب مین
وقتِ کلام بیدہنی کا ہے اون کو عذر ۔ ہے بات لاجواب کہین کیا جواب مین
بوسون کو گنتی گنتے شمار اونکو آگیا ۔ مشتاق ہوگئے ہین وہ ابتو حساب مین

کیا احتیاج دیدۂ بیدار واسطی
کس رات دیکھتے نہین ہم اونکو خواب مین

دل ہے خود مردہ تیری بیداد کی حسرت کا نہین
کشتۂ سیماب کو جلاد کی حاجت نہین

صورت طاؤس میرے بال و پر گلدام ہین
صید ہونیکو میرے صیاد کی حاجت نہین

خار صحرا لیتی ہین ہر گام یہان تلووں کی فصد
ای جنون کچھ نشتر فصاد کی حاجت نہین

کہدو شیرین آئینہ مین دیکھ لی روئی صبیح
بھر جوی شیر کچھ فرہاد کی حاجت نہین

ہے بجز زلف شانہ لین دل صد چاک کا
گلرخان کو شانۂ شمشاد کی حاجت نہین

چرخ لے لیتا ہے خود ظالم سے مظلومونکی داد
دادخواہون کو یہان فریاد کی حاجت نہین

بادہ خوارون مین سلیقی سے ہوی ممتاز ہم
عالم مجلس کی لیے اوستاد کی حاجت نہین

کر چکا پیدا جو تجھکو خود یہ صانع نے کہا
ہو چکا مطلب بس اب ایجاد کی حاجت نہین

کہدو ظالم سے یہان مرغوب ہے حبس دوام
قید کرتا ہے اگر میعاد کی حاجت نہین

ہون وہ عریان قطعہ لکھو نہین قبول انہین حرف
ہمکو ہرگز خلعت اوستاد کی حاجت نہین

گل ہمارے داغ ہین شمشاد اپنا نالہ ہے
کچھ ہمین سیر گل و شمشاد کی حاجت نہین

کیون سفارش کرتی ہین پیر مغان سے ہی لوگ
مرد غیرت دار ہون امداد کی حاجت نہین

کھینچتی ہی کلک تصور سی یہان تصویر یار
واسطی کچھ مانی و بہزاد کی حاجت نہین

شہرے عالم مین جو حضور کے ہین
مجتمع لوگ دور دور کے ہین

کیا چمکتے ہین کان کے پتے
برگ گویا نخل طور کے ہین

مہر و مہ دیکھ لین تو گرد پھرین
اسکے ابرون بازوون پہ نور کے ہین

غم کے راتین کٹین بحمد اللہ
مل گیا یار دن سرور کے ہین

چاہتے ہین کہ گھر بہشت سے بنے
منتظر ایک رشک حور کے ہین

اچھے ہین یا برے خدا جانے
جیسے ہین بندے ہم حضور کے ہین

ساقیا ہم سے مے عزیز نکر
ہم تو قابل سفے طہور کے ہین

غرق آفاق چشم تر نے کیا / قہر طوفان این تنور سے کے ہین

بنکے نقشے جو مٹتے ہین ہر روز / کٹکنے سارے یہ حضور سے کے ہین

کب ہے دہشت سزای عصیانکی / بندے ہم ایزد غفور سے کے ہین

واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

کوچۂ یار سے اوٹھنے کو تو ہم اوٹھتے ہین / بیٹھ جاتا ہے مگر دل جو قدم اوٹھتے ہین

یون نکلتے ہین مرے سینے سے نالے شب بھر / جسطرح ماہ محرم مین علم اوٹھتے ہین

حضرت عشق نے یہ زور دیا ہے ورنہ / کس سے یہ کوہ غم و درد و الم اوٹھتے ہین

دل کو اک بوسہ پہ کسطرح مین اوس شوخ کو دون / دام اس جنس گرانمایہ کے کم اوٹھتے ہین

کشت امید کو سیراب کرین تو جانین / روز آکے ترے ای ابر کرم اوٹھتے ہین

منتظر بیٹھے ہین محشر کے بڑی دیر سے ہم / دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اوٹھتے ہین

دیکھتا ہون تیرے چہرے کو جو ای حور لقا / لطف نظارۂ گلزار ارم اوٹھتے ہین

ابتو بیٹھے ہین ترے کوچے مین ہم خاک نشین / خاک سے کب صفت نقش قدم اوٹھتے ہین

بے خبر اپنے فقیرونکی ذرا ای شہ حسن / ضعف ایسا ہے کہ بستر سے بھی کم اوٹھتے ہین

اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا / کیسے ان ظالمونکے دست ستم اوٹھتے ہین

بعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی / دشمن و دوست کے تابوت بہم اوٹھتے ہین

واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین تیرے
واسطی ذائقۂ شعر عجم اوٹھتے ہین

جہان سے دل یہ خدایا اوٹھائے بیٹھے ہین / تجھی پہ لو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین

یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی / لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہین

اونہین کے واسطے روز جزا ہے خلد مین گھر / جو چھاونی ترے کوچے مین چھائے بیٹھے ہین

چلے گی خاک تیری بزم مین شرارت غیر | کہ ہم شریر کا پہلو دبائے بیٹھے ہین
کہے یہ اوس سے کوئی جا کہ گہری باہر آ | کئی غریب تیری در پہ آئے بیٹھے ہین
خفا ہین کس پہ او تیرنا ہنین سے ہے جو غصہ | حضور کس لیے تیوری چڑہائے بیٹھے ہین
بہرا ہے شوق مین تیر و سنکے صید گاہ اوسکا | کئی گہری ہین سکئے چارپائے بیٹھے ہین
فقیر ہو گئے ہین بادشاہ سبہے تجہپر | بہبوت اپنے بدن پر لگائے بیٹھے ہین
فروغ مہر کہین زیر ابر چہپتا ہے | عبث وہ چہرے کو اپنی چہپائے بیٹھے ہین
کریم کون ہے تمہارے رہینگے کیا محروم | جو آسرا تیرے در پر لگائے بیٹھے ہین
نصیب ہوگے تجلی اوہنین فقیرون کو | جو کوہ طور پہ دہونی رمائے بیٹھے ہین
ذرا تو آنکہ اوٹہاؤ نقاب چہرے سے | کہ جان عاشق شیدا لڑائے بیٹھے ہین
سما سے ہے پاؤن جو پہیلا ہین سامنی سبکے | کہ ہاتہ ساری جہان سی اوٹہائے بیٹھے ہین

کمال فقر سی ہے واسطی یہ حال اپنا
کہ نقش حرص کو دلسی مٹائی بیٹھے ہین

آئی نظر وہ چاند سے تصویر خواب مین | کیسی چمک گئی میرے تقدیر خواب مین
کرتا ہون جب مین عرض کب آئیگی میری گہر | کہتا ہے ہنس کی وہ بت بے پیر خواب مین
غفلت مین دیکہتا ہون حسینون کی صورتین | پریون کو کر رہا ہون مین تسخیر خواب مین
بیداری مین یقین ہے نظر آئے وہ حسین | یوسف نی دی ہی خوابکی تعبیر خواب مین
مژگان یار کا جو تصور تہا شام سے | تا وقت صبح مجہ پہ چلے تیر خواب مین
مر جانے کا ہے جنکو گمان بے شعور ہین | قائل ہین تیرے کشتۂ شمشیر خواب مین
کیا آئیگا نظر کوئی معشوق نوجوان | طالع ہین میرے ای فلک پیر خواب مین
کہتی ہین خامشی جسے غفلت کی ہی دلیل | کب ہی زبان کو طاقت تقریر خواب مین
آتا ہے اوسکی زلف کا جس شام کو خیال | تا صبح دیکہتا ہون مین زنجیر خواب مین

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آئے گی
بیکار ہے اگر ملے اکسیر خواب مین

تعبیر ہے وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
دی ہے کسی نے پھر مجھے تحریر خواب مین

وحدت پسند وہ ہوئین بڑا اون بھی اگر
نکلے زبان سے نعرۂ تکبیر خواب مین

اطفال سوتے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خواب مین

سوتا تو در پہ یار کے لیکن یہ خوف ہے
ڈالے خلل نہ گردش تقدیر خواب مین

تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہے
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خواب مین

ادراک ہے نہ فہم نہ سننا نہ دیکھنا
ای واسطی ہے موت کی تاثیر خواب مین

چبھ گئے ہین دل مین یون تیرونکے پیکان سیکڑون
میزبان ہے ایک اوسکے گھر مین مہمان سیکڑون

طفل بھی ہین عاشق رخسار جانان سیکڑون
جا کے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون

دیکھتا ہون مایل رخسار جانان سیکڑون
ہین جہان مین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون

دشت وحشت کے درازی کی نہین کچھ انتہا
پرزے دامن ہو گئے ٹکڑے گریبان سیکڑون

کیسکے کسکے دست بدعت سے بچاؤن اپنی جان
ایک مین مجرم ہون میرے دشمن جان سیکڑون

خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کر دیا
مصحف رخ سے ہوئے ہندو مسلمان سیکڑون

کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہ وش
ہو گئے اس خاک کے پردے مین پنہان سیکڑون

نوح کی صورت اگر ہون نوحہ گر بیجا نہین
اوٹھتے ہین بیٹھے بٹھائے مجھ پہ طوفان سیکڑون

وہ صریر کلک اپنی ہے کہ جسکے سامنے
ہو گئے ہین بند مرغان خوش الحان سیکڑون

درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون

پشت لب پر یار کے نکلا نہین ہے خط سبز
بیٹھے ہین طوطی کنار آبحیوان سیکڑون

قید خانے سے نکل سکتا ہے کب قیدی کوئی
در پہ بٹھلاتے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون

تجکو بھی لازم ہے ای دل کعبۂ ابرو کا طوف
بہر حج کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

دیکھیے جبن گھونٹن روی یار کی تصویر ہے
ایک قرآن سے ہوئے عالم مین قرآن سیکڑون

مرگ کی مرحلی یا تیغ اوس سفاک کی
ہوگئے مجموعۂ ہستی پریشان سیکڑون

معرکہ آرا قلم کیسا ہے اپنے سامنے
واسطی جیتے ہین ہمنے ایسے میدان سیکڑون

زنا دبادہ کش ہوئے رائین بدل گئین
رندی سے اتقا کی بنائین بدل گئین

شکر خدا کہ فصل گل آئی گئی خزان
رت پھر گئی چمن کی ہوائین بدل گئین

وہ گل گیا جو باغ سے چھپے یہان تلک
مرغان خوشنوا کی صدائین بدل گئین

بدبخت وہ ہون مجکو لبا ہے اگر ملے
طوطی کیطرح آنکھہ گھٹائین بدل گئین

پرہیزگار پیر مغان کے ہوئے مرید
فصل بہار آتی ہے رائین بدل گئین

بیمار ہجر اوسکے تو پرستار مر گئے
اللہ رے انقلاب قضائین بدل گئین

دکھلائے کچھ تو عشق نے تاثیر واسطی
رحم و کرم سے اوسکے جفائین بدل گئین

بجا ہے داغ الفت کا جو ای مجنون ترے دل مین
تامل سے جو تو دیکھے یہی لیلی ہی محمل مین

نہین ہے تیغ پر خم جلوہ گر یہ دست قاتل مین
ہلال عید ہے روز شہادت چشم بسمل مین

اوٹھائے جور دربان کے پہونچین اوسکی محفل مین
خلش آسان خار راہ کی ہی شوق منزل مین

طلب ہونگے جو وہ محشر مین عاشق ساتھ جائینگے
گذر ہے شمع کے ہمراہ پروانونکا محفل مین

ہوئے مدفون تو رہزن کیطرح دزد کفن آیا
ہوئے جامے سے باہر ہم مسافر پہلی منزل مین

تعجب کیا اگر معشوق عاشق سے گریزان ہو
ٹھہرتا ہے کوئی بحر روان آغوش ساحل مین

شہادت سے رہے محروم قتل عام مین اتبک
ہمارے خون کا جوہر نہین شمشیر قاتل مین

بلاتے ہین جو ہم شب کو عبث آزردہ ہوتے ہو
طلب ہوتی نہین ہے شمع روشن دن کو محفل مین

قضا نے محضر خون یہ بنا سرخی سے لکھا ہے
ہمارے خون کی چھینٹین نہین دامان قاتل مین

ہمارے بخیہ مژگان تر نے یہ سیے لخت
کہ موجون کیطرح سو چاک ہین داماں ساحل مین

نہین کچہ احتیاج روشنی مستونکو ای ساقی
چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین

عدم سے آکے ہستی مین نہو آرام کا طالب
بجز ایذا کہان ہرو کو راحت قطع منزل مین

شگفتہ شد ... گل ہو غنچہ تصویر کیا ممکن
نہین کہلتی سہے ہرگز جب گرہ پڑ جاتی ہے دل مین

وہ مجنون ہون کہ سمجہا مسئلہ دور و تسلسل کا
مقدر نے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین

ترے مشتاق کو اے گل کرین پابل تو ہم جانین
شگوفہ چہوڑنا آتا ہے پہولونکو عنا دل مین

ترا وحشی جو طوق حلقہ گرداب سے نکلا
میان بحر موجون نے اوسی جکڑا سلاسل مین

رہی حسرت نہ وقت نزع بہی وہ دیکہنے آئی
ہوا بی روح تن ارمان دلکی رہگئی دل مین

کرینگے واسطی میری مدد بہی قبر مین آ کر
علی مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اوس حور لقا کی اگر آئے دل مین
سیر فردوس نظر آئے فضای دل مین

ہہے وہ مختار ہمین یاد کرے یا نکرے
کسطرح کوئی کرے دخل پرائی دل مین

اہل غم سے ہی مجہے رشک وہ غمدوست ہون مین
غم عالم کو جگہہ دون جو سمائی دل مین

پہر کہی فتنہ عالم یہ پڑے اسپنے لگاہ
درد پہر اوٹہنے لگا بیٹہے بٹہائی دل مین

کب نہان پردہ فانوس مین رہتا ہے چراغ
داغ کیونکر کوئی الفت کا چہپائے دل مین

سیر کرتے ہوئے گلیونمین پہرا کرتے ہو
اسطرف بہی کبہی آجاؤ جو آئے دل مین

غم و اندوہ کے اوترے ہین مسافر اتنے
کہ کہین جا نہین باقی ہی سرائے دل مین

یار کے مصحف رخسار کے حافظ ہین ہم
کہی آئی ہین زبان پر کبہی آئے دل مین

رات دن ہجر مین شعلے جو اوٹہا کرتے ہین
آگ ہے آگ سہے شاید کہ بنائے دل مین

واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہم کو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہمائے دل مین *

بہار آئی جنون کا جوش ہی صحرا کو جاتے ہین
بگولی لینے آئی ہین چلین آہو بلاتے ہین

بڑے بیرحم ہین پر رحم وہ اتنا تو کہاتے ہین
کہ اپنے بسملون کو تیغ کا پانی پلاتے ہین

بہار آئی نہین جہوٹی خبر مجہکو سناتے ہین
سمجہتا ہون کہ یہ صیاد بی پر کی اوڑاتے ہین

تمہاری زلف پیچان کو جو داغ دل کہاتی ہین
فسونگر ہین چراغ آگی وہ کالی کی جلاتے ہین

طرف کعبی کی جائین یا سوی بتخانہ ہم دیکہین
خدا پہلے بلاتا ہی کہ بت پہلے بلاتے ہین

بتان سنگدل سے دل لگانا سخت غفلت ہے
عبث ہم ہاتہہ پتہر کی تلی اپنا دباتے ہین

سبو می جی ہین ظرف ضو پیالہی زاہد کو
مثل سچ ہے کہ خیر اپنی قدح کی سب مناتے ہین

نمک افشانیان دیکہی تو کوئی ان حسینون کی
ہماری زخم ہنستے ہین تو اونپر مسکراتے ہین

جنازی دیکہکر ستی ہین ہم یارونکی کہتے ہین
چلو تم آگی آگی ہم بہی پیچہی پیچہی آتے ہین

وہی لطف و غضب اونکا ہی بہر بعد مرنی کے
چڑہا کر پہول تربت پر وہ تیوری بہی چڑہاتے ہین

اوٹہا سکتے بار الفت کیا فلک پشت خمیدہ سے
ہمین ہین وہ کہ یہ بار گران سر پر اوٹہاتے ہین

بہلا ان ناصحون کو فایدہ کیا ہی نصیحت سی
زبان اپنی تہکاتی ہین ہمارا مغز کہاتے ہین

خدا حافظ کہ پہر آتی ہی شامت تیرہ بختون کی
سنا ہی آج پہر آنکہون مین وہ سرمہ لگاتے ہین

عزیزون نے کیا ثابت میرا مرنا حسینون پر
دم یٰسین جو مجہکو سورہ یوسف سناتے ہین

گران عکس در دندان کا مالا ہی جو سینی پر
کمر اونکی لچکتی ہے قدم رک رک اوٹہاتے ہین

ابہی اوٹہ جائین گی کعبہ نشین گر ہین خفا ہمسی
برہمن ہمکو بت دیر مین ہمکو بلاتے ہین

نہین بیوجہ اونکا بیٹہنا در پردہ چلمن مین
ابہی کم سن ہین شرماتی ہین ہمسی منہ چہپاتے ہین

تصور یار کا ہر وقت ہی کنج قناعت مین
کہین ای واسطی ہم اندنون آتی نہ جاتی ہین

بظاہر گو کہ دہبا لگ گیا اپنی طریقت مین
مگر عشق بتان بہی حق پرستی ہی حقیقت مین

مین دیوانہ اگر آؤنگا نالان یا دقامت مین
قیامت اور برپا ہو گی صحرای قیامت مین

شب وصلت مین بهی هر گهڑی گهبراکی کہتی هین
پنچهیڑ دو ورنه فرق آجائیگا خوا سلامت مین

کسی خمی کو هی میری طرح کب درد کی لذت
نمک مینی بهرا هی اپنی هاتهون هر جراحت مین

رها اندیشه همکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ
بسر کی زندگی تاریک شبهای فرقت مین

یهان ضعف و نقاهت سی نهین هے بات کی طاقت
ملک کس سی کرینگی پرسشِ اعمال تربت مین

طبیعت پائی هی همنے بهی ابراهیم ادهم کے
فقیری کا مزه باقی هی همکو ملک دولت مین

یه رنگ بیخودی چهایا که بهولا یاد لیلی کے
قدم مجنون نی جب رکها میری صحراے وحشت مین

نظر کرتی نه تهی یا هوتی هین اب هم سخن همسے
خدا جانی که کیا بات آگئی اونکی طبیعت مین

کرین بهلی دل اپنا صاف اهل شرع سے کهدو
صلوة و صوم مین بیکار فرق آئی جو نیت مین

ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوه و غمزه
سراپا سحر رکها هے خدا نی اوسکی خلقت مین

نه اوٹها اونسی هرگز جو اوٹهایا بار عشق اسنے
مگر انسان زیاده هی فرشتو نسی بهی طاقت مین

مثل سچ هی نهین رهتا هی قت اور بات رهتی هی
وهی هی دوست کرتا هی جو شرکت رنج و محنت مین

هوا کرتی هین اپنی کام مین هشیار دیوانے
گلی مین یار کی دهونی لگائی هی وحشت مین

خدا زر دی تو کچهه راه خدا مین چاهیے دینا
خیال انجام کا انسان کو لازم هی فراغت مین

پس دیوار مین اسے واسطی تا نی نهین کرتا
خلل ایسا نهو پڑجاے اونکی خواب راحت مین

هزار درسے هم اوسکے اوٹهائی جاتی هین
قرار دلکو نهین اسپه جائے جاتی هین

مقام کون تها مشکل جهان نه ٹهرا هین
ابهی تلک وه مجهی آزمائے جاتے هین

هوا یقین که چهپ کر گئے تهے غیر کے گهر
که چهیڑتا هون مین جون جون وه پائی جاتے هین

جواب دے چکے تم قطع هو چکے امید
نهین نهین جو در دولت په آئی جاتے هین

مکان دل سے غم و درد هونگی کب رخصت
یه میهمان تو کلیجے کو کهائے جاتے هین

موا هی کیا کوئی عاشق یه سوگ هے کسکا
چهڑے اوترتی هین جوشن بڑهائی جاتے هین

ہزار بار کہا ناصحو خموش رہو ۔ وہ مانتی نہین اپنی ہی گائی جاتے ہین
طبیب دیکہ کی بولا مریض الفت کو ۔ کہین جہان مین مردی جلائی جاتے ہین

ترا ہی کام ہے اے واسطی تحمل عشق
کہین پہاڑ کسی سے اوٹہائے جاتے ہین

نہین اپنا دل پرداغ قیدی اوسکی کاکل مین ۔ لگا ہی پہول لانے کا یہ گویا شاخ سنبل مین
لہو روئی ہی ایسا اشتیاق وصلت گل مین ۔ کہ مثل برگ گل رنگین ہی پردہ چشم بلبل مین
میری نزدیک تو ای باغبان اس موسم گل مین ۔ زر گل کی مناسب بہیجنی ہی پای بلبل مین
پہٹی جاتی ہین پردی کان کے لیکن ہین گل خندان ۔ اثر رکہا عجب اللہ نے فریاد بلبل مین
لگایا ہاتہہ گلچین نے اگر بہولی سی ہی گل کو ۔ یہ چلائی کہ چٹکی لگ گئے آواز بلبل مین
ہوئی حاجت گزک کی جب چمن مین بادہ خوارے ۔ کباب اوس گل نی بلبل کی لگا کے آتش گل مین
ہوا ہی باغ عالم کچہہ اگر انصاف پر آئے ۔ لپیٹا جائیگا بلبل کا مردہ اطلس گل مین
عذاب جان عجب الفت ہی ان ہرجائیونکی ۔ شکایت کرتی ہین اب تک فرشتی چاہ بابل مین
وہ اپنی اشک طوفان زا ہین جسکی ایک لطمی سے ۔ برنگ موج پڑتا ہی تزلزل آہنی پل مین
ذرا سی چشم پوشی مین ہزارون ہو گئی بسمل ۔ نئی جوہر ہین ای قاتل تیری تیغ تغافل مین
نہ چہوٹیگا نہ چہوٹیگا کبہی دل عشق مژگان سے ۔ پہنسایا ہی مجہی تقدیر نی موذی کی چنگل مین
وہ بحر حسن بحر غسل پہر سے ساتہہ اگر آئے ۔ کرو نہین سجدۂ شکرانہ محراب در پل مین
نہین جاتا تصور حلقہای زلف جانان کا ۔ بسر ہوتی ہی اپنی عمر اسی دور تسلسل مین
نہین ہی عیش خالی غم سی اس گلشن ہستی مین ۔ بہار آتی ہی پہر صیاد آیا فکر بلبل مین
پڑا ہی عکس اسمین کسکی چشم مست کا ساقی ۔ کہ کیفیت زیادہ ہو گئی ہے نشۂ مل مین

رہائی واسطی دام بلا سی سخت مشکل ہے
پہنسا ہی یہ دل شامت زدہ سودای کاکل مین

کب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین | کب مرا طائر دل طائر سیماب نہین

بے سبب آتش فرقت سی مین بیتاب نہین | دل پرسوز کم از طائر سیماب نہین

ہون وہ میکش مجہی کافی ہی مرا شیشۂ دل | ساقیا کچہ بط مے مین پر سرخاب نہین

کسقدر ہی تیری رخسارہ روشن مین چمک | چودہوین رات کو یہ جلوہ مہتاب نہین

آپ کا منہ ہی کہ خاموش مین رہجاتا ہون | ورنہ اغیار کی باتون کی مجہی تاب نہین

جو شگفتہ نہو کیا اوس سے ملاقات کا لطف | قابل سیر نہین سبزہ جو شاداب نہین

تیغ قاتل کے تلے کیون ہی جہان سر بسجود | عقل حیران ہی کہ یہ کعبے کی محراب نہین

کام ہمجنس کی آتا نہین ہمجنس کبہی | ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین

روز و شب کیون مجہی رکہتا ہی فلک چکر مین | ای جنون کچہ مین بگولا نہین گرداب نہین

کیون یہان روز گلی کٹتی ہین جانبازون کی | کوچہ یار اگر مسلخ قصاب نہین

یا خدا کیون اسی گردش ہی سبب کیا اسکا | بحر الفت مین سفینہ مرا گرداب نہین

ہی مرا خانہ تاریک بہی ظلمات مگر | ونکو خورشید نہین رات کو مہتاب نہین

آتشین رخ کو تیری دیکہہ کی کیا دل ٹہرے | قایم النار کسے طرح یہ سیماب نہین

تو ہی حامل کیطرح صاحب تسخیر سے ہے کیا | ہی پری شیشے مین ساقی یہ می ناب نہین

وصل کو تیرے سمجہتا نہین مین خواب و خیال | خواب مین بہی ہی کہتا ہون یہ کچہ خواب نہین

واسطی رونیکو پہلے مین ہنسی سمجہا تہا
اب یہ رونا ہی کہ آنکہونمین میری آب نہین

موجۂ باد بہار سے اگر آ جاتے ہین | دل مین دیوانون کی اک آگ لگا جاتے ہین

دل کا احوال جو کرتا ہون بیان مین اونسے | سنکی اس کان وہ اوس کان اڑا جاتے ہین

رات بہر غش مین پڑی رہتی ہین بیمار تیرے | صبح کی وقت کبہی ہوش مین آ جاتے ہین

کون پہولون کی نظاریکا ہی ہمسا مشتاق | ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

دل کی تسکین کے لیے طالب دیدار تیرے ۔ آنکھ دیوار کے روزن ہی لڑا جاتے ہین
واعظون کی مجھی کسطرح سی صحبت ہو پسند ۔ مغز بک بک کی مرار وز یہ کہا جاتے ہین
تیغ نالہ کبھی کرتا ہون جو فرقت ہین بلند ۔ دب کے خورشید و قمر چوٹ بچا جاتے ہین
ہون وہ پیاسا طلب آب جو ہوتی ہی مجھے ۔ سب حباب لب جو آنکھ چرا جاتے ہین
روند کر خاک میرے پای حنا بستہ سے ۔ چادر گل وہ سر قبر چڑہا جاتے ہین
روبرو آتی ہوئے ہی او نہین ہر چند حجاب ۔ شکر ہے خواب مین تو شکل دکہا جاتے ہین
کیا طبیعت مین بجے ہی کبھی آتے ہین اگر ۔ ترچھیان وہ مجھی دو چار سُنا جاتے ہین

واسطی ملتی ہے فرصت تو زیارت کے لیی
طرف روضۂ محبوب خدا جاتے ہین

کیون بار بار جاؤن نہین کوی یار مین ۔ مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین
کیا دل کا ذکر الفت دندان یار مین ۔ سوراخ ہے دل گہر آبدار مین
نازک دماغ کون ہے ہمسا کہ بعد مرگ ۔ عالم ہے بو ہی گل کا ہماری غبار مین
ابرو ہے اوسکا کلفت دل کی سبب نہان ۔ رویت ہلال کے نہین ہوتی غبار مین
پوچھو نہ حال کچھ دل صد پارہ دیکھ لو ۔ آئینہ شکستہ ہے میرے کنار مین
مانند سرو گلشن آفاق مین ہین ہم ۔ رہتا ہے ایک حال خزان بہار مین
اوس بت سی وصل ہو تو تعجب کی جا نہین ۔ کسکو ہی دخل قدرت پروردگار مین
بعد فنا جو ساتھ دل بیقرار ہے ۔ کیا خاک چین آئے گا ہمکو مزار مین
رو کر کیا ہے مجھکو میری چشم تر نے قید ۔ باندہا ہے جسم زار کو اشکون کی تار مین
مارا ہے ہمکو لالہ رخون کے فراق نے ۔ مردہ بھی دفن ہو تو کسے لالہ زار مین
حاجت چراغ و شمع کے کیا ہی سر مزار ۔ داغون کی روشنی ہی ہماری مزار مین
پوچھو نہ ہمسے دل کا خیال بتان مین حال ۔ بت آرہے ہین خانۂ پروردگار مین

دکھلا وے اہتو شکل کہ مانند آئینہ
آنکھین ہوئین سفید غم انتظار مین

ساکت جو پیشوا ہو تو کیا اوس سے فایدہ
تسبیح کا امام نہین ہے شمار مین

امید اوسکی آنے کی کیونکر ہو واسطی
آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیسا کہ تیرہ گھر ہے مرا انتظار مین
ہوگی نہ اسطرح کی سیاہ ہے مزار مین

کہاتے ہین داغ یادِ رخ گلعذار مین
سودا چمک گیا ہے ہمارا بہار مین

سو گل شگفتہ ہون چمنِ روزگار مین
وہ گلبدن ہے ایک ہین کہ ہزارون [?] مین

کلفت زدون کو دیکہہ ذلت کی آنکھ سے
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

کہولے گا اسکو آکے کلید ہلالِ عید
روزہ جو قفل ہے دہن روزہ دار مین

نالے ہمارے توپ کے گولون سے کم نہین
کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین

ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہے آجتک
نامہ لکہا ہے یار نے خط غبار مین

اب بہی جگر کے داغ سے شعلے بلند ہین
کیونکر فرشتے آئینگے اپنے مزار مین

حافظ خدا ہے بال و پرِ عندلیب کا
پہولے ہین گل کہ آگ لگی ہے بہار مین

ثابت کرین جو خط مین وہ قاصد کوئی خطا
کہدیجیو کیا ہے رقم اضطرار مین

چکرا رہا ہے شعلہ جوالہ کے طرح
داغ فراق اپنے دلِ بیقرار مین

تہا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا
ڈہونڈ ہا کیے ہزار فرشتے مزار مین

ہو یاد چشم مست کی ہمراہ رخ کا دہیان
ساقی ہے لطف بادہ کشی کا بہار مین

گیسو مین اوسکی پہنسکے ہین خوش عاشقون کی دل
ہین مست بوی مشک سے آہوے تتار مین

ہے یاد زلف یار سے یہ ابرو واسطی
طاؤس کا ہے جلوہ دل داغدار مین

مر کے آرام مجھہ آوارہ کو دی خاک مین
آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک مین

ہو کے غافل نہ کبھے ابلق ایام سے بیٹھ
شہسوارون کو دکھاتا ہے یہ چالاک زمین

دور کر دیگا گناہون کو میرے گریۂ شرم
پاک ہو جائیگی باران سے یہ ناپاک زمین

آج قبضے مین جو اسکے ہی تو کل اوسکی پاس
حق تو یہ ہی کہ کسی کے نہین املاک زمین

بیٹھ رہنے سے جہان پاؤن حوادث سی نجات
کوئی ایسی نہین ملتے تہ افلاک زمین

نیک و بد اپنی ہی اعمال سے ہوتا ہی بشر
پاک مسجد کی ہے میخانہ کی ناپاک زمین

سر پہ ہے موت فلک قتل پہ باندھی ہی کمر
منتظر گور لگائی ہوئے ہے تاک زمین

دل جو ڈوبے تو ملے کوچۂ جانان کا پتا
غوطہ کہائے تو ہوی بحر کی پیراک زمین

دفن ہو کر جو مرا لاشۂ عریان تڑپے
پھٹ کی صد جا سے ہی جامۂ صد چاک زمین

ناتوانی سے کہان جسم کا باقی ہی نشان
دفن ہونگا تو دبائی گی مجھی خاک زمین

واسطی خوف یہ رونی سی مجھے رہتا ہے
غرق کر دے نہ مرا دیدۂ نمناک زمین

ماہ کو کرتا ہے چاندی مہر کو زر آسمان
کوئی پیر کیمیاگر ہے مقرر آسمان

مین ٹھہر جاؤن تو پھر یہ بھی ٹھہر جائی ابھی
میرے چکر کے سبب کہاتا ہی چکر آسمان

بادشاہ فقر ہون میرا یہی ہی تخت و تاج
پاؤن کے نیچے زمین ہی اور سر پر آسمان

سبز کیا ہو غیر پامالے میری کشت امید
منہ کے بدلے روز برساتا ہی پتھر آسمان

ہین وہ نادان جو مے عشرت کی رکھتی ہین امید
دیکھ لین اہل زمین اولٹا ہی ساغر آسمان

ہے ترقی پر میرے پائی جنون کا آبلہ
آج سے ہے گنبد تو کل ہوگا یہ بڑھکر آسمان

چشم مہر اوس مہر کی میر کیطرف ہونی تو دو
پھر ستاتا ہے مجھی دیکھون تو کیونکر آسمان

ہین ہمارے پاس بھی اوس کیطرح داغ مہر
کیا دکھاتا ہے ہمین مہتاب و اختر آسمان

منہ مین تب پڑتا ہے لقمہ کاسۂ سائل کیطرح
جب حریصون کو پھرا لیتا ہی در در آسمان

خاک ہی میرے اوڑھا کرتی ہین اکثر گرد باد
مر گئے پر بھی مجھے دیتا ہے چکر آسمان

ایک نالہ ہی جو فرقت مین کرون ولیسی بلند
گر پڑے پہٹ کر یقین ہی آسمان پر آسمان
ماہ نو دیکہا جو ہجر یار مین ثابت ہوا
قتل کرنے کے لیی لایا ہے خنجر آسمان

واسطی کس مہروش کو صید ماہی کا ہی شوق
ہین ستارے مچہلیان دریای اخضر آسمان

بات کب بے سروپا کہتے ہین
ہم تو زلفون کو بلا کہتے ہین
مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون
اونسے پوچہو تو وہ کیا کہتے ہین
دم نکل جاسے غم الفت مین
ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین
کعبہ رو یون کیطرف مائل ہے
دل کو ہم قبلہ نما کہتے ہین
کسکی طاقت ہے کہ دی اونکو جواب
جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین
آئے سب وعدہ وہ میرے گہر مین
اسکو تائید خدا کہتے ہین
وہ ہے دیتے ہین ہمین داغ پہ داغ
جسکو ہم ماہ لقا کہتے ہین
ماسوے اللہ نہین ہے کوئے
اس سے ہم بت کو خدا کہتے ہین
لن ترانی کے سوا کچہہ نہ کہا
اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین
ہے وہ ہی سجدہ گہ اہل نظر
جسکو نقش کف پا کہتے ہین

واسطی چہوڑ بتون سے الفت
تجہکو دیندار برا کہتے ہین

قتل کر ڈالین سبے مجہے مہندی لگا کر ہاتہہ مین
یہہ ستمگر کیون لیی پہرتی ہین خنجر ہاتہہ مین
جیتے جی ہی یار کے زلف معنبر ہاتہہ مین
حشر مین اوٹہین گے ہتکڑیان پہنکر ہاتہہ مین
سنکے مجہہ دیوانہ خو سی شکوہ خط جبین
کہتے ہین سر پہوڑ اپنا لیکے پتہر ہاتہہ مین
نا قبول خلق ہون ایسا کہ دون جسکو مین دل
پہینکدی اس جانب ناقص کو وہ لیکر ہاتہہ مین
بد کی باندہی جان کی چوپڑ جو کہیلی یار سے
داؤ گون پانسے پڑی ہارا کیا ہر ہاتہہ مین

جوش وحشت مین نہین ملتی جو لڑکے راہ مین
پھوڑتا ہون خود سر اپنا لیکے پتھر ہاتھہ مین

دولت نظارۂ معشوق پاسکتا ہے کب
منہ تو دیکھے آئینہ لیکر سکندر ہاتھہ مین

ہی نہایت شعلہ ور رو آتش رنگ حنا
چھلیان کیونکر نہ بنجا ئین سمندر ہاتھہ مین

اے پری زیورنی تیرے مجھکو دیوانہ کیا
ہتکڑی پہنے جو دیکھے حلقۂ زر ہاتھہ مین

ہجر جانان مین ملون ایسی کف افسوس مین
محو ہون جتنی لکیرین ہین برابر ہاتھہ مین

بسملون کے استخوان کٹتی ہین تل تھا مثل موم
تیز ہے کتنی چھرے اللہ اکبر ہاتھہ مین

دیکھکے پھولون کو ہم سمجھے کہ اس گلزار مین
اونکو آتی ہے ہنسی رکھتی ہین جو زر ہاتھہ مین

ہجر ساقی مین جی گلگون لہو سے کم نہین
ہے ہتیلی کا پھپولا ہے کا ساغر ہاتھہ مین

قتلگاہ سوز الفت مین ہین ہم مانند شمع
رکھتے ہین ہر وقت کٹنی کی لئیے سر ہاتھہ مین

جسم مین اپنے تپ غم سے حرارت ہی کمال
وقت گلبازی نہ کیونکر گل ہوا اخگر ہاتھہ مین

رقص مین جب ہاتھہ اوٹھاتی ہین مین تاہون قتل
نہیچون کا کاٹ رکھتے ہین ستمگر ہاتھہ مین

چاہیئے صورت کوئی تسکین خاطر کی لئیے
ہو تصور دلمین یا تصویر دلبر ہاتھہ مین

کل تلک تھا تاج دولت جنکی سر پر واسطی
آج وہ کاسہ لیے پھرتی ہین در در ہاتھہ مین

ثابت ہوا کہ تجھسا جہان مین حسین نہین
ہو وجہ آپ سے میری چین جبین نہین
جو چیز لکھنؤ مین نہین ہے کہین نہین

جس دل مین نقش نام ترا امی حسین نہین
ہان ہان نہین پسند تمہارے نہین نہین

قاصد سے ہو قصور جو کوئی تو کیا عجب
انگشتری تو ہے مگر اوسمین نگین نہین

ہنستا ہے کیا لیے دل صد چاک پر میرے
سب ہین بشر یہان کوئی روح الامین نہین

جاتا کہان حوادث عالم سے بھاگ کر
بے چاک دیکھ لے کہ تیرے آستین نہین

کیونکر پھرین جہان مین نہ مر مرکے ترے
کس جا یہ آسمان نہین یہ زمین نہین
گر زنیب کو میر سے رونی سی کر بہر زمین نہین

کس سے علاج ہو سکے تیری مریض کا | روئے زمین پہ جیسے گردون نشین نہین
خالی ہے جسم دل سے سراپا اس یار کے | یہ بھی عجب مکان ہے کہ جسمین مکین نہین
نفرت رہی جہان مین رفعت سے عمر بھر | ہون وہ گدا مکان مین میری شہ نشین نہین
وہ زار تہا جو آئے میری قبر پر ملک | سمجھے کہ اس مکان مین کوئی مکین نہین
ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آئینہ | ظاہر کہان جمال جہان آفرین نہین
وہ کون میکدہ ہے جو ساقی نہین ہی خلد | موجود دخت رز ہے اگر حور عین نہین
کلمہ تمہارے نام کا پڑہتا ہون آج تک | یٰسین کی احتیاج دم واپسین نہین
پڑہیے تو میرے نامہ کو مضمون کہیں کا صاف | لکھا قلم کا ہے کوئی خط جبین نہین

دیکھون گا اوسکو دور سے نزدیک واسطی
دل تو ہے میرے پاس اگر دوربین نہین

اول تو مین اوسکو چہپن جاؤن کہ نجاؤن | پہر سوچ یہ ہے جا کے پہر آؤن کہ نہ آؤن
یہ مسئلہ بتلائے اسے مجتہد العصر | اک بت نے ہے اوسی دکہنی جاؤن کہ نجاؤن
دو گام مجھے شوق نکلنے نہین دیتا | پہر چہاؤنے اوسکو چہپن چہاؤن کہ نچہاؤن
ہون دید کا بھوکا مہین الصلا سے کہدو | جب وہ نہ ملے رنج مین کہاؤن کہ نکہاؤن
دیدار دکہا جلد الٹ چہرے سے پردہ | ہے آمد غش ہوش مین آؤن کہ نہ آؤن
ایدل تنک دو شرط سے ہے آیندہ مقدر | سرگشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نہ پاؤن
کہٹراگ ہے بیراگ تیرا ہجر مین مطرب | اپنی سی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نہ گاؤن
انگیا کی جو چڑیا پہ پڑا ہاتھ نہو تنگ | طائر ہے اسی دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

اے واسطی آئے ہین وہ دل توڑ لیکین
ہے سوچ ترحم ہے اسے ڈہاؤن کہ نہ ڈہاؤن

مین تو کہتا تہا کہ اس درد جگر کو کیا کہون | کچھ سنا جا کر کہا کچھ نامہ بر کو کیا کہون

آخر شب وصل میں وہ آ چکے تھے راہ پر
کہ قیامت بول اوٹھا مرغ سحر کو کیا کہوں

یار کو لکھا جو خط جا کر دیا وہ غیر کو
یہ بھی قسمت کا لکھا اب نامہ بر کو کیا کہوں

تھا دہن معدوم سو اوسکو عدم سے دی مثال
سوچتا ہوں اس سے بڑھ کر اب کمر کو کیا کہوں

اوسکے تیغ ابرو و تیر مژہ کو دیکھ کر
دل تو دل تڑپا ہی جاتا ہی جگر کو کیا کہوں

ہو چکے تکرار پردہ رخ سے اولٹا یار نے
کی کمی کسوقت میں اپنی نظر کو کیا کہوں

کھل گئی اوس پر محبت فاش پردہ ہو گیا
ایک دم روکی نہ آنسو چشم تر کو کیا کہوں

بی پڑھے ہی خط یار نے ٹکڑے کیا کیا جواب
نامہ بر کہتا ہے جا کر اس خبر کو کیا کہوں

واسطی ناصح نصیحت کر کے ٹھہرا بے شعور
خود گرائی آبرو اس بدگہر کو کیا کہوں

نہ خوش ہوں سیر گلشن سے جی لگتا ہی جنگل میں
تمنا ہی کوئی قاتل بلائی مجھکو مقتل میں

اوڑائی خاک شہر و میں کبھی جا جا کے جنگل میں
وہ مجنوں ہوں کہ سیکھا کام سب صد مفصل میں

سنو دشنام میں جب اوس لب لعل شکر خا سے
نہ کیونکر شہد کا او ہی مزہ اس تلخ حنظل میں

قری کرتا ہی صوفی بزم میں طاؤس گلشن میں
تماشا رقص بسمل کا ہی قاتل تیری مقتل میں

بہار حسن اوس گل کی بڑہی کی خط نکلنے سے
شگوفہ پھولنا باقی ابھی ہی سبز کونپل میں

ضیا خورشید تاباں کی عیاں ہے چار پردوں سے
چھپاتی ہو عبث تم چہرۂ روشن کو آنچل میں

یقیں ہی ناف آہو بسملوں کی زخم ہو جاتے
شمیم گیسوی مشکیں صبا لائی ہی مقتل میں

نہیں میخانہ کوئی گلشن شاداب ہے ساقی
سیہ بدلی میں بجلی یا مئی گلگوں ہی بوتل میں

یہ کسکی آمد آمد ہے یہ کیا ہنگامہ برپا ہے
ذرا ڈھونڈھو میرا دل کھو گیا ہی آج ہلچل میں

عجب کیا ایک ہی چھوٹی میں سو طوفان برپا ہو
ہوا ہی آنکھ کا پردہ اگرچہ ہو ندیا دل میں

ہوا ہوں پیر لیکن دل نہیں جاتی ہی گرمی سے
بہت پوشیدہ آتش زیر خاکستر ہی منقل میں

اندھیری کوٹھری میں کچھ نظر آتا نہیں زاہد
خدا جانے گری ہی [illegible]

وطن سی دور حاصل ہی جو دولت ہو تو کیا حاصل — تماشا کون دیکہے ہو جو رقصان مور جنگل مین
دیار عشق مین دستور ہین چار ایک سا نالے — تفوق ہی کبہی فرہاد و قیس و وامق و نل مین
میرے ویرانے مین وہ خسرو خوبی جو آجائے — ابہی عشرت کی سامان ہون ابہی منگل ہو جنگل مین
گلستان مین جو وصف عارض گلرنگ مین لکہدون — ورق ہون صرف آٹہون جنتونکی باب اول مین

یہی کہہ کہہ کے دلکو واسطی تسکین دیتا ہون
بلایا ہی اونہین آجائین گی وہ آج ہی کل مین

ہون وہ دیوانہ کہ زندان مین جو گہبراتا ہون — بیڑیان توڑ کے جنگل کو نکل جاتا ہون
تم جو ہوتے نہین پہلو مین تو ہوتا نہین ہوش — تم جو آتے ہو تو مین آپ مین آجاتا ہون
تیرے سمجہانے کی حاجت نہین کچہ اے ناصح — مانتا کب ہے بہت دلکو مین سمجہاتا ہون
شوق رہتا ہے مجہے کسکی ہم آغوشی کا — ہاتہہ پہیلا کے جو ہر بار مین رہجاتا ہون
صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے — دل مضطر کو یہہ کہہ کہکے مین بہلاتا ہون
روش ناز مین اتنا ہی نہین انکو خیال — کسکا سر ہے مین جسے پاؤن سی ٹہکراتا ہون
طاقت دل ہوئی زائل ہے غم فرقت سے — اب جو ناز اوسکے اوٹہاتا ہون دبا جاتا ہون
زاہد و کفر نہین عشق سے کیسے ملت مین — لو مین ایمان محبت کی قسم کہاتا ہون
نہین کرتا ہے کوئی مجہکو ہدف تیر افگن — لاکہہ گوشون مین کمانون کی مین چلاتا ہون
عمر گذری کہ ہون ایذائے مرض سی دلتنگ — نہ اجل آتی ہی مجہکو نہ شفا پاتا ہون
اسکے پہرے کون ٹہکانا ہے مری وحشت کا — بیٹہے بیٹہے تیرے کوچہ سی ہی اوٹہ جاتا ہون
تہین انصاف کرو دلمین تم اپنے سوچو — حرف شکوے کا زبان پر مین نہین لاتا ہون
عمل زشت کی پہونچی ہے یہانتک نوبت — ابتو العفو ہی کہتے ہوئے شرماتا ہون
دل تو دینے کو دیا سوچ کی لیکن انجام — ہاتہہ ملتا ہون خجل ہوتا ہون پچہتاتا ہون
واسطی بیخبری سے نہین اتنی سے ہے خبر — کون ہون مین کدہر آتا ہون کدہر جاتا ہون

کمر وہ بال جسے دیکھنے کی تاب نہین / دہن وہ نقطہ کہ جسکا کہین جواب نہین
ہوئے ہین پیر بغل مین وہ بیحجاب نہین / عیان سحر تو ہوئی ہے پر آفتاب نہین
تمہارے حسن کی دیوان کا بھی جواب نہین / وہ کون شعر ہے اسمین جو انتخاب نہین
سمجھ کے نرگس میگون کے بوسے لیتا ہون / حرام شرع مین جو ہے یہ وہ شراب نہین
کسی لحد مین نکیرین کا ہے اندیشہ / سوال لاکھ کرین وہ یہان جواب نہین
بنے ہین پھول سیہ مستے بہار سے جام / وہ کون سرو ہے جو شیشۂ شراب نہین
کمر سے یہ دہن یار کا اشارہ ہے / تیرا نظیر نہین ہے مرا جواب نہین
گلون کو خشک کیا یہ تمہارے چہرے نے / کہ اب کی سال کہین شہر مین گلاب نہین
امام سبحہ کہین کیون نہ شیخ شہر کو ہم / بزرگ تو ہے مگر داخل حساب نہین
تڑپ رہا ہون کہین نام کو نہین آنسو / طلسم تازہ ہے یہ برق ہی سحاب نہین
ہمیشہ دل مین تصور ہے اوسکی عارض کا / بغل مین ذرے کے کس روز آفتاب نہین
ہزارون ہونگے سوار ہین اونکی شہر پیدا / یہ خیر خواہ اگر ہمرہ رکاب نہین
مجال کسکی ہے یارب کرے جو شکر ادا / کہ نعمتین تیری بیحد ہین کچھ حساب نہین
وہ بادہ کش ہون کہ باران سے شاد ہوتا ہون / ہلال عید سے مجھکو رگ سحاب نہین
شراب کو تیری فرقت مین جانتا ہون لہو / نظر مین آبلہ ہے شیشۂ شراب نہین
کرے جو غیر تیرے رخ کی یاد کیا حاصل / جو گبر حافظ قرآن ہو کچھ ثواب نہین
حیات پیر مغان کی دراز ہو یارب / جہان مین کون ہے اس سے جو کامیاب نہین
ہزار نالہ ہو کون کرے ہزار تو کیا / وہ نغمہ سنج ہون وہ کچھ میرے حساب نہین
رہا نہ زہد مین باقی وہ خشک و تر کا فرق / قدح مین بادہ نہین سیخ پر کباب نہین

شب فراق مین بھی واسطی ہے سخت عذاب
تمام رات ہوئی چشم تر مین خواب نہین

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس کی فانی مین
خیال انسان کو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین درکار کیا امداد غیر اونکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہے چراغ آسمانے مین

تمہاری نالہ کشی بیطاقتی مین رکتی ہین طاقت
فلک سر پر اوٹھا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک گرمی سی گریزان ہون
کہ کاغذ پہنک کر بیکار ہو جاتا ہے پانی مین

لب شیرین کی دونون کھینچی بیٹھے ہین تصویرین
شکر رنجی نہ ہو جاوے کہین بہزاد و مانی مین

جو گل جولا ہے آئین ہمیشہ ہی بہار اوسکے
خزان کا دخل ہو کیونکہ بہر باغ معانی مین

تمہارے شعلۂ عارض مین آئینہ کا عالم ہے
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہے آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سی ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کوئی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار بھی کچھ لطف سی خالی
مزہ موسی کو تھا کیسا صداے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتی ہین یہ اغیار سی کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہنچین گے تو اوس کوچے مین عاشق مر کے پہنچین گے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین احبا ہی ہین اونکی دشمن جانی
بجھے آتش اگر پڑ جاے آب زندگانی مین

نہین ہی بیت وصف تیغ ابرو سی کوئی خالی
تفاوت کیا ہی میرے دیوان مین اور شمشیر خانی مین

پھری سمجھے جو دخت رز کو ہم محذور رکھ واعظ
نہین کچھ سوجھتا انسان کو ایام جوانی مین

خضر نے آب حیوان مین نپایا ہو گا ای ساقی
ملا جو ذائقہ مجھکو شراب ارغوانی مین

جو سنتا ہے ہمارا درد دل آشفتہ ہوتا ہے
اثر افسون کا ہے اے واسطی اپنی کہانی مین

کسی سی دلکو لگا چکی ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکی ہین
سزا محبت کی پا چکی ہین غضب کی صدمے اوٹھا چکی ہین

کھوے جو حور و نسی جا بلین باہر جو لیکی آئی ہین جام کوثر
نہین ہین پیاسا کہ آب خنجر ابھی وہ مجھکو پلا چکی ہین

کسی نی اوسکا پتا نپایا گیا جو کوئی وہ پھر نہ آیا
کوئی کچھ اوسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکی ہین

نہین کی آکر لباس زرین کیا ہی سامان بہر تزئین
کہ کمری کمری مین جا کی قالین ہم اپنی آنکھین بچھا چکی ہین

فلک کو کب ہی یہ دست قدرت زمین کو کب ہے یہ تاب و طاقت
ہمین اوٹھا ئینگے بار الفت کہ ناز تیری اوٹھا چکی ہین

بس اب خرابی ہی لکٹ دلکی نہین ہے شیشہ نہین ہے کہ پہر بہی
لگا کی دانتون مین ہی مسی وہ لب لالی جما چکی ہین

یقین ہی آتی ہوا بے عاری ضرور لینگے خبر ہماری
عبث ہی آنکھون سے خون جاری وہ ہاتھون مہندی لگا چکی ہین

جو مین یہ کہتا ہون اج ہنسی یہ عبث دو داغ تیرے دلکو
تو کہتی ہین وہ چراغ ہم تو خدا کے گھر مین جلا چکی ہین

نہین ہے بیوجہ عشقبازی رسا ہی تقدیر واسطی کی
جو سب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اوسکو صورت دکھا چکی ہین

بے خیال یار زیب خانہ باغ دل نہین
بزم مین دولہ نہین تو رونق محفل نہین

دل وہ ہم رکہتے ہین جس سے ہمکو کچہ حاصل نہین
چاہیے کہنا کہ پہلو مین ہمارے دل نہین

ہو کے بے پردہ نہ بیٹھین آپ زیر آسمان
دیدۂ شمس و قمر دیدار کے قابل نہین

عقل حیران ہے ہماری بزم حال و قال مین
سیکڑون بسمل ہین پر انکا کوئی قاتل نہین

برق آسا سیر ہستی اس دل مضطر کی ہے
استراحت جسمین ہو ایسی کوئی منزل نہین

پار ہو کسطرح بیڑا بسملون کا وقت ذبح
منزلون دریا سے تیغ یار کا ساحل نہین

خوف ہے اتنا نہ اوسکو خون کی تہمت لگی
ورنہ دینا جان کا الفت مین کچہ مشکل نہین

ہو گیا یکجان دو قالب مٹ گیا حرف دوئی
مجہ مین اومین اب تو پردہ ایک بہی حائل نہین

دیکھتا ہون بیشتر مردونکو زندہ خواب مین
غافلون کو زندہ سمجھون اسقدر غافل نہین

عکس ہے میرے سویدای دل پر داغ کا
جلوہ گر اے لالہ رو عارض پہ تیری تل نہین

طالبان نطق سے کرتا ہی ایما وہ دہن +
نقطۂ موہوم ہون تقسیم کے قابل نہین

آپ سے جاتا نہین کوچہ مین اوسکے بار بار
کیا کرون مجبور ہون قابو مین میری دل نہین

جوہر فرد اس سرای دہر مین ہون مین غریب
سب مین شامل ہون مگر مجہ مین کوئی شامل نہین

ہے کڑی باتون سے تیری شیشۂ دل چور چور
کوئی کیا واقف کہ آواز شکست دل نہین

شوق لیجائیگا مجھکو کعبۂ مقصود تک
واسطی کچہ احتیاج رہبر منزل نہین

اوسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین
دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین

ہے بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین
ہے سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین

ساقیا اس میکدہ مین اب مین کر کیا کرون
دختِ رز کیا صاف شیشے کا بھی مجھسی دل نہین

برق سکھلاے ہوی ہے اوس نگاہ تیز کی
ورنہ کچھ ہیرے جلانی سے اوسی حاصل نہین

عشق کے میخانی سے باہر نکلنا ہی محال
کون ہی وہ مست مثل خم جو پا در گل نہین

ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناحق قیس صحرا مین عبث
منزلون ناقہ نہین لیلی یہان محمل نہین

خط جو میرا اوسکو پہونچاتا ہی میرا نامہ بر
کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین

نقد جان حاضر ہے قاتل کو اگر منظور ہو
دست ہمت ہے کشادہ تنگ میرا دل نہین

وادی وحشت عجب صحرای وحشت ناک ہی
خضر کیسا ذکر رہزن سیکڑون منزل نہین

کیا ہوا روشن ہین ہر جانب جو شمعین سیکڑون
تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین

بہر روزی کسلیے در در پھراتا ہے مجھے
ای فلک مین آدمی ہون کاسہ سائل نہین

ہے یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلودہ حرف
ہے قلم میرا گلوے طائر بسمل نہین

فقر کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہے
ہر گدا کو رتبہ ابراہیم کا حاصل نہین

حادثات دہر سے بیخوف ہین اہلِ صفا
سنگ راہِ سیلِ صحرا سمجھتے منزل نہین

ابر ہے فیاض لیکن جابجا ممسک بھی ہی
چشم دریابار کے مانند دریا دل نہین

ایکدن دل کی گرہ کھل جائیگی ای واسطی
حل نہو کوئی تو ایسا عقدہ مشکل نہین

بتون کی الفت مین دل ہی شیدا بھچون تجھے یاد خدا کرون مین
مثل ہی یکسر ہزار سودا جنون کی تدبیر کیا کرون مین

یہ شرط الفت ہی ای ستمگر جفا کری تو وفا کرون مین
ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سی تجھپر فدا کرون مین

دکھا کی چتون چھپا کے منہ کو اپنی عاشق کو رنج تم دو
اجازت ای مہروش اگر ہو نقاب رخ سی جدا کرون مین

گناہ گار نہین ہون سراسر جو بہر قتل آئی وہ ستمگر
جھکا کی محراب تیغ مین سر قضای عمری ادا کرون مین

کبھی ہون حیران کبھی پریشان کبھی ہون گریان کبھی ہون نالان
یہ رنج فرقت کا ای میری جان غضب ہے کب تک سہا کرون

کہان تھا اسنے مجھے پہرایا کہان تھا اسنی مجھے پہنسایا
پس از [illegible] ہی خیال آیا کہ ایسی دل کا چارہ کیا کرون

ہزار سر پر ہو میری آفت ہزار ہو وای صنم مصیبت
اوٹھاؤنگا مین لاکہ رنج فرقت مجال کیا ہے جو مین گلا کرون

یہ مجھکو رغبت ہی ابتدا سی کہ میری عاشق اوٹھائین صدمے
جو صلح غیرونسے تو نے رکہی تو کیون ہمیشہ [illegible] کرون

مٹاؤ دلسے میری کدورت پلاؤ لاکر شراب الفت
یہ زہر آلودہ جام حسرت بتاؤ کب تک پیا کرون

ہوا ہون پہر مین کیسا شیدا ایسا ہی ہوش و خرد نے رستا
بڑہا ہی حد سی زیادہ سودا جنون مین جبر الٰہی کیا کرون

صفائی لازم ہی ایسی مجہسی کہ پہر جدا ہون پری کی تہ سے
یہ آرزو ہی کہ ساتھہ تیری برنگ سایہ پہرا کرون

یہی تمنا ہے واسطی کی مجہی ہو توفیق یا الٰہی
جو میرے حق مین کری برائی اوسیکی حق مین بہلا کرون

فہم انکا نہین ہے اہل سخن کچھ بھی نہین
وہ کمر کچھ بھی نہین ہے وہ دہن کچھ بھی نہین

جنکی نازک ہے طبیعت وہ سمجھتی ہین یہ بات
روبرو اوس گل عارض کی چمن کچھ بھی نہین

غیر کے کان مین کہتے ہین جہک کر کچھ بات
مینے پوچھا تو کہا مشفق من کچھ بھی نہین

پوچھو ہستی مین نہ یاران وطن کا احوال
ہون سفر مین جنہین اہل وطن کچھ بھی نہین

چاہتے ہین جو سخن اوس سے وہ دیوانے ہین
سب لے دہن ہے وہ پری اوس مین سخن کچھ بھی نہین

عمر بھر خاک بدن پر رہی مجھ عریان کے
مر کے بھی حاجت کافور و کفن کچھ بھی نہین

خوش خرامی اسے کہتے ہین کہ تیری آگے
کبک و طاؤس کا دیکھا تو چلن کچھ بھی نہین

باندھ فتراک مین نخچیر کیا ہے جو مجھے
رحم دل مین تیری اے تیر فگن کچھ بھی نہین

آشنا ہے جو تیری نکہت کاکل سے دماغ
اوسکو اے گل طلب مشک ختن کچھ بھی نہین

تختہ سر کا جو کسے گور کا دیکھا ہمنے
زلف و خط عضو بدن تار کفن کچھ بھی نہین

قصد ہے ملک عدم کا مگر اتنا ہی خیال
پاس زاد سفر ای اہل وطن کچھ بھی نہین

کیا سمجھکر ترے گیسو سے اوسے نسبت دون
زلف سنبل مین خم و پیچ و شکن کچھ بھی نہین

آگئی زلف جو رخ پر ہوا عالم تاریک | ہے وہ اندھا جو کہے چاند گہن کچھ بھی نہیں

واسطی اس سے نہ دنیا ہے نہ عقبیٰ حاصل
شاعری کہتے ہیں سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہیں

سر قتل عاشق باوفا تمہیں کب تہا کہ جواب نہین
یہی آرزو یہی مدعا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

کبھی پاس آکے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھنا
یہ غرور حسن شباب کا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میری نہ پوچھنا
یہ جفا و جور کا حوصلا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

جو نگاہ تہی وہ نگاہ ہے جو مزاج تہا وہ مزاج ہے
کہو پاس خاطر آشنا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

کبھی زخم دل پہ جو کی نظر ہوے ہنسکے اور نمک فشان
میرے چھیڑنے کا بہلا مزا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

جو کہا یہ ہم نے شکایتاً ہمین اشک و آہ یہ کب تلک
تو دیا جواب یہ شغلا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

شب ہجر کا بہی نہین گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا
یہ بہانا شرم و حجاب کا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

رہے آئینہ کیطرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر
خطر عدو کی محب نما تمہین کب تہا کہ جواب نہین

جو بہ رنگ شیشہ تہا دل میرا دیے ٹکڑے کرکے تلف کیا
بڑے سنگدل ہو سر جفا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

کبھی داغ غم سے نجات تہی دل داغ غم سرشت کو واسطی
یہ تصور رخ مہ لقا تمہین کب تہا کہ جواب نہین

ہے [illegible] ہیں بہار گل رخسار کہ میں
آشنہ آپ کا ہے طالب دیدار کہ میں

بڑہ کے کہتا ہی وہ قاتل تیری تلوار کہ میں
غیر ہے جنس شہادت کا خریدار کہ میں

دیکھنا دور نہین وہ بہی زمانہ ہے قریب
خط نکلنے پہ چلے جاتے ہیں اغیار کہ میں

طرہ بل کرکے تراکرتا ہے سنبل سے یہ بحث
تو ہے اس گلشن آفاق میں طرار کہ میں

پاسبان رات کو تو مین ہون محافظ دن رات
اے سگ یار بتا تو ہے وفادار کہ میں

میرے اعضا جو میرا حال کہیں گے دم حشر
میں بہی کہدونگا یہ مفسد ہیں گنہگار کہ میں

زاہدو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور
دیکھوں تم ہوتے ہو رحمت کے سزاوار کہ میں

گہر میں آنے کا دیا یار نے فرمان سبکو
پس دیوار رہا سایۂ دیوار کہ میں

ہین نہ کہتا تہا دلا کوچۂ گیسو مین نہ جا / آج تو دام بلا مین ہے گرفتار کہ ہین

دیکہنا وقت سحر حال ہوا ٹہوا ہے گل / پہلے ہوتی ہے صبا داخل گلزار کہ ہین

دیکہ آئینہ جو وہ بخت نئی ہو پیدا / عکس چہرے پہ سے کہے تو ہی طرحدار کہ ہین

واسطی زہر کے جام ہین جو پیتی ہین شراب / پوچہے جاہین گے قیامت مین گنہگار کہ ہین

ربط اوس سرو قد سے کہیل نہین / منہ ٹہہ سے چہرہ جا سکے یہ وہ بیل نہین

بوسہ اوس خال کا کبہی نہ ملا / یہ وہ تل ہے کہ جسمین تیل نہین

دل مرا خون ہو کے لپٹا ہے / اوسکے دامن مین سرخ بیل نہین

آسکے ہی آتے آئے گا قاصد / تار برقی نہین ہے ریل نہین

واسطی اوس سے کیا کلام کرون / کچہ طبیعت کو جس سے میل نہین

بہار لائی ہے دولت کو ساتہ گلشن مین / بہرے ہین گوہر شبنم گلوں کے دامن مین

خیال زلف مین چہائی کچہ ایسے تاریکی / پڑہی نماز عشا ہمنے روز روشن مین

جو زیر تیغ کرون آہ گرم مین بسمل / کباب ما ہے جو ہو آب آہن مین

وہ میرا زخم جگر ہے جو بخیہ گر آئے / بہر آئین اشک یقین ہے کہ چشم سوزن مین

ہمارے ہاتہ تلک کیونکر آئے اے ساقی / کہ طشت سے ہے صراحی کا پاؤن دامن مین

جو داغدار ہے دل اونکو خوف آفت کیا / چراغ لالہ ہے روشن ہوا سے گلشن مین

ازل سے قمری شمشاد قد یار ہین ہم / پڑا ہے طوق اطاعت ہماری گردن مین

مکان دل کی جو وسعت کبہی دکہادون مین / سماسے قصر فریدون نہ چشم روزن مین

اوٹہا سے میری طرح عشق یار کا لنگر / بہلا یہ زور کہان بازوے تہمتن مین

خدایا شان تن زار اور اشک کا تار
دراز رشتہ یہ گویا پڑا ہے سوزن میں

صفا جو دل میں ہو پیدا تو وسعت کیا
کہ ذرہ آ نہیں سکتا مکان روشن میں

ضرور پھولوں کی نازک میں رنگ رخ نہ اڑے
چلے نسیم کا جھونکا سمجھ کے گلشن میں

دل اپنا موسم پیری میں کیا شگفتہ ہو
خزاں کے روز ہیں جاتی اور ہی گلشن میں

گئے ہیں اڑ کے گل و سرو دیکھ کو چمن
نہ فاختہ ہے نہ اب عندلیب گلشن میں

تمہارے رقص کو طاؤس خاک پہونچیگا
یہ شوخیاں ہیں کہاں جس بلند گردن میں

سنی ہے کیا ترے وحشی کی ہی پری آمد
بھری ہوئی ہے ہر اک کوہ سنگ دامن میں

کرے گی تیغ قضا ایک روز دو ٹکڑے
زرہ سے ہو تن رستم جو صلا آہن میں

ابھی تو غنچہ گل واسطی بنے گریہ
ذرا بھی ہو جو اثر بلبلوں کے شیون میں

نہ میں دولت نہ حشمت چاہتا ہوں
الٰہی تیری رحمت چاہتا ہوں

خدا چاہے تو وہ بھی مجھکو چاہے
میں جس بت کو قیامت چاہتا ہوں

یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے
تجھے اے بیمروت چاہتا ہوں

نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہی مطلب
فقط صاحب سلامت چاہتا ہوں

تمنا ہے تو ہے قرب خدا کی
نہ میں کوثر نہ جنت چاہتا ہوں

پلا آب دم شمشیر قاتل
بہت پیاسا ہوں شربت چاہتا ہوں

زمین سنتے ترے کوچے کی بہت خوب
یہیں مر کر میں تربت چاہتا ہوں

[illegible] قاتل وبال دوش ہے سر
خداوندا شہادت چاہتا ہوں

[illegible] گوشۂ عزلت میں بیٹھوں
حوادث سے فراغت چاہتا ہوں

[illegible] دن سے [illegible] سے مطلب
تجھے اے مہر طلعت چاہتا ہوں

کسی صورت سے فردائے قیامت
میں چھٹکارے کی صورت چاہتا ہوں

علی کی دستگیری کی ہوس ہے | محمد کے شفاعت چاہتا ہون

کہان تک واسطی یہ ظلمتِ بخت
حبیب ماہ طلعت چاہتا ہون

ہماری عمر کے دن اس تفکر مین گذرتے ہین | کہ دنیا چھوڑتی ہے یا ہم اوسکو ترک کرتے ہین
عجب کیا ہے ملادے گر فلک اوس نو نہالون سے | نہالون مین تعلم کو باغبان پیوند کرتی ہین
بلندی ہوگی حاصل ایکدن گوہر نہ بستی سے | لگاتی ہین جو غوطے آب مین آخر ابھرتی ہین
کسی کا حال نیک و بد خدا سے کیا ہے پنہان | ملک ہر کارے ہین ہر کار مین پرچے گذرتے ہین
یہ ابتدا الفت قد سے ادہائی ہے کہ گلشن مین | قدم رکھتے ہوئے ہم سرو کے سایہ سے ڈرتے ہین
کبھی رستا نہین ہے بند اپنی کوچۂ دل کا | غمون کی آمد و شد روز ہی صد جو گذرتی ہین
ترا چاہِ ذقن اسے نور طلعت ہے وہ سرچشمہ | بہشتی نکلی جس چشمہ سے پانی خضر بھرتی ہین
پھنسایا ہے جو دل کو زلف مین خال کا بوسہ | کہ دانہ دیتی ہین صیاد جسکو قید کرتے ہین
لگا کہ ہاتھ اسے قاتل کہ بیڑا پار ہوا انکا | ادہر مین تیری بسمل ہین نہ جیتی ہین مرتی ہین
تیرے دیوانون کو سودا مین کیا امید صحت کی | کہین بگڑی ہوئے ایسی بھی بنیا مین سنورتی ہین
بڑے مغرور ہین ہفتم فلک پر ہے دماغ اونکا | زمین پر کب قدم ارباب غرور و جاہ دہرتی ہین
شراب عیش سے خالی پڑی ہین ساغر دنیا | تیرے میخوار ساقی زندگی کے روز بھرتی ہین
گڑیگا گور مین مردہ اگر تکیہ مین آیا ہے | مسافر جب پہونچ جاتی ہین منزل پر اوترتی ہین
اثر مرنے پہ بھی باقی ہے اون آنکھون کی الفت کا | کہ آہو سبزہ میری گور پر آکے چرتے ہین

بہت اے واسطی دل تنگ ہے خانہ نشینی سے
وہ بھولے ہین ہمین کس روز دیکھین یاد کرتی ہین

اسقدر آنکھون کو زشت آیا نظر روے وطن | خواب مین بھی منہ نہین کرتی ہین ہم سوے وطن
رنگ ہوجس دوست کا جو نامہ سب کریبان | تیری باتون سے مجھ آتی سے ہے دکیا ہے ہوے وطن

جادۂ صحرا پہ جب آ کے نظر وہ گم گیا ۔ آگئی کیا یاد مجھکو رہرو کوئے وطن

اہل غربت سے نہ وہ کی الفت لیا سختی میں بلا
دیکھیے کب واسطی جانا ہوا ب سوئے وطن

قفس کو اوڑ کے ہم صحن چمن سے جانے والے ہیں ۔ سفر کا شوق ہے غربت میں وطن سے جانیوالے ہیں

فقط اک شب بھر کا وقفہ ہے کہاں پھر شمع پروانہ ۔ سحر ہوتی ہی یہ سب انجمن سے جانیوالے ہیں

بتو پکڑو منہ سے بولو کس لیے آزردہ ہو ہمسے ۔ کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانی والے ہیں

وہ کشتہ ہوں کہ تربت میں ابھی تیر زخم آئی ہیں ۔ بھلا کب خون کی دھبے کفن سے جانیوالے ہیں

چٹکتا ہے جو غنچہ زنگ کی آواز دیتا ہے ۔ گلوں کی قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہیں

زبان اپنی رہے گی تیر پر نہیں ضعیف پیری میں ۔ ابھی جاویں اگر دندان دہن سے جانیوالے ہیں

پہنچیگی لب سے روئے یار پر پارے نگاہ اپنی ۔ طلب کو ایکدم میں ہم بدن سے جانیوالے ہیں

چھپاتے ہو عبث زلفوں کی اپنی شوخ آنکھوں کو ۔ یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالے ہیں

عبث ہی فکر شانے کو پڑی کیا خود کشاکش میں ۔ کہاں پیچ اسکے زلف پُرشکن سے جانیوالے ہیں

تری بے پردگی نے فاش پردہ کر دیا اپنا ۔ چھپا کر منہ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہیں

ٹھہرنا چار دن بھی باغ ہستی میں ہوا مشکل ۔ برنگ بوئے گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہیں

تمہارے پاس جانیکو کوئی کیا ہمکو روکے گا ۔ نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہیں

ڈراتا ہے جہنم سے ہمیں کیا واسطی واعظ
جہان میں ہم طفیل پنجتن سے جانے والے ہیں

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہوں ۔ پھر نظر سوئے جگر کرتا ہوں

ہوں وہ بیخود نہیں معلوم مجھے ۔ کس کو سجدہ میں کدھر کرتا ہوں

بت پکڑ لیتے ہیں دامن میرا ۔ قصد کعبے کا اگر کرتا ہوں

رات کٹتی ہے بھرے رو رو کر ۔ شمع سان جل کے سحر کرتا ہوں

اڑ گئے کیا میرے قسمت دم نزع
روے قاتل پہ نظر کرتا ہون

تیغ مژگان وہ لگائین تو سہی
ابہی سینہ مین سپر کرتا ہون

روز کہتا ہے یہ دربان دم باز
ٹہرو اونکو مین خبر کرتا ہون

آتش عشق سے بنکر مین شرر
دل مین پتہر کے گذر کرتا ہون

مین کہان دید رخ یار کہان
شکر احسان نظر کرتا ہون

نظر آجاے مجھے وہ رخ و زلف
یہ دعا شام و سحر کرتا ہون

ہفت افلاک کا حافظ ہے خدا
واسطی نالہ مین سر کرتا ہون

نیند کیا ہجر مین آے کسی پہلو مجھکو
یاد آتا ہے ترا تکیۂ زانو مجھکو

قصر ہی الفت مژگان پر یہ مجھکو
ڈنک ہر وقت لگاتا ہے یہ بچھو مجھکو

الفت چشم مین جاتا ہون اگر صحرا کو
اپنی آنکھون پہ بٹھالیتے ہین آہو مجھکو

جبکہ حاجی ہین چلے جاتے ہین کعبہ کی طرف
لیچلی اے دل طرف کعبۂ ابرو مجھکو

قتل کرتا ہے ترا تیر نظر اے قاتل
ذبح کرتا ہے ترا خنجر ابرو مجھکو

تو بہی دے نالہ کشی مین مرا ساتھ اے بلبل
مرثیہ پڑھنے کو درکار ہے بازو مجھکو

پڑ گئی ہی چشم طمع جب سوی گنجینۂ حسن
سانپ بن بنکے ڈراتا ہے وہ گیسو مجھکو

قامت و چاہ زنخدان کی کیا ہے مجھے قتل
دفن کرنا تو تہ سرو لب جو مجھکو

وقت گریہ شرر آہ نہین جب لو ہما
نظر آتے ہین یہ برسات مین جگنو مجھکو

کروٹین شام سے تا صبح بدلتا ہون مین
چین فرقت مین نہین ہی کسی پہلو مجھکو

آنکھین کس طرح نہ سنبل سے ملون گلشن مین
کچھ کچھ آتی ہی تری نکہت گیسو مجھکو

سبز مینا نہین ساقی یہ قریب ساغر
سبز آتا ہے نظر صاف لب جو مجھکو

ایجنون یار کی آنکھون کا مین دیوانہ ہون
بہاگتے پہرتے ہین کیون دیکھ کی آہو مجھکو

ہون وہ لاغر جو کسی روز بہر آئی مرے آنکھ
غرق کر دے گا میرا ایک ہی آنسو مجھکو

سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان
ساغر جم ہے مرا کاسۂ زانو مجھکو

فاتحے کی تھی توقع سو وہ آئے نہ کبھے
ناسزاوار ہوا گور کا پہلو مجھکو

واسطی اوس بت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتی ہین کیا جانکے آہو مجھکو

بسکہ ہے عشق رخ و الفت گیسو مجھکو
کوئی کہتا ہے مسلمان کوئی ہندو مجھکو

بیخطر دیتا ہے صدمے وہ جفا جو مجھکو
جانتا ہے کہ شکایت کی نہین خو مجھکو

سرخروئی ہو شہیدون مین میسر دم حشر
ہاتھ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجھکو

مو جو اوس شوخ کے باریک کمر کو باندہا
ناف اوسکی نظر آئی گرہ مو مجھکو

ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے باد صبا
مے پلاتی ہے سونگھا کر تیری خوشبو مجھکو

فخر سے مین اوسی سر مطلع دیوان کرتا
ہاتھ آتا جو تیرا مطلع ابرو مجھکو

ہون وہ دیوانہ ٹھہرنیکا نہین ایک جگہہ
لاکہہ باتون مین لگائی وہ پریرو مجھکو

اوسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائے
شمع کا گل نظر آیا گل شب بو مجھکو

ہنس کے فرمایا جو رستے مین کیا مینے سلام
کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجھکو

تیرے آگے نہین حسن اور حسینون کا پسند
سیب داغی نظر آتے ہین یہ چہرو مجھکو

پہلے تاریخ میرے حق مین ہی جو ہی تاریخ
ماہ نو روز دکھاتا ہے وہ ابرو مجھکو

بیخود عشق کو ہے شام و سحر سے کیا کام
صبح روشن ہی وہ رخ شام وہ گیسو مجھکو

فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا
داغ پہلو ہے مرا تکیۂ زانو مجھکو

جسقدر اوسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی
کیا کرون چرخ پہ ملتا نہین قابو مجھکو

بڑہ گئی اور بھی پیراہن تن کے زینت
خوب خمون سے کیا یار نے اتو مجھکو

واسطی شب کو جو وہ ماہ نہ آیا میرے گھر
شعلہ بن بنکے جلانے لگی جگنو مجھکو

اوسنے لکھا ہے کہ اپنا حال لکھکر بھیجدو
دوستو قاصد کوئی بھیجے ہمیں بھیجدو

تنگ اگر تمکو عیادت ہی مریض عشق کے
آدمی کوئی خبر کو بندہ پرور بھیجدو

تم نہین آتے تو کہو اکر شبیہ اپنی ضرور
بہر تسکین دل بیتاب و مضطر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہے دعوت ہماری پہ ہو
کشتیان اغیار کو باہر سے باہر بھیجدو

خاک در پر آپکی شب بھر پڑے رہتی ہین ہم
تمسے اتنا بھی نہین ہوتا کہ بستر بھیجدو

امتحان صبر و تحمل کا اگر منظور ہے
ساری دنیا کے بلاؤن کو میری گھر بھیجدو

ہے گمان تمکو کہ اس سے گل نکہائی جائینگے
ہاتھ کا چھلا تو اسے رشک گل تر بھیجدو

منہ سے جب نکلا تمہارے کہ نہ آئینگے کبھی
پھر نہ آوینگے سزا دل کیا جو لشکر بھیجدو

صورت گل کسطرح جامے سے باہر ہین نہون
اوسنے لکھا ہے مجھے پھولون کا زیور بھیجدو

تنگ ہون اتنا ہنسی سے رنج ہجر اوٹھہ سکتا نہین
کاٹ ڈالون خود گلا اپنا جو خنجر بھیجدو

بیش قیمت ہین ہماری اشک کیا کرتی ہو شک
جوہری کے پاس جب چاہو یہ گوہر بھیجدو

تشنۂ دیدار ہین فرط عطش سے بیقرار
یا علی جنت سے کوئی جام کوثر بھیجدو

اون دو شانہ ہو زلفون مین دل صد چاک کا
بال بیکا ہو تو زندان مین برابر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہی خط کا تم لکھو تم جواب
اوسکے بدلے نامہ بر کا کاٹ کی سر بھیجدو

اوسنے گر فرمایش اشعار کی ہی واسطی
ایک دو غزلین نہین دفتر کا دفتر بھیجدو

ہے کوچۂ قاتل مین روان دلکو بلا لو
وہ راہ سے پھر آئے تو قاتل کو بلا لو

مجنون کو غش آیا ہے بیابان مین غزالو
دوڑ دتو ذرا صاحب محمل کو بلا لو

موت آئی ہے رستے مین پڑا ہے مرا مرد
ہو کچھ تو ٹھکانا سگ منزل کو بلا لو

محفل تو ہے جوبن پہ مگر جی نہین لگتا
ملجائے تو اوس رونق محفل کو بلا لو

منظور ہے دینی جو اونہین حسن کی خیرات
خود کہتے ہین در پر میرے سائل کو بلا لو

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہے یہہ آواز ۔ گل پہول لیتے جاتے ہین عنادل کو بلا لو
جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور ۔ دیوانے سمجھتے ہین کسی عاقل کو بلا لو
اتنی تہین توفیق خدا دی میرے حق مین ۔ زندان سے گرفتار سلاسل کو بلا لو
فرقت مین کسی طرح سے جینا نہین منظور ۔ سر بار ہے تن پر کسی قاتل کو بلا لو

او واسطی آتا ہے جو خلوت مین میرا ذکر
کہتے ہین کہ اوس مرشد کامل کو بلا لو

وہ نالہ کرے دل کہ عیان جسمین اثر ہو ۔ اوس کام کا وہ نخل ہے جسمین نہ ثمر ہو
مر مر کے جیے لاکہ کوئی سچ کی یا تہون ۔ ممکن ہی نہین ہے کہ سب ہجر سحر ہو
سن سنکے بیان ہی کوئی ششدر کوئی حیران ۔ کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو
لگاتے ہے کو وہ احسان رفوگر کا اوٹہائی ۔ صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو
اک سورۂ الحمد سے محروم نرکہنا ۔ جس روز تمہارا میرے تربت پہ گذر ہو
اللہ سے اپنی یہہ سبب وصل دعا ہے ۔ اس رات کے تا روز قیامت نہ سحر ہو
آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ ۔ ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ یہہ دیدۂ تر ہو
روتے ہین جو عاشق یہہ بناوٹ کی ہین باتین ۔ پانی دل محبوب ہو کچھ ایسے جو اثر ہو
منتظر ہا ہین سب ابہی تک میری ہڈی ۔ اللہ کرے یہان سگ جانان کا گذر ہو
دیکھی نہین جاتے شب فرقت کی سیاہی ۔ اے انجم و مہتاب کہو آج کدہر ہو
روتا ہے لہو تو مرے لاش پہ قاتل ۔ سر جائے تو کیونکر نہ مہم عشق کی سر ہو
طاقت ہے کہ روکے مجہے دربان در یار ۔ گر اوڑان سر ایسا ہین کہ دیوار مین در ہو
لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا ۔ ایسا نہ ہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو
کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان ۔ شیدائی جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو
ہمتو نہ کہین سگے ارنے حضرت موسے ۔ بسم اللہ اگر آپ کو یارا ے نظر ہو

کوچے مین حسینون کے جو برباد ہے کیسے
غالب ہو وہی واسطی خستہ جگر ہو

کیونکر دل مشتاق کو امید سخن ہو
وہ شوخ کرے بات کسی سے جو دہن ہو

بجوف پس مرگ ہون عریان بدنی سے
کھٹکا ہو سبب مجھے وزد کفن کا جو کفن ہو

آئینہ کا سا ہے خاصہ اوس طفل کے تن مین
کیا ہے کبھی مٹی مین تو صاف اور بدن ہو

رووٴن تو میرے داغ جگر اور بھی چمکین
ہو بارش باران تو شگفتہ یہ چمن ہو

غربت مین سنی ہے ملک الموت کی آمد
اللہ کرے قاصد یاران وطن ہو

سعد و ہم سمجھتا ہے جو عنقا کو زمانہ
غالب ہے کہ اوس شوخ کا مضمون دہن ہو

کیا ذکر رہا دے غربت مین وطن کا
بلبل ہون مین جہان تہک کی نقاہت سے وطن ہو

دل لیکے ہمارا ہمین دیتے نہین بوسہ
کیا قول تہا سچ ہے کہ بری عہد شکن ہو

ہوتا نہین گلزار کوئے چاہ سے خالی
چہ سیب ذقن مین کیون نہ ترا چاہ ذقن ہو

وہ آنکھین چرا دائین تو غربت مین یہ رو کر
سر سبز ہر اک شاخ غزالان ختن ہو

موقوف جوانی پہ ہے چہرے کا چمکنا
جب تک نہ بہار آئے شگفتہ نہ چمن ہو

مشکل ہے مرے پاس بہت زر کا ٹھہرنا
سکہ ہی کبھی ہاتھ مین آئے تو چلن ہو

اصلاح کرے وہ خط رخسار کی یارب
موقوف کس طرح سے یہ چاند گہن ہو

دل لے کے جو بوسہ نہین دیتے تو نہ دو تم
موقوف بہہ جب کہ آنکھین اپنی مشفق ہن

کرتے ہو عبث حلقہ گیسو سے مقابل
سیئے نہین نافہ آہوئے ختن ہو

اے واسطی جاہل کو مرے شعر کی کیا قدر
سمجھے وہ سخن کو جو شناسائے سخن ہو

کم نہین [illegible] سے درازی مین سر موئے گیسو
فی الحقیقت سے یہ جواب [illegible]

[illegible] لیلے [illegible] گیسو
[illegible]

کیون مجمل تیرے آنے سے معطر ہو جاے
مشک نافے سے کہین بڑہ کر ہی خوشبوے گیسو

رہ گئے ہین جو گرفتار تیرے گیسو کے
اونکے ہر قد سے صدا آتی ہے گیسو گیسو

کچھ میرے حال پریشان سے جو واقف ہو جاے
کنگھیان کرکے سنوارے نہ کبھی تو گیسو

کسی مذہب مین ہو انسان تجھپر کہتا ہی عزیز
چہرہ ہے جان مسلمان دل ہندو گیسو

مین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اوڑ کے اگر جانب ابرو گیسو

دونون کیون مل کے نہ دین سبزہ و سنبل کو شکست
خط شبرنگ کا ہے قوت بازو گیسو

عہد پیری سے نہین کچھ دو رسپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل شبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہہ کہتے ہین
سحر کا سانپ ہے یا افعی جادو گیسو

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جس گھڑی کہول کے بیٹہے وہ لب جو گیسو

آہ کیونکر نہین کرتے ہے اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اوسے کہ عیادت کو ہماری آئین
حال پرسے نہ کرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوے ہے کہ ہم دیکہتے ہین عالم غیب
کسطرح دیکہتے ہین اوسکی کمر دیکھین تو

مین جو آیا تو سبہی دیکہہ کے منہ پہیر لیا
حال دل کس سے کہون اب وہ ادہر دیکھین تو

گلشن دل مین ہے کیا نخل محبت سرسبز
کب تلک یہہ نہین لاتا ہے ثمر دیکھین تو

اسطرح جاتا ہے تو اوس صف مژگان کی
اے دل زار ذرا تیرا جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہے اور دور فلک
آج کب تک نہین دیکھین گے سحر دیکھین تو

گلہ درد جگر ہمسے سنا تو یہہ کہا
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اوسکے تلوے کے برابر نہین چہرہ انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قائل تنگی آفاق ہین جو گوشہ نشین
کوہ و صحرا کو ذرا کرکے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہوتے سے ہے کیونکر حاصل
بوالہوس اہل لب جان بخش پہ مر دیکھین تو

خواہشِ باغ عبث رکھتی ہین مرغانِ قفس — باغ سے کم نہین صیاد کا گھر دیکھین تو
چھپ کے تنہائی مین کرتی ہین جو اعمالِ قبیح — سخت غافل ہین ادہر او سا ودہر دیکھین تو
جن حسینون کو بہت حسن پہ اپنے ہے غرور — آنکھ آہو کی وہ چیتے کی کمر دیکھین تو
آئینہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہین جو حسین — میرے حیرت میرے حسرت کی نظر دیکھین تو

واسطی ہے یہ یقین رحم ہی آجائے گا
آ کے وہ حال مرا از عدم گر دیکھین تو

سب سمجھے ہین نخلِ ثمردارِ مقبر مجھکو — طفل لالا کی لگاتے ہین جو پتھر مجھکو
خوب نظارۂ قاتل تہہ خنجر کر لون — مہلت اے پیکِ اجل اور بھی دم بھر مجھکو
ہو گیا خاک جو تن خاک سے بھی چاک بنا — مرگ کے بعد دیئے چرخ نے چکر مجھکو
نامہ اوڑ جائے گا خود یار تلک کیا پروا — قاصدی کو نہین ملتا جو کبوتر مجھکو
سوزشِ ہجر مین جلتا ہون عجب کا ہے مقام — آگ مین موت نہین مثل سمندر مجھکو
ساقیا تجھسا زمانے مین نہین کوئی سخی — غیر خم کی بھی پلا دے کوئی ساغر مجھکو
نظم کیا کیا ہوئے مضمون تری دانتون کے — ہاتھ آئے عجب اس بحر سے گوہر مجھکو
کیا بلا کاسۂ سائل مجھے سمجھا ہے مگر — دربدر یون جو پھراتا ہے مقدر مجھکو
پٹی آنکھون پہ بندھے گی رخِ قاتل کی دید — شوقِ دیدار نے مارا تہہ خنجر مجھکو
فردِ باطل مجھے کیا نشئے قدرت سمجھا — دیکھتے ہی جو کیا خارج دفتر مجھکو
کبھی دولت کو سمجھتا نہین اک لات مین فقیر — آہن و زر نظر آتے نہین برابر مجھکو
میکشی ہجر مین کیا خاک کرون اے ساقی — آبِ انگور سے ہے آبِ دمِ خنجر مجھکو
اپنے کوچے مین جگہ اوسنے جو دی سمجھا مین — جیتے جی خلد مین رہنے کو ملا گھر مجھکو

واسطی خوف گناہون کا نہین محشر مین
ساتھ لیجائین گے جنت مین پیمبر مجھکو

غضب کی جا ہے کہ اتنا تمہین خیال نہو
دکھائین چہرہ کو ستے سبے چہری حلال نہو

کرین وہ بات کہ جو باعث ملال نہو
چلو وہ چال کو سٹے جس سے پائمال نہو

دوائین لاکھہ دعائین ہزار ہون تو کیا
ترا مریض محبت کبھی بحال نہو

لہو سپید ہوا ہے یہہ اہل دنیا کا
کہ ہون یہہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو

نہین گناہ جو بعد گناہ ہو خجلت
گنہ وہ ہے جو گنہ کر کے انفعال نہو

کمال تنگ ہون ہاتھون سے شوخ چشمون کے
وہان چلون مین کہ جس دشت مین غزال نہو

قفس کو توڑ کے جاؤن ابھی چمن کو مگر
خیال یہہ ہے کہ صیاد کو ملال نہو

وہ سر نہین ہے کہ جسمین نہین ترا سودا
وہ دل نہین ہے کہ جسمین ترا خیال نہو

ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا جلوہ
اس آفتاب کو یارب کبھی زوال نہو

کریم کیسے اوسے بے طلب کرے جو عطا
گدا وہ ہے کہ جسے عادت سوال نہو

بجا ہے ہست جو سمجہا نہین کرین ہو حق
وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل و قال نہو

بحال الفت گیسو مین دل مشوش ہے
خدا کرے کہ پریشان کسیکا حال نہو

مین اوسکے عالم حیرت کا حال کچھ پوچھون
زبان مردم تصویر کے جو لال نہو

نہین ہے صاحب نعمت کو کام زینت سے
حنا سے لال کبھی ناخن ہلال نہو

خراب کرتا ہے انسان کو تلون طبع
کہان ہے صحت جسمے جو اعتدال نہو

کرو نمین ردسکے کسیدن جو اپنا دل خالی
تو مذہب حکما مین خلا محال نہو

خدا سے ہے یہہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

ہر سحر کوچۂ محبوب مین جانا مجھکو
آنکھہ دیوار کے روزن سے ملانا مجھکو

کوئے جانان سے کہین اب نہین جانا مجھکو
اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹھکانا مجھکو

ہون وہ میخوار کہ انعام مین دون ساقی کو
ہاتھہ جمشید کا آئے جو خزانا مجھکو

سے ہے دہوان خط کا جو اوس آتش عارض بلند — مل گیا اشک بہانے کا بہانا مجہکو

تیری الفت مین ملامت سی کوئی ڈرتا ہون — ایک مانون نہ کہے لاکہہ زمانا مجہکو

بات کب غیر کی مجہہ زار سی اوٹھہ سکتی ہے — ہین گران یار کے بہی ناز اوٹہانا مجہکو

گر پڑون بام سے یا چاہ سی کچہہ خوف نہین — نظر خلق سے یارب نہ گرانا مجہکو

ہے مناسب جو ہندولی سی اسی نسبت دون — تہ و بالا نظر آتا ہے زمانا مجہکو

سامنے میرے نہ آئے سحر حشر رقیب — شکل منحوس خدایا نہ دکہانا مجہکو

اکل و شرب اور نہین غیر کباب و مے ناب — یہی پینا ہے دو وقتہ یہی کہانا مجہکو

چاہتا ہون کہ میرے خاک بگولا ہن جائے — مرگ کے بعد بہی ہے خاک اڑانا مجہکو

اے فلک ہوگا کہان سی زمانا خالی — دوسرا مجہسا کوئی ہو تو مٹانا مجہکو

آسیا اسکو نہ سمجھون تو بہلا کیا سمجھون — پیستا ہے یہہ فلک جان کی دانا مجہکو

مجرم عشق ہون مژگان سی مجہے الفت ہی — شوق سے کیجیے تیرون کا نشانا مجہکو

واسطی شاہ خراسان کی زیارت کا ہی شوق
طوس کو ہند سے ہونا ہے روانا مجہکو

آؤ خفا نہو میرے کہنے کو مان لو — دے دون گا ورنہ جان یہ تم خوب جان لو

زہرہ زمین پر اوتر آئے سپہر سے — گا نہین میرے جان کوئی ایسی تان لو

کیا رہ سکے ایک شہر مین رہتی ہو دور دور — پاس آرہو کرایہ کا ہمسے مکان لو

تیرون سے تمنے سینے کو چہلنے کیا مگر — مجکو وہی ہے عشق اسی خوب جہان لو

آؤ غریب خانے مین بیخوف اے بتو — کہٹکا ہو کچہہ نہین تو خدا درمیان لو

ہو خود فروشیون پہ جو یونہین تلے ہوی — اونچی سے کوئی چوک مین جاکر دکان لو

جو کہہ چکا ہون منہ سی بنا ہون گا مین اوسے — کچہہ عذر کی جگہہ نہین دل لو کہ جان لو

سونے کا باغ مین جو شب ماہ قصد ہے — دیکہے نہ کوئی منہ پہ دوپٹے کو تان لو

ہون ناتوان کفن بہی مجھے چاہیے سبک — ململ کا یا کریپ کا یا بک کا تھان لو

وحشت شروع عشق سے انجام مرگ ہو
اے واسطی یہ دل مین ذرا خوب ٹھان لو

قفس مین سے ہوای نغمہ سنجان چمن ہمکو — بہت یاد آتی ہین غربت مین یاران وطن ہمکو
اگر تو رشک لیلی ہے تو مجنون ہے لقب اپنا — سمجھے کہتا ہے شیرین اور عالم کوہکن ہمکو
سراب دشت کو لب تشنہ سمجھی جسطرح دریا — کنوئین کیا کیا جھکاتا ہے تیرا چاہ ذقن ہمکو
جہان سے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے — نیا عالم دکھا اے گردش چرخ کہن ہمکو
نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہ اپنی — کہ ہندو شیخ سمجھا ہے مسلمان برہمن ہمکو
بگولا سرو نرگس دیدۂ غول بیابان ہے — نظر آتا ہے ہجر یار مین جنگل چمن ہمکو
تجسس مین گئے ملک عدم تک بے نشان ہوکر — بڑی دقت سے ہاتہ آیا ہے مضمون دہن ہمکو
کہان ہے تیرے دست جنون ٹکڑے کرے اسکو — نہایت تنگ کرتا ہے ہمارا پیرہن ہمکو
ضعیف ایسے ہین ہونگے مور کے زیر زمین مدفون ہم — نہین بعد فنا کچہ احتیاج گورکن ہمکو
تیری آنکھون کے سودائی ہین کب بیدام آہو کے — دکہاتی ہین عبث شوخی یہ آہوے ختن ہمکو
اگر زنجیر داماں ہے تو طوق اپنا گریبان ہے — نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

ہوئے ہین واسطی اوس گل کے غم مین ہم لاغر
نظر آتا نہین ہے دہوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہے مشکل سے نہی اپنا دہن ہمکو — کہین ایسے مین صدا اپنی تو ہو جائے سخن ہمکو
ہوا ہے اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو — تو تحفہ بہیجتے ہین مشک شاہان ختن ہمکو
عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین — خدا کب خیر سے دکہلائے کہاتا ہے وطن ہمکو
عدم سے مدتون کے بعد پہونچے ملک ہستی مین — تماشا ہے یہان بہی ملتے ہین اہل وطن ہمکو
جو گذرے خانمان سے ہم تو گلشن اور گلخن کیا — جہان بستر لگائین گے وہی ہوگا وطن ہمکو

کہان اب قمری و بلبل خزان آئی گلستان مین
نظر آتی ہے ہر جا کثرت زاغ و زغن ہمکو

نشان عریانی تنی کا بعد مردن بہی رہے باقی
نہین حاجت کفن کی دفن کرنا بی کفن ہمکو

نہین ہے غم جو اب ناقدر دان ہین لوگ دنیا کی
کرینگے یاد بعد مرگ یہ اہل وطن ہمکو

کفن کی کچہ نہین حاجت شہیدان محبت کو
کہ اپنے چادر خون سی میسر ہے کفن ہمکو

حصول خمسۂ اسلام سی ہین خوب واقف ہم
کہ ہے روز ولادت سی ولائے پنجتن ہمکو

تمہارے ابروے پر خم کی ہم ہین دیکہنی والے
دکہاتا ہے مہ نو کیا سمجہ کر بانکپن ہمکو

ہوئے ہین واسطی اب ضعف سی اسدرجہ ہم لاغر
جو دیکہا غور سے بستر تو سمجہے شکن ہمکو

مے کے پینے سے ہے رونق اور حسن یار کو
ہو گیا روغن یہ پانی آتش رخسار کو

آنہین سکتا کبہی میرا چلن اغیار کو
زاغ پائے کس روش طاؤس کی رفتار کو

کیا دل حیران کرون مین نذر چشم یار کو
رسم ہے آئینہ دکہلاتے نہین بیمار کو

کون ہو سر کوب اوسکا ہو جو ہووی سر بلند
خوف پامالی نہین خار سر دیوار کو

ہون تو مجنون پر ہین مجکو میری دشمن بہی عزیز
آبلے کیونکر نہ آنکہون پر جگہ دین خار کو

تیر کہا کر جو اپنے زخم تن خندان ہوے
ساتہ ہے اونکی ہنسے آئی لب سوفار کو

ہجر مین اوس سیم تن کی ایسی قسمت پہر گئی
خواب مین ہمنے نہ دیکہا دولت بیدار کو

کاسۂ دریوزہ ہون گوش فصیحان جہان
کیجیے تقسیم اگر شیرینی گفتار کو

عجز اسفل کو تو اعلے کو ہی لازم سرکشی
صحن کو پستی بلندی چاہیے دیوار کو

وقفہ دے دیکہتا ہی مجہے یون اشتیاق
جسطرح باری کی تپ آتی ہی کسی بیمار کو

کیا کرون دزد سخن سی مین نہان اپنا سخن
راہزن پہچانتے ہین رہرو زر دار کو +

ایسا ترک الفت ابرو سے بچتا ہی دل
جیسے نادم ہو سپاہی بیچ کر تلوار کو

ہے یہ بدمستی نہین اپنے ضرر کا کچہ خیال
محتسب سی پوچہتا ہون خانۂ خمار کو

محو حیرت کیون نہو چشم سکندر دیکھکر
کیا بنایا ہے ترے آئینۂ رخسار کو

اشکباری پر جب آتی ہی ہماری چشم تر
سیکڑون دیتی ہی غوطے ابر دریا بار کو

مرد بے جوہر ہے دورِ آسمان سے بیخطر
سان پر چڑہتے نہین دیکھا گلے تلوار کو

تیرا دسکا کم نہین ہے شاخ گل سے واسطی
غنچۂ پیکان کو تو گل سمجھے ہین ہم سوفار کو

شاد گلشن مین کرے جا کر کسی میخوار کو
دے خداوندا یہ فرمان ابر دریا بار کو

خواہش دنیا ہے یون ہر ایک دنیا دار کو
دوڑتے ہین جیسے کتے دیکھکر مردار کو

گھر مین یون دریا نہ اشکون کا بہا اے چشم تر
موجین اوٹھ اوٹھ کر بہا دیتی ہین دیوار کو

قدرتی جو چیز ہے دشمن سے بھی ٹلتے نہین
خوف پانی سے نہین کچھ آتشِ رخسار کو

صورت طاؤس پابند گلستان کچھ نہین
ساتھ داغون سے لیے پھرتی ہین ہم گلزار کو

وہ پری آئے تو دیوانہ پرا دسپہ ہو چمن
گل نکل جائین گریبان پھاڑ کر بازار کو

ہون وہ محزون غم مرا افزون ہو شادی کی جگہ
اور رو دون مین جو دیکھون قہقہۂ دیوار کو

نیک و بد وقت نزولِ قہر ہو جاتی ہین ایک
خار و گل دونون جلا دیتی ہین یکسان نار کو

غش سے چونکا دی جو آوازِ شکستِ رنگ رخ
کیا گوارا غل طبیبون کا ہو مجھ بیمار کو

ہجر کے شب میرا کاشانہ یہ ہیبت ناک ہے
ڈر سے چڑھ آتی ہے تپ ہر صورت دیوار کو

بغض دشمن پھر رنگین طبع ہے وجہ فروغ
اور بھڑکاتا ہے پانی آتشِ گلزار کو

ایسے افسردہ ہوے مردم جو دیہ یوسف پیا
لوٹ کر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو

ہجر مین غمناک ہین ہم کون جائے سوے باغ
خانۂ شادی سے کیا مطلب ہے ماتم دار کو

شیخصاحب آکی ہم مستو نہین پیتے ہو اگر
تم بھی کھل کھیلو اتار و جبہ و دستار کو

واسطی ایسی اب اس رنگین بیانی ہے دہوم
بلبلین پڑھتی ہین گلشن مین مری اشعار کو

تیر مژگان لگاؤ گے کسکو ۔ تم نشانہ بناؤ گے کسکو
گر گیا ہون نظر سے صورت اشک ۔ خاک سے اب اوٹھاؤ گے کسکو
ہون گا بیجان تمہارے آنے تک ۔ آؤ گے جب تو پاؤ گے کسکو
ارنی کیسے وقت نظارہ ۔ لن ترانی سناؤ گے کسکو
ایک دو کیا کرو ظلم سے ہے ۔ صبر مین آزماؤ گے کسکو
کرم شب تاب ماہتاب نہین ۔ چٹکیون مین اوڑاؤ گے کسکو
میرے آنکھون سے ہی جو تمکو حجاب ۔ پھر یہ جلوہ دکھاؤ گے کسکو
ہو چکا خاک جل کے دل میرا ۔ ہجر مین اب جلاؤ گے کسکو

واسطی ہوشیار ہے وہ شوخ
دام مین اپنے لاؤ گے کسکو

دولت کی سلطنت کی خزانے کے آرزو ۔ دلمین بہری ہی سارے زمانے کی آرزو
دولت کی آرزو نہ خزانے کے آرزو ۔ دل سے مٹی ہے سارے زمانے کی آرزو
صیاد تیرے دام مین پہنسکر ہین سیر ہم ۔ پانی کی آرزو ہے نہ دانے کی آرزو
جلاد میرے قتل کو ہوتا ہی کیون طلب ۔ ہے زخم تیرے ہاتھہ سے کہانے کی آرزو
کوچے مین اوسکے دفن کی جا مل چکی دلا ۔ کتنا ہی کیا نہین یہ ٹہکانے کے آرزو
چہرہ دکہایئے یہ ہے آئینہ کے ہوس ۔ زلفین سنواریئے یہ ہے شانے کی آرزو
پستان یار تک تو ہوا اپنا دسترس ۔ باقی رہی گلے سے لگانے کے آرزو
ای ترک گہرے زخم لگا تن پہ چار پانچ ۔ بسمل کو ہے لہو مین نہانے کے آرزو
موت آگئی قفس مین ہماری ہزار حیف ۔ نکلی نہ دل سے باغ مین جانے کی آرزو
اوس سیم تن کی وصل کی یون دل کو ہی ہوس ۔ مفلس کو جسطرح ہو خزانے کی آرزو
ای دل کدہر خیال ہی کچہ جانتی ہے خیر ۔ اوس جنگجو سے آنکہ لڑانے کی آرزو

صدمے اوٹھائے نزل ہستی مین واسطی
کب ہی یہان سے جاکی پہر آنے کی آرزو

دل بہت آج سے ہے اوداس آؤ
آؤ آؤ ہمارے پاس آؤ

کوئے ہمدم نہین سے ہے فرقت مین
اے غم واضطرار ویاس آؤ

اب جو آئے تو پہر حیا کیسے
دور بیٹھو نہ میرے پاس آؤ

کیون نہ باہر ہون جامہ سے عاشق
تم بدل کر اگر لباس آؤ

مین تمہارا زمانہ آپ کا ہے
قتل کو میرے بے ہراس آؤ

اے رقیبو مجھے نہین کچہہ خوف
تم اگر مل کے سو پچاس آؤ

دور رہنا ہے دور الفت سے
پاس میرا ہو کچہہ تو پاس آؤ

درد ہجر بتان سے مرتا ہون
اے طبیبان حق شناس آؤ

ہین وہ بے پردہ آج اے مہ حصر
چرخ سے بہر اقتباس آؤ

تم نہ آئے تو مر ہے جاؤن گا
ہین کدہر آپ کے حواس آؤ

واسطی آتے ہو بتون کی جو پاس
سیم و زر لے کے بیقیاس آؤ

ہی یہ رغبت جوش وحشت مین تمہی پامال کو
ہتکڑی پہنی جو پائے حلقۂ خلخال کو

ہون وہ دیوانہ چلا زندان سے جسدم سوئی دشت
آئے اوٹہا اوٹہکر بگولے میرے استقبال کو

کل جو آنا تہا تو آج آتی قضا کیون دیر کے
گورکن ہو کار یا فاقہ ہو انحال کو

لبہاون نے مرتی دم آنسو بہائی اسقدر
موتیون سی بہر دیا اوس تیغ کی رومال کو

صاف سمجہے ہم کہ ہر کاری ہین یہ اخبار کے
قبر مین آئے ملک جب پرسش اعمال کو

پیشیمان زین صیاد کو تہی فکر میری قید کے
اب یہ سنتا ہون قفس توڑا جلایا جال کو

جامہ سے باہر یہ خوش پوشاک ہون میری طرح
ساتہہ اپنی کیون لئے پہرتی ہین اس جنجال کو

بزم حال وقال مین آیا جو دیوانہ ترا
حال واسے جتنے تھے دوڑی وہ استقبال کو

دیکھتا ہون کاسۂ زانو مین مین وہ صورتین
جو نظر آتے ہین شکلین قرعہ مین مال کو

وقت رخصت پاؤن پر سر رکھکے رویا اسقدر
کردیا گرداب دریا یار کے خلخال کو

عالم پیری مین شادی ہمکو ہوتی ہے تو یون
جیسے آجاتی ہے سوتے مین ہنسی اطفال کو

ربخ اوٹھانے سے ہی نکلجاتا ہے انسان کا غرور
سرکشی سے کام کیا ہے سبزۂ پامال کو

شکر ہے آزردگی مین ہے ابھی کچھ کچھ خیال
پوچھہ لیتے ہین وہ اورونسے ہماری حال کو

پھر سیر باغ جب جاتا ہے وہ نازک دماغ
نکہت گل دور تک آتی ہے استقبالکو

خال عارض کا جو بوسہ کیا تمنے عطا
حق رکھے تابان تمہاری کوکب اقبال کو

کاتب اعمال سے بھی اب پڑھا جاتا نہین
تمنے پر درد کے دھویا نامۂ اعمال کو

لکھتے لکھتے نامہ پشتارہ ہوا ہے واسطی
بدلے قاصد کے بلانا چاہیئے حمال کو

کیا غضب تمنے کیا کرکے اشارے دلکو
لیگئے کھینچکے سینے سے ہماری دل کو

اپنی مطلب سے ہے مطلب اونہین پروا نہین کچھ
جان قربان کرے یا کوئی وار ہے دل کو

کھیلنے بیٹھے جو شطرنج محبت عاشق
اول داؤ مین اوس شوخ نے ہاری دل کو

ہمہ تن چشم ہے داغون سے میرے پہلو مین
ہوے منظور نظر کسکے نظاری دل کو

ضعف پیری تو نمایان ہین ولیکن ابتک
دست و بازو دیئے جاتے ہین ہماری دلکو

کرے ان چاند سے ٹکڑونسے محبت پیدا
توڑلانے ہون اگر عرش کی تاری دلکو

عاشقونسے جو چلو ناز و ادا کے تم چال
کیا سنبھالین یہ غم و درد کے ماری دلکو

ڈالیان پھولو سے اغیار کو تحفے بھیجین
داغ سے داغ دیئے تمنے ہمارے دلکو

بوسۂ آئینۂ رخ کا طلبگار ہے کون
دیکھنا تھا ہمین منظور تمہارے دل کو

نالۂ گرم ہمارا ہے جو منہ سے نکلے
موم کردے ابھی پتھر سے تمہاری دلکو

تھا عجب عہد کہ یوسف کی خریدار تھی خلق
مفت لیتا نہین اب کوئی ہمارے دلکو

کوی الفت مین ہے کیا غیر گرفتاری قتل
دوڑا جاتا ہے کہان کوئی پکارے دلکو

اب وہ معشوق وفادار کرین گے پیدا
سر چڑھا کر جو نظر سے نہ اوتارے دل کو

خاک مین جان سے تنہا نہ ملائے میری
تیری دوری سنے کیا گور کنارے دلکو

کبھی ہم پر کبھی اغیار پہ ہے چشم کرم
نہین بہاتے یہ دو طرفہ کے اشارے دلکو

اور تو ورد محبت مین نہین کچھ حاصل
حاصل اتنا ہے کہ کہو بیٹھا مین پیارے دلکو

کیمیا دولت دین کی ہوا وسیکو حاصل
واسطی صورت سیماب جو ماری دلکو

ذرا جو دیکھ لے خندان ہو رخ جانان کو
ملو نہین پاؤنگے پیچھے گل گلستان کو

اگر دکہاے وہ خوش چشم نوک مژگان کو
تو سا سنا ہے نشتر سے ہو رگ جان کو

سنا ہے شہرہ جو بازار حشر کا ہمنے
گرہ مین باندھ کے رکھا ہے نقد ایمان کو

لگی ہے خانۂ دل مین تپ فراق سی آگ
خبر نہین ہے مگر میرے چشم گریان کو

جو مرتے ہین لب جانبخش کی تمنا مین
وہ لوگ خاک سمجھتے ہین آب حیوان کو

کرینگے سینے کو میدان حشر فرقت مین
ہم آفتاب بنا لینگے داغ سوزان کو

کسینے زلف کو سنبل سی دی اگر تشبیہ
تو جل کے پھونکدیا مینے سنبلستان کو

سنا ہے حال براہیم ابن ادہم کا
گدا کا رتبہ میسر کہان ہے سلطان کو

بشر کو چاہئے گذرے نہ خاکساری سی
کیا ہے خاک سے پیدا خدا نے انسان کو

خیال مصحف رخسار یار ہے جو ہمے
کرون گا یاد بہت جلد اب مین قرآن کو

عرق عرق ہو خجالت سے ابر کی صورت
دکھاؤن کان کی بجلے جو برق تابان کو

نمک چھڑکتا ہے زخمون پہ خندۂ قاتل
کچھ احتیاج نہین پھینک دو نمکدان کو

بندھی ہے ہندو گیسو کی ہر نفی یہ کمر
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

رہے گی یار کی آزردگی نہ پوشیدہ
کرے گی چین جبین فاش راز پنہان کو

بتون کی کعبۂ ابرو کا عشق ہے جب سے
اوٹھا کے طاق پہ رکھا ہے ہمنے ایمان کو

نہین ہے مہر سے کم داغ میرے سینے کا
عیان ہو صبح کرون چاک اگر گریبان کو

سزا کا خوف کسے واسطی ہے روز جزا
خدا رحیم ہے بخشیگا جرم و عصیان کو

شب فرقت مین جو روتا ہون مجھے رولے دو
داغ اندوہ جو دل مین ہین اونہین دہونے دو

دوستو نزع کی حالت مین وصیت کیسی
نیند آتی ہے مجھے غل نہ کرو سونے دو

روز ہنگامۂ قیامت کی کرینگے برپا
ہین ابھی طفل ذرا اونکو جوان ہونے دو

کنج عزلت ہے یہان بعد فنا کنج لحد
خواب آرام کی بیشک ہین یہی کونے دو

لب شیرین سے کرو مجکو عنایت بوسے
لبس در انداز جو بوتے ہین اونہین بونے دو

قبر مین آکے ستاؤ نہ فرشتو مجکو
کتنی راتون کا مین جاگا ہون مجھے سونے دو

سخت گھڑیالیون نے مجکو ستار کھا ہے
دیکھ لونگا شب وصلت کی سحر ہونے دو

ناصحو اوس پہ مین مرتا ہون نصیحت تا کے
دل ہے قابو مین نہین جان مجھے کہونے دو

کیون عداوت ہے تمہین میرے عزادارون سے
شمع روتی ہے سر قبر اگر رونے دو

واسطی یار سے کرلونگا مین قصہ فیصل
سامنا تو کسے محفل مین کبھی ہونے دو

نہ دو ایذا اسیران بلا کو
پکارا و نہین نہ یہ بندے خدا کو

نہین ہے ضعف سے جنبش کی طاقت
اوٹھا مین ہاتھ ہم کیونکر دعا کو

نہین مین آپ کے چھلے کا سارق
پکڑ لیئے باندھتے ہو دزد حنا کو

دل مردہ اوسے ہوگا زندہ
بلا لو جلد سے مسیحا نما کو

نکالے دل مرا چاہ ذقن سے
اجازت دو سیہ بخت زلف دوتا کو

ہوئے ہم ابتدائے عمر مین ضعیف
نہ پہونچے جور گردون انتہا کو

شب فرقت مین دکھلاتے نہین منہ
اسے کہدے کیا قضا آئے قضا کو

سگ محبوب کی دعوت مین لیجائے
بنا دو استخوان میرے ہما کو

لگائین سرمہ آنکھون مین جو پائین
مہ و خورشید اوسکے خاک پا کو

خوشی بیٹھی ہے در پر میکدے کے
چلو اے میکشو اندر وہا کو

برب کعبہ کچھ پرواے شاہی
نہین ہے تیرے کوچے کے گدا کو

شہیدون کی زیارت بہی ہے لازم
چلو اے واسطی اب کربلا کو

دل عالم کو نہ کرتے ہوئے پامال چلو
فتنہ جس چال سے برپا ہو نہ وہ چال چلو

اے فرشتو نہین کہنے کا وہ کچھ ہے غفار
چاہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو

جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون
لینے والون کو صدا دیتے ہین دلال چلو

اب وہ دیندار بنے شوق ہوا حج کا انکا
ہم پہ تاکید ہے کعبہ کو اسی سال چلو

چھپ کے چلنا ہے جو تمکو کسی عاشق کی طرف
چھاگلین دور کرو پھینک کے خلخال چلو

غیر اوس کوچے مین کثرت سے ہین اے حیرت دل
دیکھو موقع یہ اولجھنے کا نہین ٹال چلو

نہ بہت سوچ چکے عشاق سے کھیلو شطرنج
جیت ہی جیت ہے منظور ہو جو چال چلو

ہفت اقلیم کے سلطان ہین تمہارے مشتاق
لیچلے تمکو جدہر رہبر اقبال چلو

واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کے سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجائے جدہر اونکی سواری ہمکو
کھینچ لیجائے کشش کیون نہ ہماری ہمکو

عشق کے آتی ہی غالب ہوئی بیخبری سے
خبر کیا نزع ہے یا دہمارے ہمکو

منتظر بیٹھے ہین جب سے ہین گرفتار قفس
بوئے گل چاہیے اے باد بہار ہمکو

اوس مسیحا سے جدا ہوتی ہی بیمار ہوئے
ایک ہی دن مین تپ آئی کئی باری ہمکو

اے فلک دوش احبا پہ جنازہ ہی روان
بعد مرنے کے ملی آج سواری ہمکو

حال غیرون کا ہو معلوم بہت مشکل ہے
جب حقیقت نہین کہلتے ہے ہماری ہمکو

لیچلے تہے طرف نار فرشتے لیکن
لیگئے سوے جنان رحمت باری ہمکو

قتل کو کافی ہے جنبش مژہ وابرو کے
آپ تلوار لگائین نہ کٹاری ہمکو

ساتھہ ہی پہر گئی آنکھون کی تلی قیس کے شکل
نظر آئی جو کبھی کوئی عماری ہمکو

تب یقین ہوگا ہوا خاتمہ بالخیر اپنا
مرتے مرتے جو رہی یاد تمہاری ہمکو

دوست سمجہاتے ہین ہنستی ہین عدو وحشت میں
کیسے کیسے نہوئی ذلت وخواری ہمکو

اوسنے پیچھے پہ اپنے جو بلایا سمجھے
آج قسمت نے کیا بجزاری ہمکو

واسطی سمجھے جو آنکھین ہوئین رونے سے سفید
بزم الفت مین ملے آئینہ داری ہمکو

ان آنکھون سے مین کیونکر دیکھہ سکتا ہون دلکو
کہ چشم نقش پائی خواب مین دیکھا نہ منزل کو

چھری غم کی چلے حد سے سوا صدمہ ہوا دلکو
طپان دیکھا جو ہمنے خاک وخون مین مرغ بسمل کو

جو بیٹھے صحبت جاہل مین کیا ہو نفع جاہل کو
جگائی خواب غفلت سے کبھی غافل نے غافل کو

نہین رکھتا زمین پر پاؤن خط مجہسے جو پاتا ہے
ہوا کیطرح سے طے نامہ بر کرتا ہی منزل کو

ہوا کوئی نہ آکر غرق ہونے مین شریک اپنا
ڈبوا ہی انفعال عافیت یاران ساحل کو

لگا کر زخم کہدے کیا نصیحت سے چہڑائے گا
تماشا رقص بسمل کا پسند آتا ہے قاتل کو

در دولت سرا سے مصطفی کیا باب رحمت ہے
کہ نقد دو جہان یان بے طلب ملتا ہی سائل کو

جو صحرائی ہین اونکو شہر یون سے کیا علاقہ ہے
چراغ لالہ کب آکر کرے پر نور محفل کو

فروغ اللہ نے جنکو دیا ممدوح عالم ہین
کوئی ناقص نہین کہتا جہان مین ماہ کامل کو

ہجوم عاشقان سے ہے نوبہار حسن جانان تک
خزان مین باغ سے مطلب نہین رہتا عنادل کو

کرے نا اگر کچھ ہو ہمارے پاؤنکو جنبش
پسند آیا ہمارا قید رہنا کیا سلاسل کو

کرے اک وار جس بسمل پہ تن اوسکا ہو دو ٹکڑے
خدایا زور کر ایسا عطا بازوئے قاتل کو

عجب کیا وصل دشمن کا ہو ہمکو واسطی حاصل
خدا آسان کر دیتا ہے ہر بندے کی مشکل کو

گذر گئی شب وصلت لب الست کلام کے ساتھ
نماز صبح ادا کی نماز شام کے ساتھ

بسان ساکن کشتی محیط عالم میں
وہ راہرو ہوں مرا کوچ ہے مقام کی ساتھ

جبین یار پہ ٹیکا ہے اور افشان بہی
چمک رہے ہیں ستارے مہ تمام کی ساتھ

وہ دوڑے آئے تماشا سمجھ کی دہوکی میں
اوٹھا جنازہ عاشق جو ازدحام کی ساتھ

عجب نہیں ہے جو تقلید دل کریں اعضا
کہ سجدہ کرتے ہیں سب مقتدا امام کے ساتھ

برنگ شیشہ وہ اس غم میں ہوں حزین دل
کہ میرے منہ سے ٹپکتا ہے خون کلام کی ساتھ

زبان غیر سے ہو شرح آرزو کیونکر
چلوں میں آپ ہی اوس شوخ تک پیام کی ساتھ

ہوئی ہے قید جو لوا سقدر تڑپ بلبل
کہ توڑیں تار نفس رشتہ ہای دام کے ساتھ

تمیز اسفل و اعلے کہاں ہی الفت میں
کمال عشق تہا محمود کو غلام کے ساتھ

اوٹھا نہ دست ستم محتسب خدا کی لیئے
شکستہ شیشۂ دل ہو نہ کوئی جام کے ساتھ

حیا بہی آ گئے جب سامنا ہوا میرا
اوٹھا جو ہاتھ وہ آنکھیں جھکیں سلام کے ساتھ

جو نکلوں خانۂ صیاد سے تو مر جاؤں
قفس تلک ہی میری زیست دم ہی دام کے ساتھ

یقین ہے گرد کے مانند پیچھے رہ جائے
صبا چلے جو تیرے اسپ خوش خرام کے ساتھ

نہ کہنے پائے دم نزع حال دل اوسے
وہ دیکھنے بہی جو آئے تو ازدحام کی ساتھ

بجا ہے سرو چراغاں ہی تن جو داغوں سے
ہوا ہے عشق کسی سرو لالہ فام کے ساتھ

کروں میں نفس کشی کیوں نہ دل کی کہنے سے
جہاد در راہ خدا فرض ہے امام کے ساتھ

بیان صفحۂ ہستی وہ نا قبول ہوں میں
نگین ہے چین جبین میری نقش نام کی ساتھ

دعا ہے روز یہی واسطی کہ روز جزا
محمد و رسول کرین حشر ہمیں امام کی ساتھ

بوالہوس کو دید روی یار سے کیا فائدہ
کور کو نظارۂ گلزار سے کیا فائدہ

اے طبیبو خود دوا کرنی سی نفرت ہی مجھی
اسقدر اغماض مجہ بیمار سے کیا فائدہ

چہرہ دکھلاؤ کہ ہین دیدار کے مشتاق ہم
لن ترانی ہو چکے تکرار سے کیا فائدہ

جانتا ہون دل سے تمکو وصل کا اقرار ہے
یہہ تو کہیے ظاہرے انکار سی کیا فائدہ

کہدو واعظ سے نہ بک بک کر کری خالی دماغ
سنئے والا جب نہو گفتار سی کیا فائدہ

سہے حضور چشم دل ہر وقت جلوہ آپ کا
منہ چھپانا طالب دیدار سے کیا فائدہ

لوث عصیان سی نہین ہی دامن دل پاک اگر
شیخ صاحب جبہ و دستار سی کیا فائدہ

ہر قدم اوڑتی ہی خاک اونکی جو ہین پیر زمین
رہرو و اس تیز سے رفتار سی کیا فائدہ

پاؤن پر جہک کرتا اوس گلکی گر آنکہین سٹ
باغبان پہر نرگس بیمار سے کیا فائدہ

کوچہ گرد ون سی ہمین نفرت ہی خود دیکہو ہو تم
جہانکنا پہر روزن دیوار سے کیا فائدہ

بوسہ اوس گل سی مگر جب طلب کرتا ہون مین
ہنسکے کہتا ہے کہ اس تکرار سی کیا فائدہ

فیض نا ممکن سہے دولت لاکہ ممسک کو ملے
دل اگر نامرد سہے تلوار سے کیا فائدہ

واسطی کیون ہر سحر جاتی ہو اوس کوچہ مین تم
مفت بگڑے گی وہان دو چار سے کیا فائدہ

ہر جگہ ہین یہ میرے داغ بدن میرے ساتھ
سیر صحرا مین بہی رہتا ہی چمن میری ساتھ

نوجوانون پہ ہے پیرون کو عنایت لازم
کیون عداوت ہی تجہی چرخ کہن میری ساتھ

جیتے جی یار تہے جتنے وہ لباسی تہی تمام
بعد مرگ ایک نی پہنا نہ کفن میری ساتھ

کیا عنایت ہی وطن سی جو سفر کو مین چلا
دور تک آئے میری اہل وطن میری ساتھ

رشک لیلی تیری آنکہون کا سمجہکر مجنون
شوخیان کرتی ہین آہوی ختن میری ساتھ

فصل گل آئی ہے گل ہوکے چمن آتا ہی ہو گل ۔۔۔ زمزمے کرتے ہین مرغانِ چمن میری ساتھ
کیون نہ گلشن مین شگفتہ ہو مرا غنچۂ دل ۔۔۔ سیر کو آئے جو وہ غنچہ دہن میرے ساتھ
مانگتا ہون مین جو بوسہ تو وہ کیا کہتے ہین ۔۔۔ دل لگی کرتے ہوا ہی مشفق من میرے ساتھ
خواب مین دولت بیدار یقین ہو کہ ملے ۔۔۔ سونے آیا ہی کوئی سیم بدن میرے ساتھ
گور تک ہمرہ تابوت ہے سارا عالم ۔۔۔ دیکھو آئے نہ کوئی دزد کفن میرے ساتھ

واسطی مر کے کسی خوف ہی تنہائی کا
گور مین ہین میرے اعمال حسن میری ساتھ

ہوا قصہ شب فرقت کا کوتاہ ۔۔۔ سحر پیدا ہوئے الحمد للہ
جدا معشوق سے عاشق کا ہونا ۔۔۔ حقیقت مین بڑا صدمہ ہے جانکاہ
میرے الفت سے اونکو بہی ہے انس ۔۔۔ مثل سچ ہے کہ دلسے دلکو ہے راہ
صبا کرتے ہے بوئے گل پریشان ۔۔۔ جہانمین کون کسکا ہے ہوا خواہ
جنازہ دیکھکر میرا وہ بولے ۔۔۔ براتی ساتھ مین جاتا ہے نوشاہ
نجنے ہونمین میرے نزدیک ہی ایک ۔۔۔ فقیر دن کی منڈ ہے شاہون کی درگاہ
ہوا کس روز کم اپنا غم دل ۔۔۔ وہے آنسو وہے نالے وہے آہ
ترے سمجھانے سے اے واعظ تہہر ۔۔۔ کرون مین ترک عشق استغفر اللہ
لیا نام علے مشکل ہوئے حل ۔۔۔ عجب یہہ نام ہے اللہ اللہ

بڑہا ہے واسطی اتنا تو اب ربط
میرے گہر آتے ہین وہ گاہ بے گاہ

جبسے دیکھی ہمنے تیری کاکل مشکین سیاہ ۔۔۔ سنبل آسا ہے رگِ جانمین ہمارے خون سیاہ
حسن رخ جاتا رہا نکلا خطِ شبگون سیاہ ۔۔۔ ماتم لیلی مین ہے پیراہن مجنون سیاہ
میری اشکِ سرخ سی بہی سرخ ہے فرش زمین ۔۔۔ میری دود آہ سی ہے خیمۂ گردون سیاہ

ناخدا ہستون کا توہی کشتی می کروان | کیا گہٹا اوٹہی ہی آ ساقی لب جیحون سیاہ
لعل میگون آپکے دیکہے تو مارے رشک کے | بادۂ گلگون ہو جلکر صورت افیون سیاہ
ہے جو عشق گیسوی شبگون کا رگ رگ مین اثر | فصد کہلواؤن جو مین اپنی تو نکلے خون سیاہ
ہجر ساقی مین یہ اوٹہا دل سے اپنی دود آہ | ہوگیا بوتل کی صورت شیشۂ گردون سیاہ
کیا نظر مین اپنے ٹہہرے مال دنیای دنی | ہی یہ سیم قلب مانند دل قارون سیاہ
ہون یہ بیخود الفت لعل سے آلودہ مین | لال کو پوچہے کوئی مجہسے تو بتلاؤن سیاہ
کیا کرون مین بات یارون سے کہ ہر ہر بات مین | نالہ سینے سے نکلتا ہے دل محزون سے آہ
ہجر جانا نمین کچہہ آنکہون کو نظر آتا نہین | مثل شب رکہتا ہے دنکو طالع وارون سیاہ

فرقت جانان مین او کبہی مر نہ کیون اے واسطی
گور تیرہ سے ہے کاشانہ مرا افزون سیاہ

بہار آئی ہے اے ساقی شراب عشق مستی ہے | پیین لیکے نقد جان دیکر ذوق می پرستی ہے
جسے کہتے ہین عالم اک خراب آباد بستی ہے | کہ ہستی نیستی ہی نیستی دنیا کی ہستی ہے
جہان کہتے ہین جسکو ہم وہ اک ویران بستی ہے | کہ جسکے ہر در و دیوار سے وحشت برستی ہے
عداوت سے نہین خالی ہے جبکنا اہل دولت کا | زیادہ کاٹ کرتی ہے بہت جو تیغ کستی ہے
نہ بولو کچہہ اگر گذرو کبہی گور غریبان پر | جواب انسے نہین ملتا ہی خاموشون کی بستی ہے
ہوئی سد ومیخانے کہ پہر ماہ صیام آیا | گئی مستی کی دن اب میکشو اب فاقہ مستی ہے
نہ ہو مغرور اس عز و شرف پر اپنی اے منعم | فلک کو دیکہہ لے تو اوج کی ہمراہ پستی ہے
نہ نکلے نغمۂ منصور کیونکر ہر رگ و پی سے | کہ شرب بادۂ وحدت سے مجہکو جوش مستی ہے
مین ہون اک نقش پای بوتراب اے گردش گردون | تجمل خاکساری ہے بلندی میری پستی ہے
ہنسا کیون اشک چشم عندلیب و خندۂ گل پر | مگر رونی پہ اب فرقت مین سیلی ہی خلق ہنستی ہے
نہین معبود جب کوئی سوا اللہ کے ثابت | حقیقت مین ہین عشق بتان بہی حق پرستی ہے

جلا کرتا ہے سوز رشک سی مریخ گردون بہی
عجب حاصل تیری تیغ نگہ کو تیز دستی ہے

عجب کیا دشت وحشت مین جو ہے میر قبیلا مجنون
کہ مین حاکم ہون عالم اوسکو حاصل پیشہ پستی ہے

حسین سب ہو گئی جامہ سی تجھکو دیکھکر باہر
اکھاڑا تھا جو پریون کا وہ دیوانونکی بستی ہے

تصور ہے بتون کا واسطی ہر دم ترے دلمین
خدا کی شان ہی کبھی مین شغل بت پرستی ہے

نگہ جب گوشہ چشم ستمگر سی نکلتے ہے
سر عشاق پر تیغ قضا کی طرح چلتے ہے

نہین معلوم اپنے دلمین کیسی آگ جلتی ہے
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینی سے نکلتے ہے

تیری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہے
سنبھالی سی کسیکے معرکی مین کب سنبھلتے ہے

وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
کہین تقدیر کی آگے کوئی تدبیر چلتے ہے

تڑپ جاتی ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو اور ایذا
ہوائی کاکل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہے

ہماری مرگ سی سامان غم ہی بزم جانان مین
حنا ململ کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہے

بپا ہوتا ہے قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہے

جگر مین دلمین سینی مین تپ فرقت کی سوزش ہے
یہ عالم ہی جدہر دیکھو اودہر اک آگ جلتی ہے

بجای آہ اوسکی عارض گلگون کی الفت مین
صدای خندہ گل میری سینی سے نکلتی ہے

خیال یار سے کرتی ہین باتین ہم تصور مین
طبیعت کنج تنہائی مین یون اپنی بہلتی ہے

وہ مہ منہ پھیر کر سوتا ہی شب بہر میرے جانب سی
بھلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہے

جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون ہین گیسو مین
شب تاریک مین جسطرح ناگن من اوگلتی ہے

یہ دلمین ہے جلا دون کاٹ کر شاخ تمنا کو
ہوئی ہی خشک ایسی پہولتی ہی نہ پہلتی ہے

گذر جاتا ہے دنیا سے تمہاری خال کا عاشق
مسافر کی کب اس جہان سرا مین دال گلتی ہے

عدم کے جانیوالو ہمکو بہی ہمراہ لے لینا
مسافر ہو جو تنہا اوسکو راہ دور کہلتی ہے

دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا
سنبھالی سی طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتی ہے

یہ کس بیداد گر بے رحم کی کشتے کی تربت ہی
سرہانی جسکے حسرت خود کفِ افسوس ملتی ہی

خدا کی واسطے اے عیسیِ دوران عیادت کر
قضا آئی ہوئی بیشک تری آنیسی ٹلتی ہے

تمنا جیسی ہے نظارۂ دستِ نگارین کے
نگاہ شوق مژگان سی کف افسوس ملتی ہے

ڈبویا نام چشمون مین اپنا میری آنکھون نے
نہین بجھتی ہے ادنسی آگ جو سینی مین جلتی ہے

پہنسا زلفون مین دل آخر بہت اے واسطی رکّا
بلا جو آنی والی ہے وہ کب ٹالی سی ٹلتی ہے

چہرے خوشی سے تیری تپنچی کی کہائین گے
لوہی کی بہی چہنی جو ملین گے چبائین گے

آنی سے جنکو ننگ ہی اونکو بلائین گے
اے جذبِ شوق آج تجہے آزمائین گے

لگ جا گلے سے پہر نہ گلے سے لگائین گے
جاتے ہین وان جہان سی کبہی پہر نہ آئین گے

سنتی ہین آج گہر مین ہمارے وہ آئین گے
دل دے چکی ہین نذر او نہین کیا دکہائین گے

ساقی نگاہ مہر سے دیکھے کا جب ہمین
بیخوف محتسب کو ہم آنکہین دکہائین گے

پروانہ کسدن آئیگا خط کی جواب مین
دیکہین یہ شمع رو ہمین کبتک بلائین گے

بہو جہ شعلہ رو نہین دیتی ہین دلکو داغ
مطلب یہ ہے کہ سر و چراغان بنائین گے

دیکھا ہے جبسے مصحفِ رخ اے صنم ترا
کہتی ہین برہمن کہ ہم ایمان لائین گے

مضمون شاعرون سی بندہی گا کمر کا کیا
ہستی سے جب تلک یہ عدم کو بجائین گے

پوچہو نہ راہ ملک عدم کسقدر ہے دور
زندے کرینگے قصد تو مر کی جائین گے

ہم عاشقون کو بوسۂ ابرو مراد ہے
درگاہ مین کمان کے چلّے چڑہائین گے

گوشہ ہی ہمکو محفلِ جانان سے خوب ہے
مر جائین گے نہ منت دربان اوٹہائین گے

رکہتے ہین کب سبیل وہ پیاسون کی واسطے
شمشیر آبدار کا پانی پلائین گے

پازیب بی سبب نہین ہوتی ہی زیب پا
سوتے ہو دنکو خواب عدم سے جگائین گے

جس روز دل مین آئیگا اک آہ کہینچ کر
قلابے آسمان و زمین کے ملائین گے

پہونچینگے بام یار تک اے ہمنشین ضرور — جب ہم کمند آہِ رسا کو بنائین گے

سو بار دے چکا ہے یہ الفت مین جان کو
کیا واسطی کو آپ بہلا آزمائین گے

تجھکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھے — کیا دیکھلے ہی گردشِ چشم بتان سے کبھے
جہپر وہ گل خفا ہے کبھی مہربان کبھے — آتی ہی فصلِ گل کبھی فصلِ خزان کبھے
ملتا نہین بتون کی دہن کا نشان کبھے — کہلتا نہین ہے عقدۂ رازِ نہان سے کبھے
برباد ہونہ بعد میرے دودِ دل مرا — یارب سرفراز بنے سائبان سے کبھے
سنگ جفا سے شیشۂ دل چورچور ہو — تو بہی یقین ہی منہ سی نہ نکلے فغان کبھے
اوس کو چمین رسائی قاصد ہو کسطرح — فکر رسا بہی جاسکے نہ اپنی جہان سے کبھے
ظلم و ستم ہین اہلِ زمین پر ہزار ہا — آتا ہے رحم تجھکو بہی ای آسمان سے کبھے
ہے شغل آہ و نالہ فقط بے کمالِ عشق — بھڑکے گی جب یہ آگ نہ ہوگا دہوان کبھے
وحشت مین گردشون کو میری دیکھ دیکھکر — چکرائے گا یقین ہے یہ آسمان سے کبھے
ای رشک مہر و ماہ پہرے تم جہان مین — روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھے
یارب زمین کوچۂ جانان ہوا ور ہم — ہمسے کسیطرح نہ پہرے آسمان سے کبھے
تنہا اگر وہ مل ہی گئے محو عشق کو — منہ بند ہو گیا نہ ہوا کچھ بیان کبھے
بہولین گے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو — چھاپے مین چھپ گئی جو میری داستان کبھے
جانباز سے رقیب کی جوہر کھلین گی صاف — قاتل کی سامنے جو ہوا امتحان سے کبھے
بلبل خزان مین کہتی ہے گلشن کو دیکھکر — رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھے
کیا جلد صبح وصل کی شب تو نی کی عیان — بہولا نہ اپنی چال کو اے آسمان کبھے
پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ — صورت اگر دکھاؤ تم ای جان جان کبھے
برسون اسیر زلفِ بتان واسطی رہے — پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھے

اجازت آہ و فغان کی جو وہ ہمکو عطا کرتے
تماشا دیکھتے ہم روز اک محشر بپا کرتے

جو خوش ہوتے وفا کرتے خفا ہوتی جفا کرتے
مگر ترک تعلق یون نہ تم اسے دلربا کرتے

میسر وصل اگر ہوتا تو کہتا حالِ دل اپنا
وہ خوش ہوتے تو کیا کرتے خفا ہوتے تو کیا کرتے

بوقت قصہ خوانے دوستونکو یہ مناسب تہا
میری دیوانگی کا اوس پریہی تذکرا کرتے

دکہاتا تہا وہ نہین آئینہ دل جاے آئینہ
اسی صورت سی صورت آشنا کو آشنا کرتے

کیا کرتے ہین عالم مین جو دعوای مسیحائی
مریضِ عشق ہوئین کیون نہین ہمری دوا کرتے

ہمین عاشق بنایا اور تمہین معشوق خالق نے
وگرنہ ہم بھی ایسے تہی کسی سے التجا کرتے

صنم خانے سے اوٹھکر قصد مین کرتا جو کعبی کا
معاذ اللہ مری حق مین بت کیا جانے کیا کرتے

ازل سے عشق مین اور حسن مین اک ربط قائم ہے
نہ دیتی دل حسینونکو تو پہر ہم اور کیا کرتے

دکہایا جلوۂ دیدار تو بیخود کیا اوسکو
یہ حسرت رہ گئی باقی کہ عرضِ مدعا کرتے

ٹہرنا نامناسب تہا ادہر آتی ادہر جاتے
سمجھتے ہم تو سیر اس باغ کی مثلِ صبا کرتے

سعادت مجھکو بھی ہوتی ریاضِ دہر مین حاصل
وہ میری طائر دل کو جو صدقی مین رہا کرتے

کلان تو دی سے تہی منظور ہمکو خاک برداری
در سلطان اگر ملتا گدایانہ صدا کرتے

ریا و مکر سے محفوظ رکہا ہمکو قسمت نے
وگرنہ پردۂ تقوی مین ہم کیا جانے کیا کرتے

ہمین عشق بتان سی واسطی فرصت ملی کسدن
کہ جاتے زاہدونمین بیٹھکر ذکر خدا کرتے

یہ ہے حجاب کہ منہ روبرو نہین کرتے
وہ کھل کے سامنے کبھی گفتگو نہین کرتے

صنم کدی مین حرم مین چمن مین صحرا مین
کہان کہان تیری ہم جستجو نہین کرتے

حرام مس ہے اونہین تیری مصحفِ رخ کا
جو آب چشم سے پہلے وضو نہین کرتے

خیال ہے جو ہمین اونکی بی دہانے کا
خموش بیٹھے ہین کچھ گفتگو نہین کرتے

وہ دیکھکر میرے اشکونکو ناز سے بولے
یہ جھوٹے موتی ہین ہم آبرو نہین کرتے

کیا ہے مست جو ہو نگاہ ساقی نے
ہواے بادۂ و جام و سبو نہین کرتے

یقین ہے فنا ہین پائین نہ وہ شراب طہور
جو آکے بیعت دست سبو نہین کرتے

کسی کے تیر نگہ کا ہے یادگار یہ زخم
اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجہا یہ ہین دل کی لگے کیا جو ظاہر ہین دوست
جگر کا چاک رفوگر رفو نہین کرتے

سجا ہی بکر ہے جو آجتک یہ زال جہان
کہ ہر داسکے کبہے آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر ہین تا انجم و ملک
وہ کون ہین جو ترے جستجو نہین کرتے

ہوئی ہے دل کو یہ مطلب کی نام سی نفرت
کہ آرزو کی بجے ہم آرزو نہین کرتے

کسیکے گیسوے عنبر فشان کو سونگہا ہے
خطا سمجہ کے کبہی مشک بو نہین کرتے

پسند ہے یہ اسیر سے کہ حلوہ رت قمرے
کبہی شکایت طوق گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پہنسایا ہی دیدۂ و دل نے
جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابہی تو سر مین ہے سوداے عشق پوشیدہ
بیان وحشت دل ہو بہو نہین کرتے

ستم شعار ہین بے رحم ہین جفا جو ہین
وفاے عہد کبہے خوبرو نہین کرتے

حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سی قصد سوے لکہنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجہے
منزلون وحشت نے دوڑایا مجہے

کچہہ نہ کچہہ وہ کرکے حیلا اوٹہہ گیا
جب کسی نے لاکے بٹہلایا مجہے

سایۂ بال ہما سے کم نہین
یار کے دیوار کا سایا مجہے

کیا نہ تم سمجہے تہے وحشت ناصحو
کیا سمجہکر تمنے سمجہایا مجہے

کس کے تیغ ناز عریان ہو گئے
نیم بسمل کرکے تڑپایا مجہے

روتے روتے ہو گئین آنکہین سفید
دن شب غم نے یہ دکہلایا مجہے

بے تمیزون سے ہوئی حاصل تمیز
راستہ غولون نے بتلایا مجہے

شکر ہے حاصل ہوا گنج سخن
مل گیا قسمت سے سرمایا مجھے

داد دے وحشت سے مین جاتا کہان
جہاڑیون نے کیا نہ الجہایا مجھے

تہک گئے اہل نصیحت واسطی
مین نہ سمجہا لاکہہ سمجہایا مجھے

ہجر مین کیا کیا نہ پیش آیا مجھے
موت نے آ کے دہمکایا مجھے

آ دے آیا کہ آنے سے ہے قضا
جسنے بہیجا اوسنے بلوایا مجھے

جب گئے ہوش و خرد تب عشق نے
جو نہ سمجہا تہا وہ سمجہایا مجھے

دیکہکر اوسکو مین اپ کہو گیا
دل نے بہی ڈہونڈہا نہ پہر پایا مجھے

مین کہان رہتا تہا کس عالم مین تہا
شوق اوسکا اسطرف لایا مجھے

مہر عالم تاب وہ ذرہ ہون مین
جلوۂ جانان نے چمکایا مجھے

پیشوا ہے پیر ہے مرشد ہے دل
وہ کیا جو اوسنے سمجہایا مجھے

مین کہان یہ عالم ہستی کہان
خود مین آیا یا کوئی لایا مجھے

خود نمائے مانع اخفا ہوئے
آپ اوسنے جلوہ دکہلایا مجھے

کعبہ و بتخانہ و گلزار و دشت
ہر جگہ تو ہی نظر آیا مجھے

ہے نفخت فیہ من روحی دلیل
مل گیا وحدت کا پیرایا مجھے

واسطی غفلت مین تہا گمراہ مین
راستہ مرشد نے بتلایا مجھے

کیا خوب شکل اوس بت کافر ادا کی ہے
ہندو بہی کہہ رہے ہین کہ قدرت خدا کی ہے

جلتے ہی اپنی شمع لحد آپ بجھ گئے
بدعت نسیم کی نہ عداوت صبا کی ہے

کیا کیا بلند بندشین ہین مضمون زلف یار
آفت کا اپنا ذہن طبیعت بلا کی ہے

جسپر کرم ہو عشق کا وہ بادشاہ ہو
خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہے

پوچھا محال ہے ترے بیمار عشق کا
کیون دوستونکو فکر دوا و دعا کی ہے

مضمون گریہ اسمین لکھے ہین جو بیشتر
دیوان نہین ہے جلد یہ بحر البکا کی ہے

جو راہرو چلے لگے سونا اوچھالتے
دشوار راہ یار کے دولت سرا کی ہے

تیرے شہید زندۂ جاوید کیون نہون
تلوار موج چشمۂ آب بقا کے ہے

شاید کہ خون ترے شہیدون کا ہو شریک
شوخی یہ بی سبب نہین رنگ حنا کی ہے

وحشی وہ ہون کہ عشق مرا قید خانہ ہے
زنجیر میرے پاؤن مین زلف رسا کی ہے

فیض کلیم فقر سے مین بادشاہ ہون
خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کے ہے

ہوتے ہین سیکڑون کو دم فکر دل لہو
گویا زمین شعر زمین کربلا کے ہے

کہہ تو مجھے خدا کے لیے ای نسیم صبح
بو تیرے پیرہن مین کسی آشنا کے ہے

دانا کوئی سمجھے گا نہ پسنی سی زیر چرخ
گردش جو رات دن ہی اس آسیا کی ہے

آسان ہوتی جاتی ہین جتنی ہین مشکلین
تائید واسطی مجھے مشکلکشا کے ہے

تاثیر میرے جذب کی ہی یا دعا کے ہے
بت آ ملین میری گھر مین یہ قدرت خدا کی ہے

صورت کا چھا اور کشتۂ ناز و ادا کے ہے
جاوید زندگی صفت اپنی قضا کی ہے

کیا کیا نہ ہم علاج اطبا سے کر سکے
آئین وہ دیکھنے کو یہ صورت شفا کی ہے

کیونکر لکھون نہ وحشت دل اپنے موبمو
ہون مبتلا ے زلف طبیعت بلا کی ہے

دل ہی نے کر دیا ہمین بیگانہ خلق سے
یہ دشمنی ہمارے اسی آشنا کے ہے

اکسیر ہاتھ آئے مس قلب ہو طلا
اسو اسطے تلاش تری می خاکپا کی ہے

مین مبتلا سے زلف بتان بے سبب نہین
ہی اسمین کوئی راز یہ مرضی خدا کی ہے

ہو پہنچے نہ بوے پیرہن یار مجھ تلک
شکوہ نسیم کا نہ شکایت صبا کے ہے

پہلے جنون ہوا مجھی پھر غم مین مر گیا
وہ بات ابتدا کی ہی یہ انتہا کے ہے

آنکھون کو کیون پسند ہو چودھوین کا چاند
تصویر ٹھیک ٹھیک کسی مہ لقا کے ہے

کہتی ہین جسکو حور سرافیل اہل شرع
جھنکار اسے جنون میری زنجیر پا کے ہے

سینے کا درد دل کو جو دیتا ہی لذتین
اسمین بھی کیا چمک تیری تیغ ادا کی ہے

کنج قفس مین سیر چمن کے کہان نصیب
لائی جو بوی گل تو عنایت صبا کی ہے

چہرہ چمک رہا ہے جو ہر گل کا مثل برق
شوخی یہ باغ مین تیری رنگ حنا کی ہے

کافی ہے اپنے تن کو لباس برہنگی
جوش جنون مین کیا ہمین حاجت قبا کی ہے

دنیا مین خوب و زشت کی کیونکر تمیز ہو
صورت جو رند کی ہی وہی پارسا کے ہے

ہی واسطی کو عشق مین کیا کیا خیال خام
امید بیوفاؤن سے مہر و وفا کے ہے

تاب غصے کی کہان اے ستم ایجاد مجھے
لال لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد مجھے

کسی گلرو کے نہین بھولتی ہی یاد مجھے
کیا گلستان کا سبق دیتی ہین استاد مجھے

وہ خوش اوقات ہون ہر دم ہی تیری یاد مجھے
ہی شب و روز وظائف یہی اوراد مجھے

پھر نیا ظلم دکھا اے ستم ایجاد مجھے
ہون مین غم دوست نہین شکوۂ بیداد مجھے

اسقدر خانۂ صیاد مین مدت گذرے
نہ رہی وضع گل و طرز چمن یاد مجھے

کشتہ جس وقت ہوا زندۂ جاوید ہوا
ہو گیا آج مسیحا مرا جلاد مجھے

پیر و مرشد مین سمجھتا ہون تو اپنے دلکو
وہی کرتا ہون جو کرتا ہی وہ ارشاد مجھے

میری خاموشی کا باعث ہی کہان صبر و شکیب
ناتوانی سے نہین طاقت فریاد مجھے

ہی خزان باغ سے صیاد گئی فصل بہار
ہای کب قید سے تو نے کیا آزاد مجھے

مصرع قامت دلدار مین سمجھا اسکو
نظر آیا جو کبھی باغ مین شمشاد مجھے

کوہ غم مینے اوٹھایا تو یہ حسرت پائے
لب شیرین سے کہا یار نے فرہاد مجھے

مر گیا مین جو کیا وعدہ فراموش اوسنے
غفلت یار ہوئے خنجر جلاد مجھے

ہون وہ مے نوش کہ آنکھونسی بجالا یا مین | جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے
جبتک اوس بت کا تصور نہین آتا یارب | کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے
جوش وحشت نی یہ کانٹونمین گھسیٹا ہے کہ آب | ہی ہر اک سوی بدن نشتر فصاد مجھے

واسطی گر گیا ہاتھون سی میری دل ناشاد
کوچۂ عشق کے ہو رہے گئے افتاد مجھے

رنج و محن اوٹھا لیئے ایذا اوٹھائیے | لیکن نہ ہاتھ عشق سے اصلا اوٹھائیے
مین بہی نہ آؤن گا مجھے اچھا اوٹھائیے | غیرون کی دوستی کا نتیجا اوٹھائیے
دریا کی سیر روز صنم بے سبب نہین | کہیا نتا ہون آپ جو گنگا اوٹھائیے
کیون کر فرشتے لیگئے جنت مین بے سر اشک | ممکن نہین کہ خاک سے دریا اوٹھائیے
دیتا ہون نقد دل مین تہین اختیار ہے | رکہیے عزیز یا اسے بیچا اوٹھائیے
بسمل جو سرو ہو گئے اونکی تو یہ کہا | بس ہو چکا تمام تماشا اوٹھائیے
باقی ہے نقد جان اسی لے کہ موت لے | کس کس کا مفلسے مین تقاضا اوٹھائیے
کوہ غم فراق کا اوٹھنا محال ہے | طاقت سہی ہو جو بڑہ کی اوسی کیا اوٹھائیے
تحریک ابرو و غمزہ کافی ہے قتل کو | تلوار کھینچیے نہ تپنچا اوٹھائیے
صاحب شب وصال مین یہ شرم ہی غضب | للہ اپنے منہ سے دوپٹا اوٹھائیے
ممکن نہین کبہی مرض عشق سے شفا | کیون سر پہ بار منت عیسے اوٹھائیے
آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہے | مسجد سے قصد ہے کہ مصلا اوٹھائیے
طاقت نہین ہے ناز اوٹھانیکی بہی ہمین | کسطرح بار شکوۂ بیجا اوٹھائیے

عقبے کی فکر چاہیے انسان کو واسطی
کس واسطے عبث غم دنیا اوٹھائیے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہے | تو خنجر لائیے پہر دیر کیا ہے

قدا وسکا ایک آفت ہے بلا ہے
برنگ دانہ دل کو پیستا ہے

مقدر نے کیا ہے پیچ مجھ سے
غلط ہے چشم الفت اوس سے ای دل

تمہارے زلف مشکین کے مقابل
ہین توڑون سلسلہ زلفون کا کیون کر

کہین سینے سے دل چورے بچائے
بنا ہے کوے قاتل مین تماشا

خباہ اوس بیمروت سی ہے مشکل
کہلے ہین بال کسکے آج یارب

سعادت ہے جہکائین سر جو قائل
فلک پر پھر روشن طور پر برق

بلا دہر سے وہ گیسوے رسا ہے
مگر گردون گردان آسیا ہے

تیرے زلفون کا سودا ہو گیا ہے
وہ کسکا دوست کسکا آشنا ہے

خلق کا نام لینا بھی خطا ہے
کہ اس زنجیر کا لوہا کڑا ہے

وہ دزدیدہ نظر سے دیکھتا ہے
کوئی مرتا ہے کوئی لوٹتا ہے

یہ میرا دل یہ میرا حوصلا ہے
معطر دامن باد صبا ہے

کہ تیرے تیغ بھی بال ہما ہے
تیرے عارض کا جلوہ جا بجا ہے

خدا کے واسطے مل واسطی سے
تیرا عاشق ہے تیرا مبتلا ہے +

خضر کو راہ بتاتی ہے جستجو تیرے
بہری ہے دلمین ہمانتک تو آرزو تیرے

عزیز جان سے ہے جسکو بہت وہ کیا جانے
نہ بہاگ قید سے ای دل کہ صورت قمری

جو ہمکلام ہو تو گنگ سے تو گویا ہو
کدہر سے دیکھیے ہوتا ہی جلوہ یوسف

نکال دینگے نہ آیا جو بزم مین وہ مست
کنوئین جہکاتی ہے یوسف کو آرزو تیرے

کہ غنچے سے آتی ہے مجھکو بو تیرے
میری نظر مین ہے اے تیغ آبرو تیرے

براے طوق ہے پیدائش گلو تیرے
کلید قفل خموشی ہے گفتگو تیرے

نگاہ دیکھتے ہی راہ چارسو تیرے
ہمارا ہاتھ ہے اور گردن ای سبو تیرے

بڑہی امید کہ ہونگے غریق رحمت ہم
جو آب تیغ پہونچ جائے تا گلو تیرے

نکل کے خانۂ زنجیر سی کہان جاؤن
لپٹتے ہے مجھے زلف مشکبو تیرے

نسیم آئی ہے تو کسکے کوچۂ گیسو سے
جنون بڑہاتی ہے سودائیون کا بو تیرے

سوائے چاک کہان التیام کی صورت
کتان ہی دل مرا مہتاب آرزو تیرے

ادہر بہی تو ہی ادہر بہی ترا ہی جلوہ ہے
شبیہ ہی ورق دل پہ پشت و رو تیرے

خدا کے خوف سے رو وقت طاعت ازاہد
نماز ہوگے نہ مقبول بے وضو تیرے

فراق یار مین ہی لذت وصال نصیب
ہمیشہ رہتی ہے تصویر روبرو تیرے

خدا کی ذات ہی تنہا بس الصنم بی عیب
بدن ہی آئینہ اوسمین کمر سے ہے مو تیرے

سما گئی ہے جو اسمین خدا کی قدرت ہی
سبو ہے دل مرا دریا ہے آرزو تیرے

یقین ہے گل ہی سنین واسطی لگاکر کان
اوڑا ای بلبل اگر طرز گفتگو تیرے

شب وصل کیا مختصر ہو گئے
ذرا آنکھ جھپکے کے سحر ہو گئے

وہان ہنستے ہنستے ہوا دن تمام
یہان روتے روتے سحر ہو گئے

خیال اونکو آنے لگا غیر کا
ادہر تھے طبیعت ادہر ہو گئے

گرے اپنی آنکھون سے گر چار اشک
زمین ہفت کشور کے تر ہو گئے

نہ پہونچے ہم اوس گھر تک ضعف سے
چلے دو قدم دو پہر ہو گئے

یہ نظارۂ زلف جانان کیا
پریشان ہمارے نظر ہو گئے

کہان کوئے تجہسا ہے شیرین دہن
کہ ہونٹون کے مسے شکر ہو گئے

ہوئے اوسکے چشم عنایت اگر
زمانے کے سید سے نظر ہو گئے

الٰہی ہو محشر اوٹہین گور سے
کہ مردون کے تختہ کمر ہو گئے

پہنچے گا نہ پیام الفت کبھے
دعا کیا دعا بے اثر ہو گئے

پسیجا نہ دل یار کا واسطے
مری آہ کیا بے اثر ہو گئی

شب وصل کم اسقدر ہو گئی
وہ گھبرا کے بولا نہ چھیڑو مجھے
بلا تو رہے ناوک آہ میں
ہوئی سر کشا کر سبکدوش ہم
غضب نیند آئی جو آنکی شب
اوٹھاتے ہی طوفان تو ہر گھڑی
نہ پوچھو جوانی کا پیری میں حال
رقم کیا ہو مضمون سیب ذقن
کسی سے نہ بار محبت اوٹھا
یہی فکر صندل سے دردِ سر

پلک سے یار کے لب [illegible] ہو گئی
شب [illegible] بخشش [illegible] ہو گئی
شب فلک کی سیر ہو گئی
ہم عشقبازوں کی [illegible] ہو گئی
نہ چھپا کے [illegible] ہو گئی
بلا کیا سے چشم [illegible] ہو گئی
ہوئی شمع گل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہو گئی

غم ہجر یاراں رہا [illegible]
مصیبت [illegible] گئی

روک اے مرغ قفس اپنی زبان باتوں سے
خوش رہیں آپ جو ملتے ہیں بداوقاتوں سے
وصل کا نام لیا ہمنے تو جھنجلا کے کہا
فتنہ گر باقی بیداد جو ہیں ہفت فلک
روک اکدم تو زبان بہر خدا اے واعظ
سچ بتا کیا ہوئے وہ بادہ پرست الباقی
شب معراج شب قدر شب گیسوی یار

[illegible]
دست کش ہم بھی ہیں [illegible] باتوں سے
دیکھو دیکھو ہمیں نفرت ہے انہیں باتوں سے
سابقہ ہمکو ہے دن رات انہیں ساتوں سے
مغز ہوتا ہے پریشان تری باتوں سے
کہ نہیں بانجھیں جلسے کہیں برساتوں سے
فیض انسان نے پایا تو انہیں راتوں سے

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے | کہ پھنسایا ہی بڑی فکر بڑی گھاتون سے
قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر | زر تحصیل نہ آئی جو خیراتون سے
گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو | ساقیا ربط ہے ہمکو تو انہین ساتون سے

اپنی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی
واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

خدا کی بڑی مجھپہ رحمت ہوئی | کہ اک بت سے صاحب سلامت ہوئی
مجھے اک پری سے جو الفت ہوئی | زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی
تصور بندھا کس قد و زلف کا | بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی
کھلی کشتۂ عشق کی مرکے قدر | زیارت گہ خلق تربت ہوئی
ہوا قتل عجب اوسنے اوٹھی نہ تیغ | مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی
ترے نیمچے نے کیا نیمجان | رہی نصف جان نصف رخصت ہوئی
بلا عاشقی مین مزہ اور کیا | اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی
اوٹھاتا ہون کوہ الم ہو کے کاہ | مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی
ہوا زرد رخسار مانند زر | یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی
جو ہے نام منظور ہو گوشہ گیر | کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی
ترے لب کا مضمون جو اوسمین بندھا | رباعی مری چار شربت ہوئی
کیا جسنے نالہ اوڑے آسمان | پھنکا صور برپا قیامت ہوئی
جدا ہو کے اوس سے مین جیتا رہا | بڑی اسکی مجھکو ندامت ہوئی
کہان ضعف پیری مین زور جنون | گئے ولولے سلب طاقت ہوئی
مین رکھتا ہون دعوے پہ آئینہ بند | تصور مین اوسکے یہ صورت ہوئی
حسینون کی تعریف مین واسطی | رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی

بچے دل لاکھ یاد زلف وقامت آہی جاتی ہے ۔ محبت بد بلا ہے اسمین آفت آہی جاتی ہے

نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہے ۔ جوانی مین حسینون پر طبیعت آہی جاتی ہے

کرینگے گرمیان وہ بھی اگر ابر سرد مہری ہے ۔ بدن مین بعد لرزے کے حرارت آہی جاتی ہے

کرین حور ونکی تعریفین جو واعظ کون سمجھاتا ہے ۔ ہمیشہ بحث اونسے تیری بابت آہی جاتی ہے

چھپاتا ہون مین درد دل نہایت ساتھ اونکے ۔ مگر آنسو ٹپک پڑتے ہین رقت آہی جاتی ہے

سلامت کوچہ گیسو سے کب ہر وگذرتی ہین ۔ وہان دو چار کی ہر روز شامت آہی جاتی ہے

وہ ہنستے بولتے ہین غیر سے مجھکو یہ رونا ہے ۔ بگڑ جاتا ہے دل تاثیر صحبت آہی جاتی ہے

طریقہ ہے مرا تسلیم لیکن ظلم پیہم سے ۔ زبان پر دوستانہ کچھ شکایت آہی جاتی ہے

کیا مانند زر الفت نی زرد آخر مرا چہرہ ۔ مقدر رچاہیے گھر بیٹھے دولت آہی جاتی ہے

حسین محبوب ہو کیا عیب ہے سادہ مزاجی کا ۔ ادا وناز وشوخی وشرارت آہی جاتی ہے

مثل سچ ہے کہ ذکر عیش نصف عیش ہوتا ہے ۔ زبان پہ ذکر بوسے سے حلاوت آہی جاتی ہے

تمونکا عشق کچھ خالی طریقت سے نہین زاہد ۔ پرستش کرتے کرتے طرز طاعت آہی جاتی ہے

لکھا کرتا ہے جو حسن ملیح یار کے مضمون ۔ سخن مین واسطی اوسکی حلاوت آہی جاتی ہے

حسینونسے جو ملتا ہے طبیعت آہی جاتی ہے ۔ نہین قابو مین دل رہتا محبت آہی جاتی ہے

زوال کفر ہو راہ شریعت آہی جاتی ہے ۔ مرض باقی نہین رہتا تو طاقت آہی جاتی ہے

بہت تھا سخت قاتل پر پلایا تیغ کا پانی ۔ دل انسان ہے آخر کو مروت آہی جاتی ہے

نہین پوشیدہ کچھ ہاروت اور ماروت کا قصہ ۔ فرشتونکی بھی انسان پر طبیعت آہی جاتی ہے

جلا پروانہ دیکھا شمع کو روشن جو محفل مین ۔ بلے معشوق غیرونسے تو غیرت آہی جاتی ہے

جہان بجتے تھے نقارے وہان آواز شیون ہے ۔ دگرگون حال عالم ہے یہ نوبت آہی جاتی ہے

نہین ہے بیجہت غفلت تمھاری دار دنیا مین ۔ کہ سولی پر بھی نیند اے اہل غفلت آہی جاتی ہے

شراب سرخ پیکر سرخ ہو کیونکر نہ وہ چہرہ ۔ بدن مین قرب آتش سے حرارت آہی جاتی ہے

لکھا خط یار کو بیٹھے دیا قاصد نے غیروں کو
مقدر میں جو لکھی ہو وہ آفت آہی جاتی ہے

ڈرے سنکر پیغام یار سے کیونکر نہ دل میرا
بلا انسانکو گھیرے تو ہیبت آ ہی جاتی ہے

نہیں بس خستہ محبت میں کچھ ہیں وہ تو رکنے دو
کبھی بخشش بھی ہوتی ہے کدورت آہی جاتی ہے

کرسنہ لقمہ غم کھاتی لیں گی ہوا ان نعمت سے
نظر آسودگی کی کوئی صورت آہی جاتی ہے

عبادت کر اگر اے واسطی ہے شوق جنت کا
کرے محنت جو انسان ہاتھ اجرت آہی جاتی ہے

ہمارے قتل کا غصہ سبب ہے
غضب اونکو نہیں آتا غضب ہے

وہ رخ سے شعلہ برق تجلی
زیادہ کیا کہیں ترک ادب ہے

نہیں جمشید کو کچھ اس سے نسبت
بڑا پیر مغان عالی نسب ہے

جو بوسہ دو مرض جائے ہمارا
مداوا شربت عناب لب ہے

بیاض حسن ہمنے خوب دیکھی
تمھاری بیت ابرو منتخب ہے

بیان عشق و اظہار محبت
یہی عشاق کا حسن طلب ہے

بدن میں ہے وہی غم کی حرارت
افاقہ مجھکو کچھ تب تھا اب ہے

رخ انور پہ زلف [illegible] سے شب گون
تماشا اجتماع روز و شب ہے

جگر تشنہ [illegible] ہے جواب آنکھیں
کسی سے دلکا لگ جانا غضب ہے

پلا دو شربت دیدار آکر
تمہارا بیمار الفت جان بلب ہے

سوا جنت سے ہے میخانہ ساقی
زیادہ حور سے بنت العنب ہے

وہی ہے قبر شیدائی لب یار
سرہانے جسکے اک نخل رطب ہے

نظر آتے ہیں لاکھوں آئینہ رو
مگر یہ لکھنو شہر حلب ہے

تنفر ہند سے ہے واسطی کو
ہوا سے روضہ شاہ عرب ہے

اگر حجاب سے ظاہر نہین آنہین سکتے
وہ شکل خواب مین بہی کبہی دکہا نہین سکتے

کبہی بہی رشک تو خط لکہکے بہیجا کیسا
کسے کو نام ہے اوسکا بتا نہین سکتے

حرارت تپ فرقت کا اب یہ عالم ہے
بدن کو ہاتہ اطبا لگا نہین سکتے

قریب ہے ہین وہ ہم قریب ہین او افسوس
پہر اسپہ ڈہونڈہتے پہرتی ہین پا نہین سکتے

اوٹہا ئین کو وہ الم کیا یہ ضعف طاری ہے
کہ سخت بات کسی سے اوٹہا نہین سکتے

ہوا ہو نہین لب جانبخش کی تمنا مین
مسیح بہی مرا مردہ جلا نہین سکتے

ہزار بار سرافیل صور اگر پہونکین
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

پس فنا یہ گرانے ہے بار عصیان سے
کہ لوگ میرا جنازہ اوٹہا نہین سکتے

بتون کا جذب محبت ہے سنگ راہ ایسا
کہ اوٹہکے دیر سے کعبے کو جا نہین سکتے

خوشی ہے باغ مین یہ کسکے آمد آمد کے
کہ پہول جامے مین پہولے سما نہین سکتے

خیال ہے کہ نہ جل جائین آکے پروانے
چراغ گہر مین ہم اپنے جلا نہین سکتے

ابہی ہین طفل وہ ڈر ہی کہین نہ ڈر جائین
جگر کے داغ ہم اونکو دکہا نہین سکتے

بلا کا توڑ ہے تیر نگاہ قاتل مین
دل و جگر کسے پہلو بچا نہین سکتے

نگاہ لطف سے دیکہا ہے یار نے ہمکو
رقیب آنکہ اب آنکہین دکہا نہین سکتے

بتاو بار جفا کسطرح اوٹہاتے ہی اونسے
جو لوگ ناز تہارے اوٹہا نہین سکتے

غرور کیا ہے کہ ساقی محفل صحبت ہو
قدح حضور کو کیا ہم پلا نہین سکتے

عدم کی راہ کا کیا واسطی کہے احوال
گئی جہان سے جو پہر کر وہ آ نہین سکتے

یارب یہ بلائے ہجر سر سے کہین ٹلجائے
گہبرا کے یہ دم پیکر خاکی سے نکل جائے

وہ شوخ کبہی سامنے آکر جو نکل جائے
انسان تو کیا بلکہ فرشتے کو بہی چہل جائے

اک ایک گہڑی ہجر مین ہے بدتر قیامت
اللہ شب گور سے بہ روز بدل جائے

دل اپنا تو ہے موم سے بھی نرم زیادہ
ڈر ہے نہ کہین آتشِ فرقت سی پگھل جائے

صورت سے میری یار کو نفرت ہی الٰہی
مل جاؤن مین غیرون مین جو یہ شکل بدلجائے

ہے شربتِ دیدار علاجِ مرضِ عشق
کیا اور دواؤن سے تپِ غم کا خلل جائے

آجائے اگر نزع مین وہ رشکِ مسیحا
مجھکو تو یقین ہے اجل آئی ہوئی ٹلجائے

ایسا ہے کہان بحرِ محبت کا شناور
اس پار سے جو پیر کے اوس پار نکل جائے

ہر مرتبہ بل کر کے یہ چلنا نہین اچھا
نازک ہی کمر ڈر ہے کہین ناف نہ ٹل جائے

کیا تابشِ خورشیدِ رخِ یار سی ہی دور
آئینہ اگر برف کے مانند پگھل جائے

ہر دم مجھے ایجان جلانا نہین اچھا
دیکھو نہ کہین آہ میرے منہ سی نکل جائے

بجلی کیطرح کوندتے ہے آہ ہمارے
گردون پہ کہین خرمنِ مہتاب نہ جل جائے

اسواسطے جاتا ہون مین ہر صبح چمن کو
شاید دلِ وحشت زدہ پہلو مین بہل جائے

روکے سے رُکے قافلہ والونسے نہ ٹہر
وحشی ترا آوازِ جرس بن کی نکل جائے

مرنے کو تو مر جائے گا بیمارِ محبت
تم آؤ عیادت کو تو دو روز سنبھل جائے

ہو کشتِ جہان سی مجھے کچھ خاک نہ حاصل
خرمن نہ ہی سیل سے تو برق سی جل جائے

منظور یہی واسطی اس شعر و سخن سے
تا سامنی اوس بت کی کوئی میری غزل جائے

سجا ہے آنکھ شبِ غم جو تا سحر نہ لگے
سیاہ دیو سے ممکن نہین جو ڈر نہ لگے

ہمارے دل کو بڑا خوف سی یہ محفل مین
کہ آئینہ کو ترے حسن کے نظر نہ لگے

چھپائے رکھتے ہین جو گیسو کے بالون مین
عجب نہین ہے اگر ہاتھ وہ کمر نہ لگے

شبِ فراق تقاضائے اضطراب یہ ہے
تڑپ کے رات کٹی آنکھ تا سحر نہ لگے

ہزار آہ کرون ہجر مین اثر معلوم
یہ وہ ہے نخل کہ جسمین کبھی ثمر نہ لگے

شتاب کوچۂ جانان سی جا کے پھر آنا
رہے خیال ذرا دیر نامہ بر نہ لگے

تلاشِ یار مین دیر و حرم کو چھان چکا
کرون مین کیا جو ٹھکانا ادھر ادھر نہ لگے

چھپا چھپا کے تو پیتا ہوں مے مگر ہے یہ ڈر
کہ محتسب کو کسی دن کہیں خبر نہ لگے

گلے میں یار کے اڑتا ہوا گیا قاصد
قدم زمین پہ رکھا کہاں کہ پر نہ لگے

دلا جو منزلِ الفت میں پاؤں رکھتا ہے
سنبھل کے چل کہیں ٹھوکر دمِ سفر نہ لگے

کریں جو شعر کے ای واسطی وہ فرمایش
غزل کے کہنے میں کیونکر دل اسقدر نہ لگے

سینے پہ رہا کرتی ہے تصویر کسی کے
اسدرجہ محبت ہے گلوگیر کسی کے

محنت تو بہت سے کے نہ ہوا وصل میسر
تقدیر سے چلتے نہیں تدبیر کسی کے

آئینۂ دل لاے ہیں اوس بزم میں عاشق
اک روز چمک جائیگی تقدیر کسی کے

ہو عید شہیدان محبت کو نہ کیونکر
جھک جھک کی گلے ملتی ہے شمشیر کسی کے

اخفا کا ہے ترے قیدیوں کو دھیان ایسا
غل کر نہیں سکتے کبھی زنجیر کسی کے

سر پھوڑ کے پتھر سے موی سیکڑوں عاشق
ہے تجھکو خبر اے بتِ بے پیر کسی کے

ہے حکم کہ مرکر بھی کوئی آنے نہ پائے
اوس کوچے میں کیا قبر ہو تعمیر کسی کے

کیا اہل وطن بھول گئی مجھکو سفر میں
مدت سی جو آتی نہیں تحریر کسی کے

موتی کے لڑی کیا میری آنکھوں میں سمائے
کانوں کو پسند آتی ہے تقریر کسی کے

یوں سرمہ ندو آنکھوں میں کیا قتل کرو کے
ہو جائیگی گردن تہِ شمشیر کسی کے

سینے میں تڑپ اوٹھتا ہے دل صورتِ سیماب
سنتا ہوں جو آواز پر تیر کسی کے

سمجھا ہے غلط اسکو جو سمجھا ہے ادا ہے
یہ منزلِ ہستی نہیں جاگیر کسی کے

فریاد و فغان نالہ شبگیر ہے بیکار
سنتا ہی نہیں وہ بتِ بے پیر کسی کے

بے جرم گلے کاٹتے ہو اہلِ وفا کے
ثابت ہی ہوئی تھی نہیں تقصیر کسی کے

ہیں صرف دعا میرے لئے واسطی احباب
یارب ہو دعا صاحبِ تاثیر کسی کے

جوش سے آنکھ سے بیساختہ آنسو نکلے
شعر وہ ہے کہ کوئی درد کا پہلو نکلے

قبر عاشق سے پس مرگ جو بچھو نکلے
تیرے لب بوس لئے یہ آفت گیسو نکلے

ہے یقین مجھکو کہ اب روز قیامت ہے قریب
کفش میں ٹانکنے کو سکے ہوی گھنگرو نکلے

پیچ کا کل سے نکل مجھکو خبر تھی وہ طفل
آج خم ہو گئے ملتے ہوے بازو نکلے

بال باندھا ہوں محبت ہی کمر سے مجھکو
ابھی سر کاٹ لو گر فرق سر مو نکلے

جان بھی عشق سے نکلے تو بھی عشق رہے
یہ بھی ممکن ہے کہ اوس گل سے کبھی بو نکلے

ہو تیرے تیر کے پیکان کی جا آئینہ در
دل بیتاب ابھی توڑ کے پہلو سے نکلے

ابر تر رونے میں کیا مجھسے مقابل ہوگا
اوس پہ چھا جائے اگر ایک بھی آنسو نکلے

آکے جنگل میں نشانہ اوسی ناوک کا بنا
ای کماندار سے بھی حسرت آہو نکلے

بزم میں آئے جو اوس گل شکین کی ہوا
شمع کے گل سے شمیم گل شبو نکلے

عاشق سرو قد یار جو گلشن میں گئے
کبھی ہو کر نہ تہ سرو لب جو سے نکلے

گھر میں بے یار جو تڑپا کہ ہرا دیکھ کی حال
دیدہ روزن دیوار سے آنسو نکلے

شب فرقت میں یہ سمجھا جو فلک کو دیکھا
کہکشاں سانپ ہی تارے نہیں بچھو نکلے

صید کرنے کو وہ آئی تو وہیں جنگل سے
چوکڑی بھرتے ہوے سیکڑوں آہو نکلے

گنج سربستہ معنے ہے جو اوسکا ہے کلام
ایک ہی بات اگر سے کئی پہلو نکلے

دل ہوا آب مگر گرد کدورت ہی وہ ہے
اس سمندر کو جو دیکھا کئی ٹاپو نکلے

رخ خورشید نظر آنے لگے مثل زحل
چھوڑ کر چہرے پہ اپنے جو وہ گیسو نکلے

تھی مجھے حضرت یوسف کی طرح یہ امید
واسطی دشمن جان قوت بازو نکلے

سوز رشک سے چھپ مرگ رہے تھیں بیمار سے
آسے نہ ملک خوف سے مدفن میں ہمارے

اڈتے ہی میں تو اوڑ تیری گئی ہیں سیم [illegible] کی آ سے
رہتے میں ٹپرسے چشم برہمن میں ہمارے

جو برق کی آمد کا نہ مشتاق ہوا چرخ / ایسا کوئی دانہ نہیں خرمن میں ہمارے

دانتوں کے تصور میں گرا کرتے ہیں آنسو / کیا کیا در نایاب ہیں دامن میں ہمارے

دیوان میں تحریر ہیں سب تازہ مضامین / پژمردہ کوئی گل نہیں گلشن میں ہمارے

جس روز سے اوس شکر لبا سے جدا ہیں / ہے درد سے کیطرح جان نہیں تن میں ہمارے

موسے کیطرح سے ارنی ہم بھی کہیں گے / پہونچے جو قدم وادی ایمن میں ہمارے

ہے دیدۂ گریان سے جو برسات کا موسم / جگنو کے چمکتا ہے دلِ روشن میں ہمارے

دھمات میں نیا پیچ کیا زلف نے اوسکے / زنجیر نئی ہے یہ پڑی گردن میں ہمارے

جلاد کا کیا رعب دمِ ذبح ہے غالب / ماہی کیطرح خون نہیں تن میں ہمارے

جہان یہ ہوئے جمع کہ دشوار ہی دعوت / دانوں سے سوا مور ہیں خرمن میں ہمارے

ائے واسطی کیونکر ہو بھلا وصل میسر
تاثیر نہیں نالہ و شیون میں ہمارے

نہیں دبتے سر سوا ابرو ہی خمدار خنجر سے / تمہاری ہوئے مژگان نوک کی تیزی میں نشتر سے

ہوئے تر لب ہمارے کب شرابِ روح پرور سے / کبھی بھی اس دہانِ خشک تک پہونچی نہ ساغر سے

لبِ محبوب نازک ہیں کہیں برگِ گل تر سے / غلط تشبیہ دی ہے شاعروں نے لعلِ احمر سے

در منعم سے وہ ملتا نہیں امید داروں کو / ملا ہی فیض دیوانوں کو جو زنجیر کے گھر سے

کوئی مجھسے نہ لیجائیگا بازی دشت گردی میں / بڑھا رہتا ہوں ہر دم دو قدم میں پائے صرصر سے

ہوئے مغرور نکلی شکل جب اپنی حسینوں نے / مجھی آئینہ سازی کی شکایت ہے سکندر سے

بڑے جھگڑے ہی ہو پہنچا خط ہمارا دستِ جانان تک / کبوتر نے لیا قاصد سے قاصد نے کبوتر سے

بڑے کب آشنا ہیں ساکنِ گورِ غریبان سے / پکارو لاکھ باہر کچھ صدا آتی نہ اندر سے

مناؤں کسطرح ساقی جو مجھسے دخترِ رز روٹھے / بن آتی کچھ نہیں جب زن بگڑ جاتی ہے شوہر سے

کسی شیرین دہن محبوب کی تعریف کرنی ہے / وضو کرنا ہے ہمکو پہلے واجب آبِ کوثر سے

بپا ہوتا ہی طوفان آنسوؤں کا قطرے قطرے سے
بڑھا ہی رتبہ اپنے دیدۂ تر کا سمندر سے

تمہاری چشم سے بیجا نہین دعوی ہی چشمے سے
نظر آتی ہین سطح مردم سر بادام نہر سے

کبہی ہوتا نہین وصف اضافی جوہر ذاتی سے
صدف کی آبرو بڑہتی ہی کوئی آب گوہر سے

اگر شامل ہوا ہی ایک اشک گرم کا قطرہ
تڑپ کر مچھلیان باہر نکلجائین سمندر سے

نہین کچہ بیکسون کو حادثات دہر سے دہشت
گلا شیشے کا کب کوئی قلم کرتا ہی خنجر سے

ہماری سوز دل کا حال اگر کاتب کو لکہنا ہی
بنانا چاہیے پہلے قلم بال سمندر سے

توقع دیر سے ہی بارش باران حسرت کے
کسیدن آگی ہیچو مزرع عمر آب خنجر سے

ہماری دوش پر سر تہا تو کیا کیا سرگرانی تہے
جو سہرا اوترا تو اوترا آج یہ بار گران سر سے

وہ شاہ حسن اگر آئی تو ہم آنکہین بچہائین گے
فقیر عشق ہین کیا کام ہی مخمل کی بستر سے

ٹہرتا ہی نہین دم بہر ہماری آنکہ مین آنسو
کوئی طوفان برپا ہوگا کیا اس طفل ابتر سے

دکہا کر قامت و مژگان ابرو اوس ستمگر نے
کیا مجروح ہمکو تیر سے نیزے سے خنجر سے

برنگ صورت دیوار جان اے واسطی ہمکو
ہوئی ہین سست دست و پا کہین نکل سکتا نہین گہر سے

اڑا اسجای جہان جبرئیل کے پر سے
امید نامہ بری کیا وہان کبوتر سے

امید فیض نہ رکہیے گدا تو نگر سے
کبہی نہ پیاس کسیکے بجہی آب گوہر سے

ثبوت ناک وہ مر شہ ہوگا دعوی قتل
ملا ہوا ہے لہو اپنا آب خنجر سے

قد دراز جو اوس بیوفا کا آئے نظر
امید قطع کرین قمریان صنوبر سے

خیال چشم مین پوچھو نہ حال دل مجھسے
کہ چور چور یہ شیشہ ہوا ہے ساغر سے

یقین ہے ہوگا کبہی نخل آرزو سرسبز
کہ سینچتا ہون اسی آب دیدۂ تر سے

ہمارے [illegible] ہین سختیان غم کی
بجا شرار نکلا قدم جو پتھر سے

[illegible] ابرو سے بار اٹھانے
ہوا ہوا ہے نہ اب تک کسی سخنور سے

امید زیست ہے کسکو یہی جو ر د نا ہی
کہ بحر اشک کا پانے گذر چکا سر سے

جگر کا داغ وہی ہی کہ دن ہزار اہین
یہ وہ چراغ ہے بجہتا نہین جو صر صر سے

گناہ گار ہین ایسے کہ اپنا دامن تر
نہ خشک ہوگا ذرا آفتاب محشر سے

ہماری قبر پہ لا کر د سے ہے چڑہا دینا
سحر کو پہول جو اوٹہین گی اونکی بستر سے

کسیکے چاہ زنخدان کا وصف لکہا ہے
گری گا نامہ مرا چاہ مین کبوتر سے

تمام عرصہ محشر کو کر دیا تاریک
ہمارے فرد گنہ نے نکل کے دفتر سے

نکل کے تن سے چلی ساتہہ ساتہہ بلبل روح
نکل گیا کوئے گلرو اگر برابر سے

شعار راست قد دن کا جو واسطی دیکہین
کبہی نہ عشق کرین قمریان صنوبر سے

کبہی صحرا مین اگر بہر شکار آتا ہے
نکہہ دکہلا کے غزالون کو وہ مار آتا ہے

کب ہٹانے مری تربت کا غبار آتا ہے
خوب چہنپا تجہے ای ابر بہار آتا ہے

سرخ سب ہونگے جو ہین زرد خزا مین چہرے
فرد ہ اے بادہ کشو ابر بہار آتا ہے

صاف ظاہر ہے خفا ہمسے ہی وہ آئینہ رو
آنکہ ملتے نہین جب دل مین غبار آتا ہے

دیکہو تو اوڑکے ذرا خاک سر ای قیس حزین
گرد اوٹہی ہے کوئی ناقہ سوار آتا ہے

کومی قاتل ہی کوئی شہر خموشان ہی مگر
نظر اکر دز دہان تازہ مزار آتا ہے

روز روشن کا رخ یار پہ ہوتا ہی گمان
دیکہکر زلف خیال شب تار آتا ہے

رحم دل وہ ہین کہ چبہتی ہی جگر مین سر پہا نشتر
زیر پا راہ مین جسدم کوئی خار آتا ہے

جبتلک جان مین آئی نہ میری وصل ہی جان
کب ہمارے دل مضطر کو قرار آتا ہے

یاد جسنے نکیا ہمکو کبہے مرگ کی بعد
فاتحہ پڑہنے وہ کب سوی مزار آتا ہے

کچہہ نہین اپنے حریفون کی ہی صفا ہی حسب
روز جاڑی سے غریبون کو بخار آتا ہے

رخ میرے گہر کی طرف ہی مگر اغیار مین ساتہہ
داغ دینے مجہے وہ لالہ عذار آتا ہے

دل میرے سینۂ پرسوز مین ٹھہری کیونکر
کہین سیماب کو آتش پہ قرار آتا ہے

اک میرے اشک سے ہی سارے جہان کو نفرت
ورنہ ہر طفل پہ انسان کو پیار آتا ہے

لا کہ دشمن ہو کوئی تابع فرمان ہو جائے
واسطی جن ہین شیشے مین اوتار آتا ہے

جھکین جو مست دور شیشہ و پیمانہ آتا ہے
دھوان دھارا ابر رحمت جانب میخانہ آتا ہے

سواے درد ہجر یار مین لذت کہان ساقی
پھپولا بنکے اپنی ہاتھ مین پیمانہ آتا ہے

چلا آتا ہی پر تو فرض استقبال زاہد ہی
کہ مسجد سی وہ اوٹھکر جانب میخانہ آتا ہے

اگر ہی وہ شمع بزم حسن صحبت مین طلب ہمکو
خدا چاہی تو تھوڑی دیر مین پروانہ آتا ہے

ادسے منظور ہوتی ہی جو زینت مار گیسو کے
سکندر آئینہ ضحاک لیکر شانہ آتا ہے

نہین ڈرتا کہ ہو جائینگے ٹکڑی کان کی پردے
جو سننے کو ہمارے عشق کا افسانہ آتا ہے

وصال دختر رز سی کیون نہ مین ہوش مین جاؤن
پری پر ہو کی غش کب ہوش مین دیوانہ آتا ہے

گئی وہ دن کہ گھر مین مجمع احباب رہتا تھا
یگانہ اب نہ اپنی قبر پر بیگانہ آتا ہے

میرے مکتوب کی ہو خیر یارب دل دھڑکتا ہی
کہ قاصد کوچۂ جانان سے مایوسانہ آتا ہے

بگولا ہر صنوبر ہے چراغ غول ہر لالہ
فراق یار مین گلشن نظر ویرانہ آتا ہے

ہوئی ہی راہ و رسم نامہ و پیغام بند اوس سے
مہینون سی یہ صورت ہی کوئی جانا نہ آتا ہے

بنا دیتی ہے شدت تار سوزن کو پانی سے
ہماری لب تلک جبدم لب پیمانہ آتا ہے

بتان سنگدل نے واسطی ایسی جگہ کی ہی
جو کعبہ تھا وہ اب ہمکو نظر بتخانہ آتا ہے

خانۂ صیاد سی صحن چمن نزدیک ہے
ہین تو غربت مین مگر ہمسے وطن نزدیک ہے

بے ستون تک لیگئی وحشت تو یہ دل نی کہا
چل زیارت کو کہ قبر کوہکن نزدیک ہے

آتش افروزی یہ اے کعبہ نشینون کیا ضرور
چل کی اوٹھ جاؤنگا دیر برہمن نزدیک ہے

کنج غزلت سی ہے چلنی کا مجہی مدت سی قصد — دور ہے یارب کہ اوسکی انجمن نزدیک ہے
لامکان تک تو ہوا دخل نگاہ چشم فکر — سو جہہ جاے مجہکو مضمون ذہن نزدیک ہے
قصر خسرو سے نکلکر اک نظر دکہلا دو شکل — دیکہہ ای شیرین قضای کوہکن نزدیک ہے
رہتی ہے آئینۂ عارض پہ زلف مشکفام — کیا حلب کی ملک ہی ملک ختن نزدیک ہے
فاتحہ کو آکسیدن پہول ہنس ہنسکر چڑہا — مقبرہ عاشق کا اے گل پیرہن نزدیک ہے
مصر سے کنعان کی جانب آتی ہی باد صبا — مژدہ ای یعقوب بوی پیرہن نزدیک ہے
وہ پری رخسار آیا قبر پر دامن کشان — چاک کر ڈالون گریبان کفن نزدیک ہے
بہر زیب گوش اگر درکار ہے تمکو گہر — لاتی ہین آنکہونسے ہم موتی عدن نزدیک ہے
جلد حاصل ہوگا بعد مرگ حور وصال — گوشۂ تربت سے جنت کا چمن نزدیک ہے

ہی مناسب ہند سے قصد زیارت واسطی
دور کب ہے روضۂ شاہ زمن نزدیک ہے

یون میرے دل کا داغ جلتا ہے — جیسے گہر مین چراغ جلتا ہے
دل مرا ہے جلا ہنا وہ کباب — جسکے بو سے دماغ جلتا ہے
ضبط بلبل کو آفرین ورنہ — ایک نالے مین باغ جلتا ہے
سوز غم سے ہے میری دل کا یہ حال — جیسے کوئے اجاغ جلتا ہے
محروم کیا ہین تیرے رخکے حضور — کب کسے کا چراغ جلتا ہے

واسطی غیر مجہکو کیا پہونچے
مفت بلبل سے زاغ جلتا ہے

ہرگز یہ کل نہوگا جو کچہہ رنگ آج ہے — کتنا زمانہ بہے متلون مزاج ہے
جسکے سبب سے شیر بہی روبہ مزاج ہے — بیشک وہ احتیاج ہے وہ احتیاج ہے
ممکن نہین کہ ترک کرین عاشقی کو ہم — یہ درد لا دوا یہ مرض لاعلاج ہے

ہم دیکھتے ہین خرمنِ مہتاب مین ہی
اور ترا [illegible] صدقہ مین تیرے اناج ہے

کافی ہے ہمکو فقر مین گجاول و بوریا
اے آسمان کسے ہوس تخت و تاج ہے

قرطاس سادہ بھیجے مکتوب کی جگہ
سنتے ہین نامہ برکہ وہ سادہ مزاج ہے

قیمت عقیق لب کی تجھی کون دے سکے
بیعانہ سارے ملک ہین کا خراج ہے

ہین واقف زمانہ ملنے و حال ہم
حقا ترا جواب نہ کل تہا نہ آج ہے

نازان ہین اہلِ کفر کہ دنیا کی ہی رجوع
بت کی نگاہِ لطف برہمن کو راج ہے

ہی جنمین وصف اوس شوخ و خوبی کا واسطی
دیوان کی گنجفہ مین وہی نخچہ تاج ہے

دلکو وہ زلف گرہ گیر پسند آتے ہے
سچ ہے دیوانے کو زنجیر پسند آتی ہے

دیکھتا ہون جو حسینون کی مرقع کو کبھے
سب سے بڑہکر تیرے تصویر پسند آتی ہے

ذائقہ بادیہ گردے گا ملا ہی جب سے
گہر خوش آتا ہی نہ تعمیر پسند آتے ہے

زاہد پیر کو کیا قدر تیرے ابرو کے
نوجوانون کو یہ شمشیر پسند آتے ہے

ای کماندار جو ہین تیری کمان پر قربان
اونکا آواز پر تیر پسند آتے ہے

جوشِ وحشت مین ہی جلقہ بھی جانا نکا خیال
روشِ کوچہ زنجیر پسند آتے ہے

بدئی نفس سے خفاش طبیعت ہین جو لوگ
کب او نہین مہر کے تنور پسند آتے ہے

کشتے ہین الفتِ خاکِ قدمِ یار کے ہم
کیمیا ہمکو نہ اکسیر پسند آتے ہے

کتنا واضح ہے ترا مصحف رخسار کا خط
بسط ہو جسمین وہ تفسیر پسند آتے ہے

صوت قمری سنی ہی نغمہ بلبل سنی غرض
اپنی کانون کو وہ تقریر پسند آتے ہے

نہ دوات اسکو ہی درکار نہ خامی کا ہی کام
خط رخسار کی تحریر پسند آتے ہے

واسطی ہم تو ہین کیا حضرت جبریل کو بھی
خدمتِ شبر و شبیر پسند آتے ہے

جب تک سفر وطن نشی صاحب ہنر کرے
پیدا نہ آبرو کبھی مثل گہر کرے

کسکا ہے دل کہ معرکہ عشق سر کرے
مجھسا جو منچلا ہو تو پیدا جگر کرے

رسوا کرے خراب کرے دربدر کرے
منظور سب ہے عشق اگر دلمین گھر کرے

غفلت گزین جہان سے جو قطع نظر کرے
مثل حباب چاہیے بند اپنا در کرے

نظارہ اوس دہن کا جو منظور ہو مجھے
عنقا کا کام طائر نور نظر کرے

الفت نہین ہے اوسکو مگر مصلحت یہ ہے
کہدو کہ میرے لاش پہ آکر گذر کرے

دلمین یہ بعد مرگ بھی باقی ہے دغدغہ
زندہ خدا نہ حشر مین بار دگر کرے

مین یاد چشم مست مین پانی اگر پیون
بیشک شراب ناب کا پیدا اثر کرے

صندل تو درد سر کا مقرر علاج ہے
لیکن کسے دماغ کہ پیدا دردسر کرے

مانگے شب وصال مین یہ صبح تک دعا
یارب طلوع مہر بہ شکل قمر کرے

ہوتے ہین اوسکو دیکھ کی قاصد کے ہوش گم
جو آپ بیخبر ہو وہ کسکو خبر کرے

وہ چال چل کہ آنکھین بچھین تیری زیر پا
وہ بات کر کہ دل مین کسیکے اثر کرے

پھولون کو اور کرتی ہے خندان نسیم صبح
مغموم کیا اوسے میری آہ سحر کرے

جسوقت چاہے رخسے ہٹا دے وہ زلف کو
منظور جب ہو شام سے پیدا سحر کرے

رکھے وہ بڑھ کے معرکہ عشق مین قدم
پیدا جو زخم اوٹھانیکے قابل جگر کرے

ہو اپنی مغفرت کی جسے واسطی تلاش
وہ اتباع سنت خیر البشر کرے

اوس رخ پہ کوئی سوختہ جان کیا نظر کرے
تاب نظر نہ جبکہ ملک [illegible] اوسکو نسیے تر کرے

نخل جنون کو میرے خدا بارور کرے
داغونسے برگ چھالونکے پیدا ثمر کرے

دیکھے اگر سیاہ ہے رخ سے لیکے آئینہ
خورشید کا قبول نہ احسان قمر کرے

اس چشم اشکبار سا پھر کون ہو سکے
تقسیم صبح و شام جو گنج گہر کرے

منہ پھیرنا ہے یار کا ہے زندگی کی شکل
محشر ہو آفتاب اگر رخ ادہر کرے

اتنا ہجوم حشر مین ہمکو خیال ہے
میدان کہین نہ صاف وہ تیغ نظر کرے

تنگی جہان کی دیکھ کے گھبرا رہا ہے دل
اس تنگنا مین کوئی کہان کا سفر کرے

اوس سنگدل کی سامنے جائی وہ عشق بازٓ
پتھر کا آئینہ کیطرح جو جگر کرے

سینہ بشکل شانہ ہو جسکا کہ چاک چاک
کوچہ مین زلف کی وہ پریشان گذر کرے

کثرت ہو دشمنون کی تو انسا نکو چاہیے
کانٹون مین گھر کے پھول کیطرح بسر کرے

مرتا ہون مین سندہا ہی مجھی اور ہے خیال
وہ اختلاط غیر سے دل کھولکر کرے

بیکس وہ ہون جو آئی شب ہجر میری موت
ماتم مین میرے چاک گریبان سحر کرے

یاقوت ولعل جسکی نظر مین ہون سنگ وخشت
کیونکر جہان مین وہ ہوس سیم وزر کرے

قاصد تو ڈر سے جا نہین سکتے ہین واسطی
دیکھین کہ اوسکو کون ہماری خبر کرے

چاہیے تیرا ہے دلمین غم رہے
جب تلک دم مین ہمارے دم رہے

فرقت جانان مین کیا کیا غم رہے
رنج وغم درد والم ہمدم رہے

چونک ای غافل گیا عہد شباب
زندگی کے دن بہت اب کم رہے

روبرو محراب تیغ یار کے
چاہیے ہر وقت گردن خم رہے

یہ گوارا ہے نہ ملیئے مجھسے بھی
صحبت اغیار لیکن کم رہے

وقت گریہ سامنے کون آگیا
گرتے گرتے اپنے آنسو تھم رہے

ہمسفر ہو تمکو مبارک قطع راہ
پاؤن مین طاقت نہین اب ہم رہے

چھو لیا گیسو کو اس تقصیر پر
ہمسے ساری رات وہ برہم رہے

برف امید وصل مین بیٹھین او سنے
چاہیے پہلے سے نقشہ جم رہے

تو اگر ہو مہربان کچھ غم نہین
دشمن جان سارا اک عالم رہے

موت کا ہر روز چکھا ذائقہ ہمنے | جبتلک دنیا مین جیتے ہم رہے

داغ ہو جائے جو تن سر تا قدم
واسطی کیا خواہش مرہم رہے

نشانِ آہ لیکر فوجِ غم کے ساتھ ہم نکلے | اوٹھی یہ دہوم گلیون مین محرم کو علم نکلے
ہمارا نقد ایمان لیکے یہ کافر کرتے ہین | بتون کا سادہ دل سمجھے تھے کتنے بڑھ کر نکلے
بتون کے شوق نے پیچھا نچھوڑا راہ ایمان مین | چلے کعبے کو بہک کر جانب بیت الصنم نکلے
الٰہی موت آجاے نہ افشا رازِ الفت ہو | زبان سے آف نکلے پہلے ہی قالب سے دم نکلے
دوئی کا اوٹھ گیا پردہ جدا اپنی دلکی آنکھو | جسے ہم دیکھنے نکلے اوسے دیکھا تو ہم نکلے
ملو نہین نیک و بد سے جہاں کے تا دلکی کبھی جائے | کسا اون دونون ابرو نے تیغ کو شاید کہ ہم نکلے
یہ حسرت ہی لیے مرجاؤن تری کوچے مین جانے کی | شجر کوئی ہماری خاک پہ بوئین قدم نکلے
ہوئی مدِنظر جب اوس خطِ پرنور کی مدحت | نئے مضمون طبیعت سے ہماری یکقلم نکلے
نظارہ کی ہوس دل مین وقتِ نزع رہجائے | الٰہی یار بالین پر مرے آئے تو دم نکلے

رہے کوچے مین کوئی نہ پھر اے واسطی باقی
سرِ میدان اگر اوس ترک کی تیغ دو دم نکلے

ہرچند کہ دل مائل فریاد و فغان ہے | دل کھو کے لگے رونے ہین کہان تنگ جہان ہے
جھیلون غمِ فرقت یہ مجھے تاب کہان ہے | مین ایک پرِ کاہ ہون وہ کوہ گران ہے
صبح شبِ فرقت نہین ہوتی نہین ہوتی | آواز گجر کی نہ موذن کی اذان ہے
مجھ پیر سے کہدو کہ کرے جنگ نہ گردون | تیر آہ رسا ہی قد خم گشتہ کمان ہے
کیا بات ہے کہ وہ غمِ فرقت کا اوٹھانا | کم زور نہین مین کہ ابھی تاب و توان ہے
دنیا مین بجھے تشنگیِ حرص تو کیونکر | پانی کا نہین نام کہ اندھا یہ کنوان ہے
سمجھے ہین جسے اہل زمین خیمۂ گردون | کچھ یہ وہی ہوا ہے مرے نالون کا دھوان ہے

قاتل کو دکھاتا ہون دم ذبح کرامت
گردن پہ مری آب دم تیغ روان ہے

کیسے یہ حسین جب نہ ہی جان ہی تن مین
مشہور ہے یہ بات کہ جی ہو تو جہان ہے

ہی پیش نظر جب سے ابرو کا مہ نو
ہر روز مجھے عشرت عید رمضان ہے

کہتے ہین جو ہوتا ہون جویان وصل کا طالب
سودائی ہی دیوانہ ہی تجھکو خفقان ہے

دیکھینگے کبھی حال وہ باتین بھی کرینگے
نرگس وہ آنکھین ہین غنچہ وہ دہان ہے

جو کہتے ہو مجھکو وہی کہہ بیٹھونگا مین بھی
کھولونگا زبان کو مری منہ مین بھی زبان ہے

ای واسطی اوس گل کی گرانی ہی نکہت
کچھ آج نسیم سحری عطرفشان ہے

اظہر ہی من الشمس کہ تو چشم جہان ہی
ہی آنکھ کا ڈورا کہ ترا موی میان ہی

روشن صفت عارض جانان مین بیان ہے
ہی طور کا شعلہ کہ مری منہ مین زبان ہی

ظاہر ہی اسی سی مری قاتل کی رکاوٹ
رگ رگ کی جو خنجر مری گردن پہ روان ہی

پیری مین وہ عارض نظر آتا نہین ہمکو
ہی صبح مگر مہر جہانتاب نہان ہی

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون زرد ہی رنگت
جو بات عیان ہی نہین محتاج بیان ہی

ممکن نہین بھولے سخن سخت کسی کا
مرہم سی جو بھرتا نہین وہ زخم دہان ہی

دل اودہی وحشت مین کیا کرتا ہی نالے
شاید جرس قافلہ ریگ روان ہی

بانکا ہی جو اس عہد مین مجنون اوسی کیسے
بانا ہی نہین پاؤن مین زنجیر گران ہی

کرتا ہون جو اوس چہرہ گلرنگ کی تعریف
برگ گل شاداب مری منہ مین زبان ہی

بیجا نہین کہیے تری دربان کو جو رضوان
تو جو ہے کاشانہ ترا باغ جنان ہی

جب سے ہی نظر آیا ہے ترا خنجر ابرو
بسمل کیطرح دل مری سینے مین طپان ہی

دل مجھکو پھنساتا ہے محبت کی بلا مین
سمجھا ہون جسے دوست وہی دشمن جان ہی

گلشن مین جو آئے نہین اوس غیرت گل کی
کیون جانب در دیدۂ نرگس نگران ہی

اس باغ مین اچھا نہین کچھ سر کا اوٹھانا
سبزہ یہی باعث ہے جو پامال خزان ہی

اے واسطی سمجھانے کو سمجھاتا ہے ناصح
اتنا نہین موافق کہ مجھے صبر کہان ہے

ہوسے ہین پیر اجل بالاے سر ہے
ظہور صبح ہے وقت سفر ہے

عجب شیرین ادائی کا اثر ہے
چھری ہاتھون مین اوسکے نیشکر ہے

وہ اس باغ جہان مین نامور ہے
گرہ مین جسکے مثل غنچہ زر ہے

رخ روشن پہ اوسکے خط ہے پیدا
گمان ہوتا ہے ہالے مین قمر ہے

مٹے کیا صندلی رنگون کی الفت
کہ سر کے ساتھہ اپنا درد سر ہے

بشکل آیینہ ہون صاف باطن
جو صورت ہے وہ منظور نظر ہے

نہین کچھ خانہ بربادی کا شکوہ
بحمد اللہ کہ اوسکے دل مین گھر ہے

نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر
نہ اشکون مین نہ نالون مین اثر ہے

پھر آئے چار حد مین شش جہت مین
ہوا اتنا نہ ثابت تو کدھر ہے

تن نازک ہے گل کی طرح نازک
رگ گل یار کی پتلی کمر ہے

کمر کا بندھ گیا مضمون ہم سے
عدم کی ہمکو ہستی مین خبر ہے

فریب غنچہ کافر مین نہ آئے
کہ سینہ ہا سا مسلمان نامہ بر ہے

خذف نا فہم اسے سمجھے تو سمجھے
سخن سب ہے واسطی اپنا گہر ہے

گانے مین بسے ہین وہ تانین نئی نئی
سیکھے ہین مطربونکی زبانین نئی نئی

فصل بہار آتی ہے شاید کہ شہر مین
رکھتے ہین میفروش دکانین نئی نئی

تکیو نہین کشتے ہین جو ترے ابرو دکھن
چڑھاتی ہین ترکون پہ کمانین نئی نئی

کرتے ہو زرگری مین کبھی فرفری باتین
آتی ہین آپ کو بھی زبانین نئی نئی

کیا کیا تڑپ رہا ہون نہین صبح شب وصال
سنکر موذنون کی اذانین نئی نئی

صد تیرِ ادا مارنے کی اجازت اگر وہ دین | پیدا کرون مین جسم مین جانین نئی نئی

سنتا ہون کوی یار مین میلا ہے واسطی
آراستہ ہوئی ہین دکانین نئی نئی

تیرے آگے حسین کوئی کیا ہے | حور کیا چیز ہے پری کیا ہے
بہت کڑی جان سے لیکے چھوڑیگی | ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
زرا ادہر دیکھ لو وہ نرگسِ مست | پھر یہ پوچھو کہ بیخودی کیا ہے
جان جاسے تو جاسے الفتِ یار | نہ نبھے جو وہ دوستی کیا ہے
غنچہ سب اوس دہن کو کہتے ہین | شاعرو بات یہ نئی کیا ہے
عشق مین جان کوہکن کی گئی ہے | دل لگانا بھی دل لگی کیا ہے
آگے آگے مرنے دکھاسے گا عشق | مضطرب ہے دل نہوا ابھی کیا ہے
انقلاب جہان سے کیا معلوم | کہ کبھی کیا ہے اور کبھی کیا ہے
ہین خریدار اوسکے شمس و قمر | زہرہ کیا مال مشتری کیا ہے
مرگیا ہوگا کوئی عاشق زار | سچ بتاؤ کہ یہ خوشی کیا ہے
لیکے دل بوسہ بھی نہین دیتے | کچھ سمجھتے ہو واجبی کیا ہے
آگیا دل کسی حسین پہ اگر | تب یہ سمجھوگے عاشقی کیا ہے
کہہ چکا تم پہ جان دیتا ہون | پھر وہی سے کہتے ہو اجی کیا ہے
دوستی غیر سے جو کرتے ہو | آپ کو مجھسے دشمنی کیا ہے
حق تو یہ بات ہے کہ پیش اسیر | قدر سلمان ساوجی کیا ہے

دوڑے سے جاتے ہو پوچھا اسنے کہان
خیر ہے آج واسطے کیا ہے

دیکھکر منہ کو جو اپنے وہ شکر خند کرے | خانۂ آئینہ کو شہر سمرقند کرے

شرم عریان بدنے مرگ سی بدتر ہی مجھے
آسمان کاش زمین کا مجھے پیوند کرے

شعر سے اپنے محبت ہی بجا شاعر کو
قطع کسطرح کوئی الفت فرزند کرے

کام نامرد کا ہے خلق کو دینا آزار
ہے وہی مرد کسی دلکو جو خرسند کرے

دوست واعظ نہین ہوتا کبھی ترک شراب
آپ مٹ جاے تو حاسد کو رضامند کرے

چاہیے صاف طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز
بزم ہستی مین بسر آئنہ مانند کرے

شعر وزدیدہ سے ہوجاتا ہے شاعر بدنام
کیون کوئی غیر کے فرزند کو فرزند کرے

اک جہان جان کا دشمن ہی جنو نہین اپنا
فصد فصاد جو کھولے نہ لہو بند کرے

ارتکاب عمل زشت کو کہتے ہین جنون
کام کیون قابل الزام خردمند کرے

واسطی حاکم ظالم کے عمل مین نہین
کون فرعون کو تسخیر خداوند کرے

تیز رفتاری مین یہ وہم و گمان ہی تیز ہے
توسن عمر روان کب طالب مہمیز ہے

رشک کنعان ہے عزیزو سرزمین لکھنؤ
ہر گلی ہر کوچہ اس کشور کا یوسف خیز ہے

رات بھر رہتا ہے شیون تو ہمسایون کے گھر
شور نالون کا ہمارے بسکہ درد انگیز ہے

سرخ دینا چاہیے مجھکو کفن بھی بعد مرگ
کشتۂ دست حنائی کو یہ دست آویز ہے

سنتے ہین پیتا ہے وہ ہمراہ غیرونکی شراب
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہے

رنج فرقت سی زیادہ وصل کی شب مین ہی
گفتگو اوس شوخ کی اب تک ملال انگیز ہے

مدحت رنگ طلائی مین رقم کرتا ہون شعر
کیا تعجب ہی زمین شعر اگر زرریز ہے

کوچۂ گیسو سے اوسکے بو کی آئی ہے مگر
دامن باد بہاری آج عنبر بیز ہے

کیون نہون سرسبز دونکی پاون کٹتے ہی قلم
چارۂ الفت دم شمشیر سی بھی تیز ہے

دھیان ہی صبح و مسا خونریزی عشاق کا
وہ شہ خوبی ہی اپنی وقت کا چنگیز ہے

باد صرصر سے بڑھا رہتا ہے ہر دم دو قدم
اپنی اسپ شوق کو کب حاجت مہمیز ہے

جو سنے اپنا گریبان چاک کر ڈالی ابھے
بسکہ افسانہ میری الفت کا وحشت خیز ہے

ہجر ساقی میں پر اب انکھین ہیں ہے مثل جام
کیا صدا قلقلِ مینا ملال انگیز ہے

جب نہو ہمراہ وہ گلرو تو کیا باغِ ارم
وادی ایمن سے بڑہکر دشت وحشت خیز ہے

کچھہ نہین ہی واسطی جام و سبو کی احتیاج
بادۂ عشقِ بتان سی جام دل لبریز ہے

الٰہی باغ مین کس کشتۂ قامت کی تربت ہی
اوگا ہی خاک سی جو گل وہ خورشید قیامت ہے

بلاتی گر نہین وہ پاس اپنی کیا شکایت ہے
الٰہی تو ہمیشہ اوسنپری رکی ضیا سلامت ہے

طلوع صبح ہی پہلو مین خورشید طلعت ہے
دکھائی شام ہجران مین ہمین کیا اوسکی شامت ہے

لڑکپن کھیل مین گذرا جوانی بادہ خواری مین
لب اب پیری مین ہونا تہا دنیا سے عبادت ہے

برنگ کاہ ہین پر کوہ غم سر پر اوٹھائی ہین
نقاہت مین بھی اپنی جسم لاغر مین طاقت ہے

تصور مین جو اوسکی سرنگون ہین سجدہ کرتی ہین
گریبان کا ہماری دور محرابِ عبادت ہے

دلیل مفلسی ہی سیم و زر کی جستجو کرنا
یہ دنیا ہی یہان ترک تعلق مین فراغت ہے

جو اونکے سینی پر عکسِ دُرِ دندان کا مالا ہے
لچکتے ہی کمر اونکے نزاکت سی نزاکت ہے

تنفر سے عبث پھیری ہی منہ تو نی سگِ جانان
ہما کھائی جو میری استخوان اوسکی سعادت ہے

صدا سنکر دمِ رفتار مردی زندہ ہوتی ہین
مگر خلخال پای یار ہی صور قیامت ہے

بوقت ذبح مجھسے تیغ قاتل نی بھی منہ موڑا
کہان ایسا زمانہ مین کوئی برگشتہ قسمت ہے

ہوا ہی ابر ہی صحنِ چمن ہی اور ساقی ہے
لنڈھا دی ایکشو عشرت کر یہ صحبت غنیمت ہے

کبھی آنے نہین پاتا ہی شکوہ یار کا لب تک
میری سر پر ترا احسان نہایت اے نقاہت ہے

جو آنسو ہی وہ طوفان خیز ہی اے واسطی تیرا
نہ ڈوبی کشتی گردون نہین ہمکو یہ دہشت ہی

تری تلوار نی موڑا اگر منہ کیا قباحت ہے
ملین گی سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہے

فغان مین شور محشر ہی فغور عشق قامت ہے
جو داغ دل ہی سینی مین خورشید قیامت ہے

مبارک زاہد و سجدہ تمہین محراب مسجد مین
خم ابروی جانان ہمکو محراب عبادت ہے

بقدر حال ہی شاہ و گدا کو رنج دنیا مین
اوسی فکر جہان ہی اور اسی فکر معیشت ہے

دہان تنگ سی اوسکی نہین غنچہ کو کچہہ نسبت
رگ گل مین بہلا موی کمر کی کب نزاکت ہے

جو شبنم سبحہ گردان ہے تو سجدہ کرتی ہی نرگس
گلستان مین جسے دیکہا وہ مصروف عبادت ہے

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہو سکی کوئی
تیری کوچی کا جو ذرہ ہی وہ خورشید طلعت ہے

ہر اک داغ جنون ہی اشرفی ہر اشک گوہر ہی
ہماری پاس بہی اے منعمو دولت سی دولت ہے

صدای صور ہی شیشی کی قلقل پہر ساقی مین
بیاض پنبۂ مینا نہین صبح قیامت ہے

شرار آہ کے تنسے بجاے مو نکلتے ہین
بسان سرو آتشباز ہون ایسی حرارت ہے

ہماری زخم خندان دیکہکر بہتے جو اشک خون
تو ہم کہتی مقرر چشم سوزن مین بصارت ہے

تمنا نعمت الوان کی منعم کو مبارک ہو
ہمین تو واسطی نان جوین ہی نان نعمت ہے

استعارے سے نہ کوئی شعر خالے چاہیے
شاعرون کی واسطے نازک خیالی چاہیے

عالم وحشت مین کسکو فرش قالے چاہیے
سایۂ اشجار کے ہمکو نہالے چاہیے

وصل کا وعدہ کسی طفل فرنگی سے ہوا
آج محفل مین شراب پرتکالی چاہیے

ای صبا دعوی کیا کرتا ہی روی یار سے
گوش گل کو بوستان مین گوشمالی چاہیے

خانۂ مفلس ہے جسمین ایک بہی دانہ نہو
خال کی الفت سی کوئی دل خالی چاہیے

کیون شب فرقت نہو ظلمات سی تاریک تر
اہل ماتم کی لیی پوشاک کالی چاہیے

کشور دل مین نہ کیونکر عشق ہو فرمان روا
ہند و لبست سلطنت کو کوئی والی چاہیے

بیت ابرو کی تصور مین نہین لگتا ہی جی
دل لگی کو سیر دیوان ہلالے چاہیے

نامناسب گفتگوی تلخ ہی عاشق کی ساتہہ
تجہکو ای شیرین دہن شیرین مقالے چاہیے

ہم فقیرون کو تکلف سے غرض کیا باصفا
جام زرین کی عوض جام سفالی چاہیے

کیجیے موزون جو وصف قد جانان مین غزل
باندہنا ہر شعر مین مضمون عالی چاہیے

کیون نہین کرتا ہے سینے کو مشبک تیر آہ
خانۂ تن مین ہوا آنے کو جالی چاہیے

ہے خلاف عقل خود آرائش گلزار دہر
ہر چمن کو بہر زینت کوتہ مالی چاہیے

دل مین اوسکی چشم میگون کا رہے ہر دم خیال
واسطی مے سے کبھی شیشہ نہ خالی چاہیے

چمن مین لیکے جو اوس گل کی بو صبا آئے
دہن سے غنچون کے آواز مرحبا آئے

نہین ثبوت یہ کس سمت کی قضا آئے
سیاہ پوش جو روتی ہوئی گھٹا آئے

جو میکدے مین کوئی محتسب نے توڑا جام
شکست شیشۂ دل کی مجھے صدا آئے

شب فراق مین مرمر کی روز جیتا ہون
چھٹا عذاب سے اچھا ہوا قضا آئے

ادہر گناہ مین جلدی ادہر عذاب مین ڈھیل
تجھے تو شرم نہ آئی اوسے حیا آئے

کرون پسند نہ کیونکر لباس عریانی
یہی تو ٹھیک ہے میری جسم پر قبا آئے

تھکے پکار کے ہم کنج خموشان مین
کسی مکان سے کسی کی نہ کچھ صدا آئے

بندھا خیال ہے زلف وروی جانان کا
چمن مین گھر کے جو کالی کوئی گھٹا آئے

وہ ناتوان تھا کہ پایا کبھی نہ بستر پر
ہزار بار مجھے ڈھونڈھنے قضا آئے

سنی جو صحن چمن مین صدای خندۂ گل
ہمارے کان مین آواز آشنا آئے

خیال زلف مین سنیے جو سیر دریا کے
تو موج موج سے زنجیر کے صدا آئے

مین وہ مریض ہون بگڑا مزاج اور بگڑا
جو میرے سامنے بنکر کبھی دوا آئے

اگر اثر ہوا اوسکے دلمین کیا حاصل
جو پایہ عرش کا ای آہ تو بلا آئے

اونہین تو کام ہے ہر وقت کنگھے چوٹی سے
بلا سے اونکی جو سر پر میری بلا آئے

پڑی تھی کوچۂ جانان مین واسطی کی خاک
ستم کیا کہ اوڑانے اسے ہوا آئے

باعث گریہ جو عشق لب جانان ہو جاے
دامن کوہ بدخشان مرا دامان ہو جاے

پہونچی افشان اگر اوس ماہ کی پیشانی پر
ذرہ ذرہ سی خجل مہر درخشان ہو جاے

کیا عجب ہی جو نہین خال لب جانان پر
کس طرح حبشی شاہ بدخشان ہو جاے

روشنی دیکھون دیوالیکی اگر مین دیار
نخل ماتم مجھے ہر سرو چراغان ہو جاے

یون ہی جو بستا ہو حسینون کی ہر چرخ
کاش مدفن مرا بازیگ طفلان ہو جاے

اک پری رو کی محبت مین ہون گرم مزاج
سر پہ پتھر جو لگاؤن شرر افشان ہو جاے

عکس پڑجاے جو دانتون کا تیری دریا مین
آب خجلت سی صدف مین در غلطان ہو جاے

عاشق زلف کا لکھتی ہین فرشتی احوال
ڈر ہی مجھکو کہین قرنہ پریشان ہو جاے

زلف جانان کا تصور نہین زنجیر سے کم
کوئی تو وحشیون کا سلسلہ جنبان ہو جاے

تم نہ آؤ تو تصور ہے کو اپنے بھیجو
کبھی آباد مرا خانہ ویران ہو جاے

جائیگا بیک تصور تیری محفل مین ضرور
روک سکتا نہین جبریل جو دربان ہو جاے

اپنی کشتون کو جو وہ سیم بدن دفن کری
گنج پرویز را ہی گنج شہیدان ہو جاے

روشنی ہو شب غربت مین جو درکار مجھے
مشعل اخگر سر اک غول بیابان ہو جاے

الفت چاہ ذقن مین جو ہرآئی میری آنکھ
الخضر اور عیان چشمہ حیوان ہو جاے

شیخ کعبہ کو گیا پوجنے اسود کو عبث
سنگ در پوجے ترا صاحب ایمان ہو جاے

تر جو ہوا اشک ندامت سی ہمارا دامن
ابر کا پنجہ مژگان مین گریبان ہو جاے

واسطی دی جو فلک فکر کی فرصت مجھکو
حجم مین میر سے بڑھ کر مرا دیوان ہو جاے

وہ دم نزع جو آجاے تماشا ہو جاے
ملک الموت مری حق مین مسیحا ہو جاے

وصف اوس چہرۂ روشن کا جو انشا ہو جاے
صفحۂ قرطاس کا رشک ید بیضا ہو جاے

خط مین وصف دہن یار جو انشا ہو جاے
کیا عجب ہے کہ کبوتر مرا عنقا ہو جاے

صبح تک ہمکو شب وصل مین کھٹکا یہہ رہا
راز افشا ہو لوگون مین نہ چرچا ہوجاے

کاٹ لی کاٹ لی سر دیر نگہ اسے جلاد
بوجھ بھاری ہی ذرا تن مرا ہلکا ہوجاے

آب شمشیر نگہ سے جو کرے وہ سیراب
پیاس بجھ جاے کلیجا مرا ٹھنڈا ہوجاے

خوف اتنا ہے تیری عشق مین ایے پردہ نشین
تو مبادا مری بدنامی سے رسوا ہوجاے

خوف ہی فرط نزاکت سی مری یار تلک
بار خنجر سے ترا ہاتھ نہ ہو ٹُٹا ہوجاے

دیکھکر مین بہ رقیبون کو دعا کرتا ہون
نظر بد سے جو دیکھے تجھے اندھا ہوجاے

نالے کرتا ہوا مین کنج لحد سی جو اوٹھون
ہی یقین عرصۂ محشر تہ و بالا ہوجاے

ہوسکے خورشید سے ہے بفائدہ چھپنے کا خیال
سات پردون مین جو تو ہو تو ہویدا ہوجاے

ہو نمین عشق بحر یار مین اک مور ضعیف
قطرۂ اشک نہ کیونکر مجھے دریا ہوجاے

محو دیدار ہون سب گرد تمہاری ہو ہجوم
تم تماشی کو جو نکلو تو تماشا ہوجاے

تری محبوب کا ہی واسطی زار غلام
مغفرت اسکی پس مرگ خدایا ہوجاے

محض اوس کا دہن توہم ہے
عقل تعریف کیا کرے گم ہے

عشق ہر آدمے کو ہے لازم
عود مین بو نہو تو ہیزم ہے

دیکھ رونا ہمارے آنکھون کا
بحر زخار کا تلاطم ہے

کیون نہ لذت اوٹھائین زخم جگر
نمک افشان ترا تبسم ہے

ہم فقیرون کو خاک کوے صنم
فرش مخمل ہے فرش قاقم ہے

عشق مین واسطی کی حالت زار
آج کل قابل ترحم ہے

بنانا چاہتا ہی تو جو سب سی اپنا گھر پہلے
مناسب ہی کہ کرلی طاق کسری پر نظر پہلے

شرار و نسے دکھایا میرے نالون نی اثر پہلے
یہ وہ ہی نخل لائے پھول سی بھی ثمر پہلے

جہان مین ہی خرابی سب سے بڑھکر اہل غربت کے
ہمیشہ سفر کی مین کاٹتی ہین تنہا سی سر پہلے

سفر کا نام کیون لیتی ہو میری مانو صاحب
کہین ایسا نہو دنیا سے پیارا ہو سفر پہلے

گلے سے یار کے جب نامہ بر جا یو سہو تا ہے
دل بیتاب میرا مجھکو دیتا ہی خبر پہلے

بہت نازک ہو ڈرتا ہون لچکجانی نہ لنگر سی
اوٹھاؤ تیغ پیچھے ہاتھ مین باندہو کمر پہلے

وہ فرماتی ہین خود دیدار کی طالب ہوتی ہو
کرین پیدا میرے مشتاق یارای نظر پہلے

ارادہ مسجد و میخانہ دونون مین ہی جانے کا
تردد ہی دوراہی ہین مگر جاؤن کدہر پہلے

پہونچکر کوچہ جانان مین نامہ اوسے دینا
دینے ہین جو پتی جب پوچھ لینا نامہ بر پہلے

ابھی ہین نیند مین پر منتظر ہین وہ شب وصلت
سحر کی توپ چلتی ہی کہ بجتا ہے گجر پہلے

بلاتی ہین اگر معمار کو منعم وہ کہتا ہے
بناؤن مقبرہ مین یا کرون تعمیر گھر پہلے

کہو شداد سے باغ ارم ناحق بناتا ہے
در شہر عدم پر اس سی تیرا ہی گذر پہلے

چڑہی رہتی ہے تیوری بل نہین جاتا ہی ابرو کا
یہ عادت تھی نہ تیرے ای بت بیداد گر پہلے

ہوی وہ دود وہ کی مکھی کی تصور شکر ہی یار
جو سفلے تھی بہت اوس سے خفیے شیر و شکر پہلے

اوٹھالی داغ جو الفت مین لذت اسکو حاصل ہو
ثمر ہوتی ہین پیچھے پہول لاتا ہے شجر پہلے

پہونچکر واسطی اوس پہ سمجھ کچہ نہین آسان
نہایت دور ہے رستہ بڑا ہی دیکھ لو پہلے

دیکھتے ہین ہم تماشا سے بہار زندگے
ہین گل رعنا ہمین بلبل و بہار زندگے

سیر عالم مین ہے لطف روزگار زندگے
ہی مقرر نبض کی جنبش مدار زندگے

خاک کی پتلے کو آخر کو ہی ملنا خاک مین
چار دن کی ہی یہ دنیا مین بہار زندگے

جسقدر ہو روز کم ارام سے ہے فرد و رکو
عمر اگر کم ہو اوٹھا سکتے ہین بار زندگے

جانتا ہے ہر بشر آخر کو مرنا ہے ضرور
پردہ غفلت ہے آنکھون پر حصار زندگے

خضر اگر ملتے تو اتنی پوچھتی ہم اونسی بات
کیا ہی تنہا ہمین لطف تو بہار زندگے

ای اجل آ جلد کر اس ننگ سی ہلکو بار ہے — تن پر لباس مستعار زندگے

صاف آنکھین اپنی دیکہین نور خورشید فنا — درمیان سے کاش اوٹھہ جائی غبار زندگے

دم ہی دم ہی پہی آیا یا نہ آیا کوے دم — ایک رشتہ پر فقط ٹھہرا مدار زندگے

یکہ تاز عرصۂ فقر و فنا ہو واسطی — ہاتہہ مین آئے عنان اختیار زندگے

دختر رز کے شب و روز ولا تاک رہے — پاک طینت ہون طبیعت بہی میری پاک رہے

ہاتہہ سے چہوٹ گیا ایک پری کا دامن — کیون نہ وحشت سی گریبان مرا چاک رہے

کیسے کیسے تیری رفتار سی ای حشر خرام — فتنہ برپا نہ تہ گنبد افلاک رہے

ہر گہڑے خوف خدا سی ہو جو پانی پانی — کیون نہ دریا کے طرح دامن اوس کا پاک رہے

آنکہہ کہلتے ہی کہا دل نی جو دنیا دیکہے — گہر پرانا ہی کوئی اسمین بہلا خاک رہے

حشر مین کہتی ہین جاروب میری نالی کی — صاف میدان ہو نہ باقی خس و خاشاک رہے

حرص دنیا میری دلمین نہ کری اپنی جگہہ — دور مسجد سے کہو یہ سگ ناپاک رہے

کبہی حمام مین آیا نہ پے غسل وہ مہر — منتظر ہاتہہ مین کیسے لیے دلاک رہے

دلمین ہر وقت ہی خال رخ جانانکا خیال — روز و شب کیون نہ مجہے نشۂ تریاک رہے

کیسے غنچے کا کدورت سی نہین دل خالی — باغبان تیری گلستان مین کوئی خاک رہے

شیخ مستو مین جو آیا ہی تو یکسو ہو جائے — جام و مینا رہین یا شانہ و مسواک رہے

در پہ احباب جو تابوت لیے بیٹہے ہین — او ٹہکے ہم چلتے ہین طیار کہو ڈاک رہے

پیچ اک یہ بہی تری گیسوی پر پیچ کا ہے — مسکن مار نہ کیون شانۂ ضحاک رہے

سیر مقتل کی مبارک تجہے ای شاہ سوار — سر ہمارا بہی مگر زینت فتراک رہے

واسطی ناصح و واعظ اگر اوسکو کہین — ہوش غائب ہون ابہی فہم نہ ادراک رہے

مر کے راحت کا آسرا تو ہے
کوئی اپنا نہیں خدا تو ہے

شربت وصل سے ہوئی صحت
مرض عشق کے دوا تو ہے

عفو کیجے میرے خطا صاحب
آدمی ہور خطا تو ہے

سلسلہ دوستی کا قائم ہے
گر نہیں ہے وفا جفا تو ہے

اسی صورت کی تھی اذیت ہجر
موت کچھ صورت آشنا تو ہے

پاس اوسکے اگر نہیں خنجر
قتل کو خنجر ادا تو ہے

مہربان ہجر یار ہیں اپنا
اور کوئی نہیں قضا تو ہے

استخوان ہونگے اپنے کیون برباد
سگ جانان نہیں ہما تو ہے

کب سے ہے اندوہ خانہ بربادی
گھر نہیں خانہ خدا تو ہے

تخت شاہی اگر نہیں تو نہو
بیٹھ رہنے کو بوریا تو ہے

واسطی کیا فکر گور کا غم
بیچ رہو چل کے کربلا تو ہے

بنی ہی چین شکن زلف عنبرین کے لیے
نہ اے قمر ترے آئینہ جبین کے لیے

مریض ہجر سے وعدہ خلافیان کبتک
کوئی علاج بھی آخر ہی اس نہین کے لیے

کسی کا کام نہین ہی جہان مین بی مطلب
نماز پڑھتے ہین زاہد بھی حور عین کے لیے

گلے مین طوق پڑا بڑھ گئی یہ وحشت دل
اوٹھائی بیچ بڑی زلف عنبرین کے لیے

ہمارے دل سے بجائی گا عمر بھر غم عشق
یہی مکان مناسب ہی اس مکین کے لیے

جگہ نہ قبر کے دی اوسنی اپنی کوچے مین
اوڑائی خاک بہت چار گز زمین کے لیے

نسیم فیض اوٹھائین گی میری دیوان سے
کیا ہی جمع یہ خرمن تو خوشہ چین کے لیے

نماز کیون نہو اہل سجود کے مقبول
جو سنگ در ہو ترا سجدہ گہ جبین کے لیے

بنا جنون ہی جو دامن کو ہمنے سلوایا
تو تار اپنے گریبان و آستین کے لیے

ملا فرسے یہ غرہ خوب بے مقدر سے — کبھی تو چہرے کی بوسے کبھی جبین کے لیے
مقام طعن نہین ہی کسی کی رشتی شکل — سبب ہی نام کا ردی سیہ نگین کے لیے
جو لوگ حاضر و غائب مین رہتی ہین یکسان — جزای خیر عمل سے ہے رقم ا و نہین کے لیے

لڑا و ذہن کہو واسطی وہ شعر بلند
کہ آسمان کا رتبہ ہوا سن زمین کے لیے

ہے کون حسین جسکی خبر ہم نہین کہتے — کس بزم مین کس گہر مین گذر ہم نہین کہتے
تشریف وہ لائین گے تو کیا نذر کرینگے — دل ہم نہین کہتے ہین جگر ہم نہین کہتے
بے پردہ رخ یار سے ای حسرت دیدار — افسوس کہ یارا سے نظر ہم نہین کہتے
تشریف نہ لائین وہ سبب پوچھہ تو جائین — اتنا بھی تو نالون مین اثر ہم نہین کہتے
گہر اپنا لٹایا ہے رہ عشق مین اسپر — دل مین کسی محبوب کی گہر ہم نہین کہتے
جب تجہکو ہو منظور تن و جان کو جدا کر — ای تیغ قضا تیری سپر ہم نہین رکہتے
سو بار موی ہجر مین سو بار جیے ہم — ہرگز ملک الموت کا ڈر ہم نہین رکہتے
کب تیغ پڑے کب ہولی دونو نہین جدا — کچھ اپنی سر و تن کے خبر ہم نہین رکہتے
پروانہ ہے محفل مین گلستان مین ہی بلبل — اک آپ کی صحبت مین گذر ہم نہین رکہتے
جو داغ ہے سینے کا ضیا مین وہ قمر ہی — پروا تیرے ای رشک قمر ہم نہین کہتے

کچھ روز قیامت سی نہین کم شب فرقت
ای واسطی امید سحر ہم نہین رکہتے

وہان شتاب یہان خاطر انتشار مین ہی — جنون کا جوش مجھے موسم بہار مین ہے
تمام عشوہ تری چشم پر خمار مین ہے — مقام فتنہ تیرے زلف تابدار مین ہے
وقار کیا میری دلکا نگاہ یار مین ہے — یہ کس شمار مین ہے اور کس قطار مین ہے
اوگی ہی بعد فنا خاک گور سے نرگس — ہنوز طالب دیدار انتظار مین ہے

پنوچھ حال غم ہجر یار مین ہمدم
مکان مین ہم ہین کہ مردہ کوئی مزار مین ہے

کہو کہ اپنے مریضون کی کچھ تمہین ہی خبر
کوئی ہی عالم غشیمین کوئی بخار مین ہے

دو نیم دل ہین ہزارون خیال ابرو مین
یہ کاٹ کب کسی شمشیر آبدار مین ہے

تمہارے ہونٹو نکے مسی مین پانکی سرخی
زیادہ تر شفق شام سے بہار مین ہے

خیال زلف پریشان کبھی نہین جاتا
بحال خاطر شوریدہ انتشار مین ہے

نہ منع کر مجھے رونے سے دیکھا ہی ناصح
عنان گریہ کب انسان کی اختیار مین ہے

چمن چمن ہین گل داغ میری سینے مین
جو اسمین ہی وہ کہان سیر لالہ زار مین ہے

ہوا ہون خاک جو الفت مین نازنینون کے
شمیم گل کے نزاکت میری غبار مین ہے

فراق یار مین ای واسطی جو زندہ ہین
سبب یہ ہی کہ نہین موت اختیار مین ہے

خط نکلنے پہ بہی ہی حسن رخ یار وہی
موسم شتا مین ہی دا ہی گلزار وہی

گرچہ سو بار ہوئے دید رخ یار نصیب
اپنی آنکھون کو ہے پر حسرت دیدار وہی

لاکھ تعلیم کرے لاکھ کوئی سمجھائے
چال اوسکی ہی وہی خو وہی کردار وہی

اپنی مشتاق سے تو آج جو کرتا ہی سلوک
پیش آئیگا کیدن سب تجھے ای یار وہی

اوس ہوا خیر سے رکھنا ہے توقع بیجا
سب کا ہنگام مصیبت ہے مددگار وہی

ترک کر دیگا نہین تیری جفاؤن سے وفا
جو کہا منہ سے کرونگا مین گنہگار وہی

گلشن حسن حسینان کو خزانسی کیا کام
نرگس چشم وہی ہے گل رخسار وہی

مین تو انجام کو ڈرتا ہون خدا صبر کرے
دل وہی درد وہی عہد وہی یار وہی

کسطرح اوس سے کرون قطع محبت ناصح
ابتلک حسن وہی عشق وہی یار وہی

کل تلک مسجد جامع مین جو تہا پیش امام
آج ہے معتقد حضرت زنار وہی

خاک جل جل کی ہوئی واسطی مجنون سے ترا
ابتلک عشق کی ہے گرمی بازار وہی

واسطی قائل کثرت ہین جو یہ کہتے ہین
گل وہی خار وہے نور وہی نار وہی

زاہدون کو اندنون جو دعوی توحید ہے
حال تو ظاہر ہے لیکن ظاہری تقلید ہے

سوچتا ہون گھر مین بیٹھون یا بیابان مین پھرون
وہ تقاضا عقل کا وحشت کی یہ تاکید ہے

سمجھتے دوران ہی لازم ہوا اہل اتحاد
جس جگہ دو حرف مدغم ہین وہان تشدید ہے

شیعہ و سنی و ہندو و مسلمان مین خلاف
ایک کو مد نظر یہان ایک کی تردید ہے

گرم جوشی سے زمانی کی ہوے بیمار ہم
سرد مہری اسکے اپنی واسطے تبرید ہے

منزل مقصود تک آخر پہنچ جائینگے ہم
رہنما اپنا اگر اللہ کی تائید ہے

شکل آئینہ سراپا چشم ہی اپنا بدن
ماہ رخسارون کا ایسا اشتیاق دید ہے

ہمکو اس عشق مجازی سے حقیقی ہے مراد
اصل مطلب وہ قصیدی کا ہی یہ تمہید ہے

ماہ نو شمشیر قاتل کا جو آیا ہے نظر
قتل کی شب شام سی قربانیون عید ہے

واسطی ہوتو گذرتی ہی تری وقت خوب
رات دن تکبیر ہے تسبیح ہی تمہید ہے

سیر عالم جوش مستی مین کرون دید ہے
ساغر مے مجھکو ساغر جمشید ہے

عرصۂ آفاق مین چشم بصیرت چاہیے
ذرے ذرے سے نمایان جلوۂ خورشید ہے

ہی مگر شمشیر تیرے چشمۂ آب بقا
جو ترا کشتہ ہے قاتل زندۂ جاوید ہے

اے فلک بزم غنا سے قید خانہ کم نہین
نالۂ زنجیر مجھکو نغمۂ ناہید ہے

بھولتا پھلتا نہین یہ آئی ہی کیسی بہار
سرو ہے اپنا درخت آرزو یا بید ہے

کچھ اگر کہتا تو ہوتا سب پہ افشار عجیب
کوئی کیا جانی جو میری خامشی مین بھید ہے

واسطی غربال تیر وستی ہوا اپنا بدن
ہر جگہ سوراخ ہے سر ایک جا اک چھید ہے

حبیب وہ ہین کب سرو ملک فنا ٹھہرے
حباب آسا کوئی ساعت جو ٹھہرے بہی تو کیا ٹھہرے

مشام جان معطر ہو دل مضطر ذرا ٹھہرے
شمیم یار لائی ہی تو کوئی دم صبا ٹھہرے

کوئی کیا امتحان یار مین میری سوا ٹھہرے
جو ہو ثابت قدم اوسکا قدم ہر روز آزما ٹھہرے

جو بوسہ مانگتی ہین ہم تو وہ کہتی ہین بیجا ہو
خدا کی شان ہی عاشق نہ ٹھہری ہم گدا ٹھہرے

تہ سر نخل کانٹی فرش ہین صحرا وحشت مین
کوئی بیٹھی تو کیا بیٹھے کوئی ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

ہماری ہی سے تو اون تک جو پہنچا ہی تو جا کر کیا
سگ محبوب بہی آئی ذرا گہر جا کے ٹھہرے

سیہ خانہ مین اپنی مین جو دم دیکر وہین لایا
کہا کچھ دم او کہتا ہی یہان میری بلا ٹھہرے

بجا ہی بیقراری سینۂ پر سوز مین دل کو
سر مجمر بہلا سیماب آتش دیدہ کیا ٹھہرے

کہا یہ سا تہی وسنی ہم جو پوچھی اوسکو چھپین
ٹھہرتی ہین نہین ہم تو ٹھہری کوئی یا ٹھہرے

دل ہر دم شکستہ ہین تو وہ چرخ کردانی
پسین کا ہیکو یہ دانی اگر یہ آسیا ٹھہرے

عجب دور فلک ہی واہ کیا اولٹا زمانہ ہی
ہوی بیگانی اپنی آشنا نا آشنا ٹھہرے

صفا ہی اسقدر پانی نگہ اسپر پہسلتا ہی
کسیکی آنکہ تیری چہرۂ روشن پہ کیا ٹھہرے

دل مردہ جلایا اوسکی آنکہون کی اشارو نے
فرنگی میری حق مین عیسی معجز نما ٹھہرے

مری کشتی کو خوف غرق ہی بحر محبت مین
خداوندا اہین موجین تہمین کچھ تو ہوا ٹھہرے

عبادت بی حضور قلب کیا کام آئی آزاد
بنا جسکی نہو مضبوط وہ تعمیر کیا ٹھہرے

کبہی مشک ختن کہتا نہین اوس زلف مشکین کو
یہی اندیشہ ہی ایسا نہو کوئی خطا ٹھہرے

ملے آرام کیونکر سالکان ملک ہستی کو
نہین ممکن کہین عمر روان کا قافلا ٹھہرے

سر و گردن مین جھگڑا ہو رہا ہی دیر سے قاتل
پڑی خنجر جو تیرا درمیان تو فیصلا ٹھہرے

بہی ای واسطی جو ماتم شبیر مین آنسو
وہ موتی روز بازار قیامت بی بہا ٹھہری

اب وہ آئی مین جو دم بہر بہی توقف کرلی
یا ہاتہ ملتی ہر سے ماتم مین تاسف کرسکے

قدر ان سیم تنونکو جو ذرا بہی ہوتے
نقد دل کو مرے بیجا نہ تصرف کرتے

دوسرے روز ملاقات کے عرفہ ہوتا
جلکے اوس ترک سہی پیدا جو تعارفا کرتے

تیری کوچہ مین اگر انکے رسائی ہوتی
پہر نہ پہرتے مہ و خورشید توقف کرتے

دہیان مین جو جہان گذران کا ہوتا
فوت مطلب پہ کبہی ہم نہ تاسف کرتے

سہل تہا راز محبت کا نہ افشا ایدل
قطع کرتا وہ زبان کو جو ذرا اف کرتے

خانۂ دلمین غم دوست جو کرتا تکلیف
ہم بہی سامان ضیافت مین تکلف کرتے

ای پریچہرہ اگر زندہ سلیمان ہوتے
تیری فرمان سے سر ہو نہ تخلف کرتے

فقر مین ہمت مردانہ خدا نے بخشتے
زال دنیا جو نظر آتے ہمین تف کرتے

عاشقون پہ تہین بیدادگر و لازم تہا
لطف و اشفاق و عنایات و تلطف کرتے

لوگ عاشق جو حسینون کا سمجہتے دم نزع
ختم یسین کی جگہہ سورہ یوسف کرتے

واسطی آپکے دلمین جو نہوتا کچہہ درد
ہو کی بیتاب نہ اسطرح سے اف اف کرتے

جو خال گوشہ ابروی یار دیکہین گے
نیا ستارۂ دنبالہ دار دیکہین گے

تمام عمر رہ انتظار دیکہین گے
کبہی تو تجہکو ہم ای شہسوار دیکہین گے

تمہارے آئینۂ رخ پہ خط جو نکلے گا
حلب کو دیکہہ کے ہم سبزدار دیکہین گے

کرین گے پہر نہ کبہی لالہ زار کی گلگشت
جو آپ میرا دل داغدار دیکہین گے

نگاہ کب رخ خورشید پر ٹہہرتی ہے
نظر نہ آئین گی وہ ہم ہزار دیکہین گے

تمام ہوگا کسیدن نہ وعدۂ فردا
کہان امید کہ رخسار یار دیکہین گے

چہڑک کی اشک کا پانی مٹائینگے اسکو
ذرا جو دل مین کسیکے غبار دیکہین گے

شہید ناز کا ملجائے گا پتا اونکو
گلے مین اپنی جو تازہ ہزار دیکہین گے

سفر مین سایۂ دیوار یار آئے گا یاد
کبہی اگر شجر سایہ دار دیکہین گے

خوشی ہی نزع کی ہمکو تو واسطی اتنے
ملے گا چہرہ دم احتضار دیکھین گے

شراب پیتی سے ہم رنج خمار دیکھین گے
چمن کی پہول تو ایذای خار دیکھین گے

جو تیری بزم کو اے گلعذار دیکھین گے
وہ زندگی مین جنان کی بہار دیکھین گے

جو دید یار مین حائل ہی زیست کا پردہ
ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار دیکھین گے

رفوگران کا جگر چاک چاک ہوگا ضرور
جو پیرہن کو میرے تار تار دیکھین گے

امان شکنجۂ غم سے سہے مرگی ہی دشوار
لحد مین جا کی عذاب فشار دیکھین گے

یہ رشک ہوگا کہ کہائین گی داغ سر تا پا
گلے مین اوسکی جو پہولون کا ہار دیکھین گے

تمہاری آنکہ کا سودا پہرائے گا در در
ہمیشہ گردش لیل و نہار دیکھین گے

پہرینگے وحشت جنون مین جو صورت مجنون
جمال لیلے محمل سوار دیکھین گے

اون ابرون کا تصور بندہا ہی شام سے آج
یقین ہی خواب مین ہم ذوالفقار دیکھین گے

جو پہونچے یار کی گہر تک کرین دلمین جگہ
نہین ہین طفل کہ نقش و نگار دیکھین گے

نہین زمانۂ باطل مین حق شناس کے قدر
جو حق کہین گے وہ آخر کو دار دیکھین گے

جواب گو غریبان سی کسکو ملتا ہے
یقین نہو گا تو اونکو پکار دیکھین گے

قریب طبع سے ہے دیوان واسطی اپنا
اوچہل پڑین گے جو اہل دیار دیکھین گے

خیال اوس شک لیلی کا یہان ہمراہ ہی دل کے
نہین مجنون کہ دوڑی جائین پیچھے محمل کے

رہی حسرت دم بسمل نہ نکلے حوصلے دل کے
جو ہوتا دسترس تو چوم لیتے ہاتھ قاتل کے

بنا دیکہا تماشا رقص مین وس ماہ کامل کے
یہ رنگ ہالۂ مہتاب سب حلقی ہین محفل کے

صدا یہ دیتی ہین اب تک فرشتی چاہ بابل کے
بشر عاشق نہون یارب کسیے زہرہ شمائل کے

یہ وحشت تہی تو خنجر کہ میرا ہاتہ پڑتا تہا
کبہی اپنی گریبان پہ کبہی دامان پہ قاتل کے

بہشت کیا جانور کیا سب ہین طالب حسن لیلیٰ کے
تری بلبل ہین ہم ایکل تشنگی شمع محفل کے

چڑہایا زینت کی جہگہ ایسی مجہکو عشق ابرو نے
رہی احسان مری گردن پہ کیا کیا تیغ قاتل کے

پہونچ جائینگی ہم بہی کعبۂ مقصود تک اکدن
سر منزل پہونچ جاتی ہین جو جو ہین منزل کے

زبان ہی اپنی وحشت مین نالیلیٰ نکلتا ہے
نہین پابند مجنون پہر لیا ہین مشتاق محمل کے

یہ وہ ہر وزن ہین جنسی سیر ہم عالم دیکہین گے
کرینگے گرد غم کیا بند رخنی خانۂ دل کے

بجا روی صبح یار پر ہی خال کا ہونا
حفاظت ہو رہی ہی کافور کی ہمراہ فلفل کے

جو لکہا وصف اوسین ہی تیری زلف پیچان کا
پریشان ہو گئی اوراق ہر مجموعۂ دل کے

نہ سمجہے کب کٹی گردن سمجہ جان کب نکلی
بوقت ذبح ایسی محو تہی ہم ہر دم قاتل کے

تری چہلو نسی حلقہ حلقہ گلکہ اکہی ہین اعضا
ہماری عضو تن پابند ہین گویا سلاسل کے

ہی واجب سجدۂ محراب ابروی بتان ہمکو
عبادت سی ہوا کرتی ہین پیدا ذہن اپنی دل کے

عذاب گور سی دی مخلصی اے واسطی ہمکو
علی مشکلکشا ہی کام آئی وقت مشکل کے

نہین جہلکی جو ہین جلوی ون آپ سمن دل کے
کیشر پتلے ہین آتش کی ہوا کی آب کی گل کی

ہمین مین ہر سحر گل کسقدر ہنستی ہین کہل کہل کے
نہین پروا کہ دل صد چاک ہوتی ہین عنا دلکی

چہپا ئینگی جو آئینہ جلوی اوس لیلیٰ شمائل کے
ہماری آنکہ کی پردی ہین کیا پردی محمل کی

مقدر مین لکہی ہی جانکنی اس نیم بسمل کے
رگ گردن کٹی کیا کاٹتی ہین ہاتہ قاتل کی

وہان گانا بجانا ناچنا ہی ساز عشرت ہی
یہان گہنگرو گلی مین بولتا ہی نیم بسمل کی

سمجہکر چشم عاشق اوسنی اپنی آرسی توڑی
خدا حافظ ہمین گی کسطرحسی آئینی دل کی

ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ
ہمین تو مار ڈالا ہی انہین دو چار قاتل کی

بوقت ذبح ایسی لذت دیدار پائی ہے
خدا ہر روز سر دیتا تو کرتے نذر قاتل کی

کشاکش مثل ارہ ہی نفس کی آمد و شد مین
ہوئی ہین زخم تازی سینۂ مجروح چہل چہل کے

نظر آیا ہمین روی حقیقت تب یہ سمجھی ہم
مجازی عشق مین چھپا تھی ہم نقش باطل کے

بر رنگ رشتہ تسبیح ہو ہموار تو کوٹے
کہ حل ہو جاتے ہین دم مین ہزارسو عقدے ہون مشکل کے

فرشتو نسی بہی یک دالین گی قصہ اپنی وحشت کا
ذرا دم مین جو آجای تھکے ماندی ہین منزل کے

تمہاری باغ کی دہنکین پہونچی باغ جنت مین
پشیمانی ہوئی کیا کیا نہ ہلکو حور سی مل کے

نکلنا بحر الفت سے شناور کو نہین اچہا
کہ مٹ جاتی ہین موجین پاس جب جاتی ہین ساحل کے

ضیا سر ایک اوس سی حسب استعداد پاتا ہی
منور جسکے رخ سے ہین ہزارون آئینے دل کے

بھلا انجم مضامین کیون چمکین چاند کی صورت
کہ ہم بہی واسطی شاگرد ہین استاد کامل کے

محبت مین ہوگا اثر ہوتے ہوتے
ثمر لائے گا یہ شجر ہوتے ہوتے

اجل آکے دے گی نہ دم بھر کی مہلت
مسیحا کو ہوسکے خبر ہوتے ہوتے

بچا کون یارون مین تیغ قضا سے
چھنا سینہ اپنا سپر ہوتے ہوتے

یہی صبح شب وصل ڈالون گا جھگڑی
کہ جائینگے وہ دوپہر ہوتے ہوتے

خرابی سے الفت مین گھبرانہ اے دل
دل یار مین ہوگا گھر ہوتے ہوتے

اگر آبرو ہے تو دولت بہے ہوگے
کہ ہوتا ہے قطرہ گہر ہوتے ہوتے

چلا شام سے رات بھر جو مسافر
وہ منزل پہ پہونچا سحر ہوتے ہوتے

لگائین غضب یار ابرو نے تیغین
ہوا قیمہ ٹکڑے جگر ہوتے ہوتے

ترے غم مین ہی کیا یہ پیر فلک بھی
ہوا حلقہ دوہرے کمر ہوتے ہوتے

بہت دور ہے میری گھر سے دراوسکا
گذر جائیگا دن گذر ہوتے ہوتے

جو دل کی تڑپ ہجر کی شب یہی ہے
قیامت کری گی سحر ہوتے ہوتے

مزہ وصل کا تمکو ہوتا ہی حاصل
جیو گے اگر دن بسر ہوتے ہوتے

کیا واسطی یار نے شب کا وعدہ
نہ دوجان اب نوحہ گر ہوتے ہوتے

یہ نہ ٹھہریگا جو ہم تا لامکان لیجائینگے
اس دل وحشی کو پھر دیکھیں کہان لیجائینگے

جب سمند شوق کو آتش عنان لیجائینگے
برق کا اہل نظر پھر گمان لیجائینگے

گور مین ساتھہ اپنی داغ دلستان لیجائینگے
بی تکلف حاصل کون و مکان لیجائینگے

اور کیا دنیا سی تیری خستہ جان لیجائینگے
سینہ بریان آہ سوزان دل طپان لیجائینگے

مرتے مرتے چاک دل اپنا نہان لیجائینگے
مثل خرما ہم شگاف استخوان لیجائینگے

دیدۂ حیران کریگا آپ عرض آرزو
سر پہ ہم کیون بار احسان زبان لیجائینگے

رشتۂ جان سی کمر کا ناپنا منظور ہے
ہاتھہ اس حیلے سی تا موئی میان لیجائینگے

جمع اعمال حسن کی فکر آزادون کو کیا
کیا یہان لائی تہی جو ہم پھر وہان لیجائینگے

پڑ گئی جہپر جو اوس خورشید طلعت کی نظر
چاند کا سب میری داغون پر گمان لیجائینگے

فصل گل مین چار دن ہنسی دی مجہکو باغبان
ہم خزانمین خود اوٹھا کر آشیان لیجائینگے

گر فرشتی آئی ہین لینی تو آشنا پوچھہ لو
کس کے گھر لیجائینگی کسکے یہان لیجائینگے

جائینگی ہم چشم پوشیدہ مکان یار مین
حسرت دیدار در پردہ نہان لیجائینگے

ہمکو ای دل دیکھنا ہی ایکدن تیرا جگر
کوچۂ قاتل مین بہر امتحان لیجائینگے

ہم فرشتون کی سنین گی بات کب ای ناصحو
گر لحد مین بہی یہی شغل فغان لیجائینگے

جسم سارا لاغری سی مٹتے مٹتے مٹ گیا
روح کو رکہین گے ہم کس جا کہان لیجائینگے

روز محشر ظلمت عصیان نظر آوینگے کیا
ساتھہ اپنی ہم جو آہون کا دہوان لیجائینگے

کیا رسائی ہوگی مشکل ہمکو بام یار تک
ساتھہ ہم آہ رسا کے نردبان لیجائینگے

رنج و غم سے آمد و شد گر یہی دلمین رہے
جان میری ایکدن یہ میہمان لیجائینگے

ظاہری سامان شوکت گر نہین ہی وقت کوچ
لشکر غم کو جلو مین ہمعنان لیجائینگے

دینگے کیا داد سخن ای واسطی نا فہم لوگ
شوق ہی اشعار تیری قدردان لیجائینگے

ملک حسن اوسکو ملا اور ہمکو کشور عشق کا
اب ہمارا کیا اجارہ جبکہ بیوٹ ہو گئے

وہ جھڑکتا سے رہا اور شانہ مین کرتا رہا
کشمکش مین مفت اوس دل خوسی جھنجھٹ ہو گئے

ہی کدورت دلمین اوسکے کیا کرین اب ہم اے
جو ہمی بیدرد تھے ساغر مین تلچھٹ ہو گئے

مبتلا ہون دشت گردی مین عجب کھڑاگ سے
راگ کیا کیا لائی وحشت گینٹی کہٹ ہو گئے

رات کو سویا جو مین یاد رخ گلفام مین
چارپائی میری پہولون کا چھپرکھٹ ہو گئے

جب لب لعلین پہ اوسکی عکس کاکل کا پڑا
پان کی سرخی پہ مسّے کی اوداہٹ ہو گئے

مشق خط کی واسطی کیا حسن خط پیدا کیا
سطر جو ہمنے لکھے اوس زلف کی لٹ ہو گئے

متفرقات

دید رخ تو باعث حیرانی نظر
زلف شکستہ وجہ پریشانی نظر

بہر نماز عید روی چون بعید گاہ
گرد دہزار دل شدہ قربانی نظر

از بس کہ شد بکعبۂ روی تو سرنگون
پیداست داغ سجدہ بہ پیشانی نظر

در جلوہ گاہ حسن تو بردار می کشند
آئینہ را بجرم پریشانی نظر

انگذاشتہ ست در دو جہان ہیچ زندہ
تیر نگاہ و تیغ صفاہانی نظر

ای واسطی فتادہ معرا بیاض چشم
تا حک شدہ ست مصرع لاثانی نظر

چہ زیبا نرگس مستانہ دارے
شراب طرفہ در پیمانہ دارے

شدی تا آشنائے دیدۂ من
مرا از خویشتن بیگانہ دارے

نہادی پائے در بزم رقیبان
سرت گردم سر یارانہ دارے

بہ گیسو بستۂ دلہائے عشاق
بیک زنجیر صد دیوانہ دارے

بیفشان نقد دل را در رہ او
دلا گر ہمت مردانہ دارے

جدا اے بت نگردی اے از دلِ من | حریم کعبہ را بتخانہ دارے
بہ تیغ غمزہ کشتی عالمے را | ہمانا شیوۂ ترکانہ دارے
زدست این آتشِ شوقت کہ در دل | کہ سوز اے شمع چون پروانہ دارے
زصاد چشم از طعنہ اے ابرو | فرین حسن را پروانہ دارے
ندار دہیچ پیمان استوارے | بجز پیمان کہ با پیمانہ دارے
بپالیش سر بنہ اے زلف چون من | سرے گر با سر جانانہ دارے

چہ دیدی واسطی از چشم مستش
کہ ہر دم نالۂ مستانہ دارے

کی روم پیشِ رفیق لطف فرمائے دگر | خبر درت چشم کشائیش نیست از جائے دگر
میکشد سر ہر دم از خاطر تمنائے دگر | دل بجائے دیگرست و چشم من جائے دگر
انتظارم تا قیامت میکشد آخر کہ او | میگذارد وعدۂ فردا الفردائے دگر
میدہد آن ماہ سیما گر چنین داغ فراق | میکنم من ہم تلاشِ ماہ سیمائے دگر
بر دخضر شوق دل تا منزلِ مقصد مرا | سایہ آسا قطع این کردم از پائے دگر
خار در پا مثلِ شمع و ہمچو برق آتش قدم | چون من سرگشتہ بنود دشت پیمائے دگر
چشمۂ چشم تر ما را بچشم کم مبین | جوش دارد ہر قطرۂ این بحر دریائے دگر
رفتی از میخانہ و از بے قراری ہا فتاد | جام بر جام دگر مینا بمینائے دگر
نیستم مجنون کہ در یک دشت مانم خاک بر | میروم ہر دم زصحرائی بصحرائے دگر
حیرت چشم بجا باشد کہ شکلِ آئینہ | در تماشائے رخش کہ دم تماشائے دگر
منکہ اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش | کی شوم قائل بہ اعجاز مسیحائے دگر
گو ہلال اے بدر گردیدی بشوخی گرہ ست | مثل تو برآستانش صد جبین سائے دگر
گاہ عتاب لبش بوسید و گہ سیب ذقن | ہر دم از جائے دل من بخت سودائے دگر

چون سپاس رزق بی منت نسازم واسطی
از کباب و می کہ دارم من ز سلوا سے دگر

مخمس بر غزل حضرت شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہ العزیز

ازل سی گرچہ حسن و عشق مین تہا ارتباط ہم
نہ عالم کا مرقع تھا نہ تھا تصویر کا عالم
ولیکن حسن کو قصد تماشا تہا نہ کچہ جسدم
نشان بر تختۂ ہستی نبود از عالم و آدم
کہ دل در مکتب عشق از تمنا می رقم می زدم

وہ گلزار اب سمایا ہی رگ جانمین برنگ بو
نکالا نچوڑ دی نے اوس سی ہلنی کا نیا پہلو
خودی کا تہا جو پردہ بیچ مین وہ ہو گیا یکسو
برو ای عقل نامحرم کہ امشب با خیال او
چنان خوش خلوتی دارم کہ من ہم نیستم محرم

وہ میکش ہون نہین کہتا سون کچہ پروا جام
نیا عالم سی میری بزم عشرت کا ہی کچہ عالم
جو شیشہ ہی دل پر خون تو ساغر دیدۂ پرنم
کہ دار دا ینچنین عیشی کہ در عشق تو من دارم
شرابم خون کبابم دل ندیمم درد نقلم غم

ہوئی تہی سعد پر اوس واسطی حالت عجب طاری
سنا ہی مینی فرماتے تہے با صد گریہ و زاری
کہ تھی دل لرزش اور سینی مین صد بار زخم تہی کاری
اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ دارد
ملامت ہای گوناگون جراحت ہای بے مرہم

مخمس بر غزل تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر متخلص باسیر

عاشق زار نے فرقت مین یہ ایذا دیکھی
ہیچ کہو آلی ہو کیا لوگون کی دیکہا دیکھی
دل نے مردمی کی روش شکل تمنا دیکھی
نبض ہمیار جو اے رشک مسیحا دیکھی
آج کیا آپ نے جاتی ہوئی دنیا دیکھی

وہم سا قاف سی تا قاف سبک سیر ہی
حال نیرنگی عالم کوئی پوچھی ہم سی
کبھی مشرق میں ادر آئے کبھی مغرب مین گئے
ہر جگہ رنج و غم ہی یہاں سنے لوگ سے

ہتو جس شہر مین پہونچی ہی وہ دنیا دیکھیے

کوئی آمین نہین ہے کوئی دستو نہین اسلیے شہر مین رہنا ہمین منظور نہین
کون کہتا ہے وہان جانے کا مقدور نہین سب چلی جاتی ہین کچھ ملک عدم دور نہین

دیکھنا ہم بہی پہونچ جاتی ہین دیکھا دیکھیے

فرش سبزہ کا کہین سایۂ سنبل ہے کہین نہر کا دور تو موجون کا تسلسل ہے کہین
سرو رعنا ہے کہین قمریون کا غل ہی کہین خندۂ گل ہی کہین نالۂ بلبل ہے کہین

سیر اس گلشن ایجاد مین کیا کیا دیکھیے

برہمن مست مسلمان ہے اک تشنہ وہان واہ ای دور فلک عقل یہان ہی حیران
جای عبرت ہی حقیقت مین خرابات جہان ہم تو پیاسے رہین جی خیر کو دی پیر مغان

او لٹی اس شہر مین بہتی ہوی گنگا دیکھیے

عشوہ و ناز کی کہایا کیے ہم اکثر چوٹ سنگ کی چوٹ سہی ہی بڑہ کی اوٹہا ہر چوٹ
جبسے پیدا ہوی دنیا مین ہی یہ سر چوٹ عشقبازی کی یہ خوبی کہ لگی دل پر چوٹ

چلتے پہرتے جو کوئی صورت زیبا دیکھیے

وار تیرون کی ہون پہلو پہ جگر پر اوبت زخم تلوار کے سینے کے سپر پر اوبت
محو سو جان سے رہین حسن بشر پر اوبت دین برباد کرین ایک نظر پر اوبت

ایسی نادان نہین ہم بہی ہی دنیا دیکھیے

وہ نہ خورشید جہان تاب ہی نے بدر منیر چشم ظاہر سہی ہی سو پر دیکھین تجھی تنویر
واسطی خوب یہ استاد کو سوجھی تدبیر دیدۂ دل سے نظر کی رخ روشن پہ اسیر

چشم موسی سے صفائی ید بیضا دیکھیے

ولہ

خلق و اشفاق و کرم لطف و عنایات نہین لب پہ گالی کے سوا اور کوئی بات نہین

ایسی ذلت تو گوارا ہمدین رات نہین | نہ سہی تمکو جو منظور ملاقات نہین

کعبہ گھر آپ کا ہی قبلہ حاجات نہین

چاہتا ہون کہ ترے دل مین جگہ پیدا کرون مگر | ایک صورت ہو صفائی کی ادہر اور ادہر
ظاہری ربط سے کیا فائدہ ای رشک قمر | شکل آئینہ جسے زنگ مین آتی ہی نظر

صاف جبتک نہو دل لطف ملاقات نہین

کج ادائی جو یہی ہی تو نہ غم کھاؤن گا | تاب اس رنجش بیہودہ کی کب لاؤن گا
در رہونگا مین توجہ نہ اگر پاؤن گا | پھیر کر شنہ کو نہ بیٹھو ابھی اوٹھہ جاؤن گا

دور کعبہ بہت ای اہل خرابات نہین

ہے محبت مانع گلگشت نکر ہمکو ملول | بوی نخوت سے فقط رنگ ندامت ہی حصول
ہے بہار آج خزان گل ہی پہ [illegible] نہین طول | باغبان خوبی گلزار پہ اتنا بھی نہ پھول

کشتہ گل مین نہین غنچون مین کرامات نہین

فرقت یار مین ہی داغ [illegible] گل تر | نخل ماتم مرے نزدیک ہی ہر ایک شجر
دینے نہ ترغیب مجھے سیر کی ای باد سحر | پاؤن کسطرح سے رکھون روش گلشن پر

ہاتھ اس گل کا مرے ہاتھ مین ہیہات نہین

کھو غافل سے فلک سر پہ مصیبت لایا | عمر غفلت مین تری کٹ گئی دہوکا کھایا
سخت ہی راہ عدم چاہیے کچھ سرمایا | دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا

کھول آنکھین کہ عیان صبح ہوئی رات نہین

بخت غربت مین ہمین لائے ہین اول اول | تنگدستی سے جو اس سال بہت ہین مختل
ہم تو شاعر ہین ہمارا ہی یہی حسن عمل | پھر یاران وطن بھیجیے لکھ لکھ کے غزل

اس سے بہتر کوئی تحفہ کوئی سوغات نہین

جب سے رکھا ہی رہ مہر و محبت مین قدم | دین و ایمان کا نہین ہوش [illegible]

راست کہتی ہین ہر عشق کی کھاتی ہین قسم | زاہد و معتکف کعبۂ ابرو ہین ہم
زیر محراب حرم شوق مناجات نہین

دونون آنکھین ہین شب و روز مری اشک فشان | یہ تو بھادون ہی وہ ساون ہی نہ شک ہی نہ گمان
چاہیے شکر کرین سب ہمہ تن ہوکے زبان | ساقیا بادہ کشون پر ہے ہمارا احسان
بارش اشک سے کس فصل مین برسات نہین

ایکدل ہے اسے دو کعبۂ ابرو مین جگہ | ایکدل ہے اسے دو تکیۂ پہلو مین جگہ
ایکدل ہے اسے دو جوشن بازو مین جگہ | ایکدل ہے اسے دو کوچۂ گیسو مین جگہ
دو نہین تین نہین پانچ نہین سات نہین

صاف ہوتے نہین ہم تمسے ہزارون ہین گلہ | دل دیا تمکو حقیقت مین ہوئی ہمسے چوک
دیکھیے دیتے ہین کنجینے فقیرونکو ملوک | اور کچھ تمسے نہین چاہتے عشاق سلوک
کیجیے بوسہ عنایت یہ بڑی بات نہین

فکر اثبات دہن ہے تمھین بیکار اسیر | بات یہ سارے زمانے پہ ہے اظہار اسیر
واسطی کی بھی رہے یاد یہ گفتار اسیر | صاف ظاہر ہے سخن سے دہن یار اسیر
یہ وہ دعوے ہے جسے حاجت اثبات نہین

مخمس بر غزل حاجی الحرمین الشریفین منشی امداد حسین فرخ آبادی متخلص صفی

صفت لکھنا ہی مشکل ہی بہت بے پیر گردن کی | قلم سے میرے ہو سکتی نہین تفسیر گردن کی
نہین ممکن ہے نکلے صورت تحریر گردن کی | کھنچے کیا مانی و بہزاد سے تصویر گردن کی
کہ شمع طور کی ہے روشنی تنویر گردن کی

کہین کیا حال تمسے ہم اپنے مقدر کا | نہین ہے ہوش ہمکو عشق مین ہر گز تن و سر کا
رہا کرتا ہے ایسا پاس ہمکو اوس ستمگر کا | کہا جب اوسنے ہمکو امتحان کرنا ہے خنجر کا
تو ہمنے نذر قاتل سے کی یہ تقریر گردن کی

بنایا کیا سراپا نور حق نے اپنی قدرت سے — ثریا منہ چھپائے ابر کے پردے مین خجلت سے

نہ آئے مشعلِ مہتاب بھی تا گے ندامت سے — صراحی سر جھکائے شمع ہو خاموش حیرت سے

لکھون تعریف جسدم سے بہت سے پیر گردن کی

نظارہ کیا کرے کوئی تری حسنِ صباحت کا — کہ پردہ سامنے آنکھون کے پڑ جاتا ہے حیرت کا

خدا کی شان ہے اے حور نقشہ تیری صورت کا — رخ پر نور مین جلوہ عیان ہے اوسکی قدرت کا

برنگِ شاخِ نخلِ طوبیٰ ہے تصویر گردن کی

کہان تک صبر آ لے دیکھتا ہون راہ اے قاتل — کہین جلدی ہو رشتہ عمر کا کوتاہ اے قاتل

تری آنکھین تجھ ہین غضب رہزن عالم واہ اے قاتل — مجھے تیغ نگہ سے ذبح کر للہ سلے قاتل

بہت مدت سے ہے مشتاق یہ شمشیر گردن کی

مصیبت مین پڑا ہون کوہ غم سر سے مرے ٹالو — چھڑائے قید ہستی سے کوئی جلاد بلوا لو

محبت جیک کے ساتھ مین مجھ جوہر کو ڈالو — کرون گردنکشی اب مین تو پھانسی سلف کی ڈالو

نہین اس سے زیادہ اے صنم تعزیر گردن کی

قیامت لائیگا حسن اوس بت بیباک کا اکدن — عیان ہو جائیگا حال اس دل صد چاک کا اکدن

دکھائیگی محبت مجھکو بستر خاک کا اکدن — کریگا قتل زیور اوس بتِ سفاک کا اکدن

چھری سی پھیریگی گردن پر مرے زنجیر گردن کی

کمندِ شوق مین نظارہ بازو نکی کھینچ جب دل — زبانی سحر کی آنکھین کیون نہون اوسکی مائل

تعالی اللہ ایسی شکل ہے نظارہ کے قابل — تری زلفو نکی صورت ہے شب قدر اے مہ کامل

برنگِ شمع روشن کیون نہو تصویر گردن کی

دم زینت مجھے کہتا ہے مضطر وہ بت پرفن — نہو گا اب کسی صورت سے ضبط گریہ و شیون

ہر اک زیور ہوا ہے واسطی کی جان کا دشمن — جلانے کے لیے صبرِ دلِ عشاق کا خرمن

صفیر اک برق رخشان بنگئی زنجیر گردن کی

رباعیات

مضمون یہ مشکل سے ہوا ہے معلوم | اس ہستی فانی کا یہی ہے مفہوم
مابین ہے دو عدم کے ہستی کا وجود | خطین میں جس طرح ہو نقطہ موہوم

رباعی

یارب مری تسلیم کی عادت ہو جائے | دل میں مرے جاگزین قناعت ہو جائے
غم ہو نہ ترے غم کے سوا اور کوئی | جو رنج کہ درپیش ہو راحت ہو جائے

رباعی

عاشق میں ہوا ہوں ایک بت کا ناگاہ | کچھ کام نہیں ہے مجھکو جز نالہ و آہ
اب کفر سے مطلب ہے نہ اسلام سے کام | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

کام آیا نہ مال و گنج و دُرِّ شہوار | رومال و دوشالہ و قبا و دستار
دنیا سے گئے ہم تو گئے خالی ہاتھ | جو کچھ کہ کیا تھا جمع چھوڑا ناچار

رباعی

رہتا ہے یہ دھیان میرے دل میں اکثر | ہے شرک بڑا گناہ سب سے بدتر
قرآن میں اللہ یہ فرماتا ہے | لا تدع مع اللہ الٰہاً آخر

رباعی

اول جو ہے سب سے اور ورای اول | سمجھے نہیں اوسکو انبیا و مرسل
آخر کہا ہیچگون ہے بیچون ہر دو | جب حل نہوا عقدۂ ما لا ینحل

رباعی

گر کچھ ہوس جاہ و تجمل ہوتی | طاقت نہ ہمارے دل کو بالکل ہوتی
گرتے سو بار ضعف طالع سے ہم | تکیہ جو نہ دیوار توکل ہوتی

رباعی

ماتم کا ہے شور ناتوانی کا ہے زور ۔ چھائی ہے گھٹا رنج و الم کی گھنگھور
جو صبح ہماری ہے وہ ہے شام فراق ۔ جو شب ہے ہماری وہ شب اول گور

رباعی

جو وار دکوہی بہت سے بے پیر ہوا ۔ افراط نقاہت سے زمین گیر ہوا
یہ غم مین پھنسا کہ اوٹھ کے چلنا کیسا ۔ ہر نقش قدم حلقۂ زنجیر ہوا

رباعی

ہین اہل جہان غم مین گرفتار تمام ۔ صحت مین سبھی ہین صاحب آزار تمام
جو سبزہ ہے دام ہے جو غنچہ ہے قفس ۔ ہے خانۂ صیاد یہ گلزار تمام

رباعی

جس شے کی ہو احتیاج رب دیتا ہے ۔ جو مانگتے ہین لوگ وہ سب دیتا ہے
ہنگام طلب ندے گا ہمکو کیونکر ۔ جو سارے جہان کو بے طلب دیتا ہے

رباعی

ہے پاس تجھے میری گوارا ساقی ۔ اتنا ہے مجھے بچا ہے گذارا ساقی
تو دے نہین دیتا ہے اگر خیر ندے ۔ اللہ کریم ہے ہمارا ساقی

رباعی

دیتا ہے سبھے وہ کبریا دیتا ہے ۔ بے حکم کسیکو کوئی کیا دیتا ہے
ہے دست کریم تابع دست خدا ۔ دیتے ہین یہ منعم جو خدا دیتا ہے

رباعی

مرغان قفس کو دے نہ دھوکا صیاد ۔ ان سے تجھے دشمنی ہے بیجا صیاد
آئی ہے بہار تو بتاتا ہے خزان ۔ بے پر کے اوڑانا نہین اچھا صیاد

رباعی

جبتک کہ ہے زیست حب حیدر ہو نصیب | اور مرگ کے بعد جام کوثر ہو نصیب
ہر وقت یہ واسطی دعا ہے اپنے | محشر مین شفاعتِ پیمبر ہو نصیب

رباعی

ایک ہے جو مانگنے گدائے مسکین | ہان خواہ زبان سے وہ کبھی خواہ نہین
کیون مثل تفنگ گرم ہوتا ہے بخیل | ڈر ہے نہ لگے آگ خزانی مین کہین

رباعی

جو کوئی فقیرون کو کرے گا خورسند | پائے گا بہشت مین وہی قصر بلند
دیتا ہے اگر تو کوہ زر دے منعم | عالی ہمت بنا ہی پستی نہ کنند

رباعی

پھر گرم ہوئی شعر و سخن سے محفل | جاتا ہے ضرور زیر و زبر درد مین ہے دل
مشتاقون کے ساتھ معترض بھی ہین وہان | گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

رباعی

اے چرخ مجھے تو نے ستایا تو کیا | ہون خود مین مٹا ہوا مٹایا تو کیا
اک ہیزم خشک کو جلایا تو کیا | اک مشتِ غبار کو اوڑایا تو کیا

رباعی

دنیا کا تکلف ہمین بھاتا نہین کچھ | نظرون مین یہ سامان سماتا نہین کچھ
اس بزم مین آئینہ بنایا ہے ہمین | سب دیکھتے ہین پر نظر آتا نہین کچھ

رباعی

لغزش کی جگہ دیکھ کے ٹل جاتا ہون | جب دام مین پھنستا ہون نکل جاتا ہون
نظرون سے جہان کی پاس علی کہ رکھے | ہر مرتبہ گر گر کے سنبھل جاتا ہون

رباعی

جب تک رہا دولت فی پھنسا مجھکو | مقصود کا جلوہ نہ دکھا یا مجھکو
درویش ہوا تو معرفت حاصل کے | ویرانے مین گنج ہاتھ آیا مجھکو

رباعی

یارب یارب امیدوار آیا ہون | العفو العفو گناہگار آیا ہون
مجرم مجرم پکارتا ہے ہر مو | رحمت رحمت کہ شرمسار آیا ہون

رباعی

ای یاس ہوئی امیدواری تجھسے | ای رنج ہے چشم غمگساری تجھسے
اصرار گناہ مین ٹھکانا ہے طمع یان | ای شرم ہوئی تو رستگاری تجھسے

رباعی

آخر کو تھکے گناہ کرتے کرتے | عاجز ہوئے یام باد بجر سے بھرتے
کیون آے تھے ایسی زندگانی کی لیے | افسوس رہا یہ ہمکو مرتے مرتے

رباعی

دنیا کا سب انقلاب دیکھا ہے ہمنے | نیرنگ دہ خراب دیکھا ہے ہمنے
پر جا کے لحد مین چشم عبرت جو کھلے | معلوم ہوا کہ خواب دیکھا ہے ہمنے

رباعی

کیا مردم دنیا ہین خدا کی ہے پناہ | رہتے ہین گرفتار معاصی گمراہ
ابلیس کا کام آدمی ہو کے کرین | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

ہے واعظ شہر بھی نہایت بدخو | رندون کو برا کہتا ہے وہ بد خو
کہدو کوئی اوس سے کہ نہین منہ مین لگام | ای اشرف بے نہار بچیلو بچیلو

رباعی

ہین اہل جہان کی بہی نرالے دستور
مرنا بھی نہین انکا تکلف سی ہے دور
دنیا سے گذر کے بھی تعلق ہے وہے
تابوت کفن سدر جرین کافور

رباعی

پیغام طرب بہار لائے ساقی
بدلے رندی سے پارسائی ساقی
پھر ساغر سے چمن مین چٹکے غنچے
آواز شکست توبہ آئے ساقی

رباعی

ارباب جہان کا کچھ نرالا ہے طور
ہر وقت تلوّن ہے اگر کیجے غور
رو پشت نہین آئنہ آسا یکسان
منہہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھہ اور

تاریخ قدوم میمنت لزوم شاہزادہ عالم پناہ ڈیوک آف ایڈنبرا صاحب بہادر دام اقبالہ کہ معرفت صاحب چیف کمشنر بہادر گذرانی گئی

آمد شہزادہ سے ہے گلشن سارا لکہنؤ
سبز ہین باران رحمت سے نہال آرزو
مثل گل خندان ہے شادی سے ہر اک پیر و جوان
عید ہے بٹتی ہین سب بجتی ہین باجی کو بکو
ہین جوانان چمن بھی بادۂ عشرت سے مست
جہومتے ہین سرو گلشن مین کنار آبجو
جو سڑک ہی روشنی مین کہکشان سی کم نہین
منزل مہتاب تابان ہین دکانین چارسو
کیا چمک ہی کیا صفائی ہے در و دیوار مین
ہر قدم پر آئنے ہین رہرو ونکے روبرو
ہے رعایا شاد آیا مالک اقلیم ہند
کرتے ہین رہرو یہ خوش ہو ہو کی باہم گفتگو
واہ کیا اقبال ہے کیا جاہ ہی کیا عز و شان
کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے روبرو
ہو در دولت کا دربان یہ دارا کو ہوس
آئنہ داری کی رکہتا ہے سکندر آرزو
تخت سے اوسکی جواہر کا ہوا پایہ بلند
تاج سے اوسکے دُر یکتا نے پائی آبرو
عدل مین نوشیروان کیا اوس سے ہمسر ہو سکی
غیر ممکن ہے کہ ہو ہمچشم دریا آب جو

علم اس درجہ کیا ہے حق تعالی نی عطا | عالم و فاضل کی کیا طاقت کری جو گفتگو

زندہ ہوتے اندنون بقراط و افلاطون اگر | بے تکلف دل سے شاگردی کی کرتے آرزو

بحث حکمت مین کرسکا دن سے ارسطو کیا مجال | بند دو باتو نمین ہو جائی زبان بی گفتگو

موشگافی پر اگر آتے کبھی فکر دقیق | کاسۂ خورشید تابان مین نکل سکتے ہین مو

کیا اولوالعزمی ہے راہ پیدا دوگام ہے | ملک دیکھی ہین پھری ہین شش جہت مین چارسو

ہر جگہ ہر ملک مین جا جا کے کھیلا ہی شکار | دشت و دریا کا تماشا ہی نگہ سے کے روبرو

کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی دہر مین | فخر سیاحان عالم ہے یہی بے گفتگو

حکم ہے عاجز نوازی کا کہ باغ دہر مین | تار جیب گل ہو تار اشک بلبل سے رفو

اسقدر عالم مین دست فیض ہے گوہر فشان | پانی پانی ابر نیسان بھی ہے جسکے روبرو

اسقدر سیحانہ ہے اوسکی سخاوت کا وسیع | جام ہے خورشید جسمین آسمان جاسے سبو

ذکر قمری نے اگر اوسکی سخاوت کا کیا | واہ رہی تاثیر زرین ہو گیا طوق گلو

خلق عالی آشکارا ہے تمام آفاق پر | مشک نافی کے چھپائی سے کہین چھپتی ہے بو

جیسون کو دے اگر طاقت وہ بزم دہر مین | پا ہی خم چلنے لگے اوٹھنے لگے دست سبو

صورت بخشش کرے وہ باغ عالم میں دور | پیچ و تاب موج مٹ جا ہی میان آبجو

لائی جب لب پر نمازی ذکر اوسکے فیض کا | موتیون کی آب سی بھر بھر گئے قطرات وضو

دیکھ کر آئینہ الطاف مخلص روسفید | خون دشمن سے ہی تیغ قہر اوسکی سرخرو

کیا شجاعت ہے تمام آفاق پر چھایا ہے رعب | کانپتے ہین خواب مین بھی ہیبت سے عدو

تیغ وہ بران کہ روز جنگ سے تشنہ تر | چاٹ کر افراسیاب و گیو و رستم کا لہو

توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق | ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہے جسکے روبرو

فیل کا رتبہ کہین ہے آسمان سے بھی بلند | مہر ہے زرین عماری کیا ہی اسمین گفتگو

گفتگو سے رسکے کیا کوئی تعریفون کا حصر | کسطرح گنجایش دریا ہو مینا مین سبو

واسطی وقتِ دعا ہے کہ یہ خالق سے دعا　　سامنے محدوح کے ہے استادہ بہر نو ردبرو
رنگ و بوئے گلشنِ حشمت ترقی پر رہے　　جب تلک ہے گلشنِ عالم مین جوشِ رنگ و بو
کالعدم ہو جائین جو بدخواہ ہون تم کار کے　　خیر خواہون کو ملے ہر دم زیادہ آبرو
مصرعِ تاریخ آمد فارسی مین یون ہوا　　کردہ فیضِ مقدمِ شہزادہ بندِ لکھنو

تاریخ طبعِ دیوان تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خان بہادر متخلص بہ اسیر

ہوا طبع نادر کلامِ اسیر　　یہ دیوان ہے بے شبہہ باغِ سخن
لکھے اوسکے تاریخ یون واسطی　　چھپا خوب دیوانِ اوستادِ فن

ایضاً

دیوان اسیر کا ہے مطبوعِ اہلِ عالم　　الفاظ چست بالکل مضمون تمام مرغوب
تاریخِ طبع اوسکی یون واسطی نے لکھی　　استادِ واسطی کا دیوان چھپ چکا خوب

ایضاً

چھپ گیا خوب یہ دیوانِ فصاحت بنیاد　　لعل قیمت مین صفا مین درِ مکنون ہے یہ
واسطی سالِ مسیحی مین ہوئی یون تاریخ　　بلبلِ فکر کا گلدستۂ مضمون ہے یہ

تاریخ عربی

اعطاہ الجنۃ لعبد الموت　　احسان اللہ اسلے علیہ
قال الہاتف لہ تاریخ　　رضوان اللہ اسلے علیہ

غزل

حبذا مایہ دار دولتِ عشق　　دلش آگاہ از حقیقتِ عشق
بود چون معنیِ کرم ظاہر　　از کتابِ جرشش کرامتِ عشق
بر مریدانت از کرم انداخت　　چون ہما سایہ سعادتِ عشق
شاہ خادم صفی بہ عشقِ خدا　　نہ زین جہان رفت در طریقتِ عشق

در غم و رنج واسطی دل من — گفت اے واشہید در عونت عشق

تاریخ فارسی

شاہ خادم صفی ولی خدا — بفلک شد بہ سطح ہفت طبق
واسطی داشت اعتقاد تمام — شد گرفتار رنج و درد و قلق
من چہ گویم غم فراقش را — خون ہمی گرید آسمان ز شفق
گفت تاریخ رحلتش ہاتف — شاہ خادم صفی ولی بحق
۱۲ ہجری

دیگر

رونق افزائے خانوادہ چشت — پیر و مرشد و نائب حفیظ اللہ
شاہ خادم صفی عارف وقت — بود از اسرار سرمدی آگاہ
رفت ہیہات زین عالم — سوئے دار البقا بیک ناگاہ
خبر رحلتش بگوشم خورد — شد لبم آشنا بنالہ و آہ
نرسیدم بخدمتش افسوس — کہ رسید این مصیبتی جانکاہ
سال تاریخ گفت ہاتف غیب — تا دم مرگ گفتہ یا اللہ
۱۲ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی عارف وقت — ذکر حق داشت در سخن و جلی
داشت با پنجتن ولائے تمام — رفت در خدمت علی ولی
جان بحق داد چون بہ عشق خدا — عمر جاوید یافت لم یزلی
سال تاریخ گفت ہاتف غیب — شاہ خادم صفی ولی علی
۱۲ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی ولی کامل — با تلمیذ گفت عشق اللہ
سال تاریخ واسطی می جست — کرد او را سروش غیب آگاہ

سیزدہ مرتبہ اگر اے دل — کلمۂ حق بگو تو الا اللہ
سے شود سال فوت او ظاہر — گر بگیری تو سیزدہ ہمراہ

قطعات تاریخ اردو

گل تازہ بوستان خدا — شہ دو جہان خادم صفی
رہِ معرفت کے وہ رہبر ہوئے — جو سمجھے مرحلے اون سے سب سر ہوئے
زمانہ مین اونکے غنیمت تھے ذات — لگے ہین نہ سمجھے جو تھی اونمین صفات
رہ راست سبکو وہ بتلا گئے — نکات حقیقت وہ سمجھا گئے
عدم کو سفر کر گئے اب کے سال — ہوا سارے عالم کو اس کا ملال
دلِ سال کم ہو کے اے واسطی — یہ ہے تاریخ خادم صفی جنتی
۱۲ ہجری

دیگر

خلق مین بادشاہ تخت فقر — یعنی خادم صفی والا جاہ
کام کوئی کیا نہ جز رہِ حق — مالک ملک فقر دین کے پناہ
لی جو کے اکی سال راہ وفات — واسطی سب ہین صرف نالہ و آہ
سر ہر شعر نیک سے ہے تاریخ — لا ہیون اولیاء اللہ
۱۲ ہجری

دیگر

شاہِ خادم صفی عارف نے — جان دے اپنے عشق احمد مین
سال فصلے مین یون ہوئی تاریخ — وہ گیا خدمت محمد مین
۱۲ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی — ہوا ابتر جہان مین دفتر فقر
سال فصلے مین یون ہوئی تاریخ — بادشاہ جہان کشور فقر
۱۲ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی — واسطی کو کمال رنج ہوا
عیسوی سال مین مرے دل نے — کہا یہ کیا غضب ہوا ہے پیا

دیگر

شاہ خادم صفی عارف کو — سوی جنت جو قصد سیر ہوا
شدت درد و رنج فرقت سے — سب مریدون کا حال غیر ہوا
عیسوی سال مین یہ ہاتف نے — کہہ دیا خاتمہ بخیر ہوا

دیگر

بیک گردش چرخ نیلوفری — ہوئی دفتر دہر کی ابتری
مٹے نامیون کے نشان سیکڑون — ہوئے بے مکین یہان مکان سیکڑون
چلے گلشن دہر مین وہ ہوا — کہ نام نکویان نہ باقی رہا
صفی پور کا حال برہم ہوا — دل اہل عالم کو ماتم ہوا
وہ گھر جو خوشی سے تھی کل باغ باغ — وہ سب آج دنیا مین ہین بے چراغ
کوئی ساتھ مرقد مین جاتا نہین — کبھی فاتحہ کو سے آتا نہین
فنا ہے فنا ہے یہ سب کائنات — ثبات جہانی سے ہے اسکے ثبات
رجب کے مہینے کی تھی تیرھوین — اور اتوار کا روز تھا بالیقین
کہ دنیا سے فانی سے وقت سحر — کیا شاہ خادم صفی نے سفر
ہوا گوش زد جب مفصل یہ حال — کہون کیا ہوا کسطرح کا ملال
کئے دن سے رنج سب کو رہا — باصرار اک دوست نے یون کہا
کہ ای واسطی تو ہے اختر شناس — تجھے صبر لازم ہے کیون ہے اداس
کہ حضرت کا تھا آخری یہ سفر — ذرا دیکھ تو زائچہ کھینچ کر

غم و رنج مین سخت مشکل پڑے — مگر عاقبت سے نیکے ساعت گھڑے
لکھا زائچہ پھر بصد اضطرار — کہ معلوم ہو جس سے انجام کار
ہوئی جب لکھے اور کیا تسویہ — تو اس شک کا دل سے ہوا تصفیہ
ستاری ہین فضل خدا سے قوی — نحوست سے بیٹھے ہین ساری بری

زائچہ

عطارد و زہرہ شمس
مریخ
زحل
ذنب
راس
مشتری
قمر

ستارے ہین اوتاد مین سب تمام — سعادت پہ ہین دال یہ لا کلام
کب اس طرح سے ہون ستارے بہم — کہ ملتا ہے ایسا بہت وقت کم
اسے شکل اقبال کہتے ہین سب — کواکب کو ہوتی ہے قوت عجب
جو طالع کی جانب کو ہووے نظر — تو ہین سنبلہ ہے عطارد کا گھر
وہین صاحب خانہ موجود ہے — شرف کے سبب سے وہ مسعود ہے
نواں گھر سفر کا ہے دیکھا بغور — وہ گھر سعد اصغر کا ہے برج ثور
ہوا جاکے طالع مین اوسکا صدور — سفر اہل طالع کو ہووے ضرور
ہوئی غور سے بات یہ بھی عیان — عطارد سے زہرہ کا پایا قران

سفر میں سعادت ہو ہر طور کی نہیں اسمیں حاجت ہے کچھ غور کی
مگر دل میں اوسکے تعشق رہے ہے اوسکو ہر دم تعلق رہے
جو دیکھا سماکی و تیر کے طرف مقرر اس کا ہے بعون شرف
اوسے جا ملا مشتری کا مقام ہوئی اوس سے حاصل سعادت تمام
جو حیت مین ہے مشتری اندنون سو سے وار یاستے روان کیون نہون
سے گئے برج غارب یہ جب دم نظر تو دیکھا کہ بیٹھا ہے اوس مین قمر
کہ بیت الرجا کا ہے مالک وہے خبر دیتا ہے خانۂ دوست سے
رہے دوست کا اونکو ہر دم خیال نہ اسکے سوا اور کچھ ہو ملال
زحل مشتری سے اور زہرہ سے بھے وہ ہر ایک سے متصل ہے اب بھے
جو کرتا ہے وہ نور ہر یک کا جمع نہین اوسکو مریخ کرتا ہے منع
عطارد سے کرتا ہے پھر اتصال تو ہوتا ہے انوار کا انتقال
قبول اسکو کہتے ہین اہل نجوم سمجھتا ہے نیک اوسکو ہر ذی علوم
نتیجہ ہے اسکا یہ بے قیل و قال ہمیشہ رہے دوست سے اتصال
وتد ارض کا جسکو کہتے ہین سب اوسے غور سے مینے دیکھا ہی اب
کہ وہ قوس ہے خانۂ مشتری ہے کہ عاشر مین ہے مشتری کو سہے
نظر اوسپہ رکھتا ہے ہر دم قمر بلا شک ہوا آسکا اب یہ اثر
سدا آتی دل لے اوسکے ہر اک امید ملے اون کو جنت مین قصر سفید
کہ الماس گون سب ہون دیوار و در جڑے اوسمین موسکے رہین سر بسر
جو رابع مین ہے اب زحل کا مقام زبرجد سے ہو وہ منقش تمام
ملے اونکو اک بوستان قدیم کہ کہتے ہین سب جسکو باغ نعیم
تکلف سے جب سطے کرین منزلین تو ہون جا کے رونق فزا باغ مین

روان اونمین نہرین ہون سب شیر کے — یہ تاثیر ہے کوکب مشتری کے

ہیو طالع یون سے ہے جو بہرام کو — اوسے آٹھوین گھر کا مالک کہو

ہوا و ہوس کو کرے وہ فنا — مجرد رہے روح سب سی جدا

سبب ہے نسبت روح یون پر اثر — مریدا وسکے ہوتے رہین بہرہ ور

جو یان زائچہ مین پڑا انقل جوگ — تو تاثیر اوسکے یہ کہتے ہین لوگ

کہ ہونگین بہر حال مقصود کو — گروہ کسی کے ذریعے سے ہو

جو عاشر مین ہے مشتری بیگمان — پیمبر کا اوس سے وسیلہ عیان

ہمیشہ رہین خادم مصطفی — رہین اون سے مسرور شیر خدا

جو ہے زہرہ اب سنبلہ مین مقیم — عطارد کا جا کر ہوا ہے ندیم

اونہین حلۂ جنتی جو ملے — مشابہ ہو وہ رنگ شنجرف کے

کسے وقت پوشاک دہانی رہے — سفید اور کبھے آسمانی رہے

ہمیشہ رہے فضل رب غفور — رہین اونکی خدمت مین غلمان و حور

جو ہون اونکے خدمتین غلمان و حور — تو ہو مترخ پوشاک بر مین ضرور

لکھون زائچہ کا جو مین سارا حال — تو ہو طول سے سامعین کو ملال

لکھون سب کواکب کی نسبت اگر — تو ہو جائے دفتر سے بھی بیشتر

اسیواسطے مینے تقلیل سے — فضیلت مفصل یہ مجمل کو دے

لکھا ماجرا راہ سے جسکا سب — کرون حال دنیا کا مرقوم اب

بنے گا بہت خوب اک مقبرا — رہینگے وہان جمع خلق خدا

رہیگا کھلا فیض و رحمت کا باب — ہمیشہ رہین معتقد کامیاب

کہے مینے آخر یہ تاریخ سال — سعید ہے ہو خدا سے وصال

ہمیشہ زمانے کو ہے انقلاب | فنا کا کشادہ ہے ہر شی پہ باب
نہین ہے کسی چیز کو بھی ثبات | فنا ہے فنا ہے یہ سب کائنات
زمین آسمان سب ہین اک دن فنا | فقط ذاتِ واحد کو ہوگی بقا
فنا کا نہ کیونکر ہو سب کو یقین | کہ شب کو ستارے ہین دن کو نہین
فنا کیسے کیسے جوان ہوگئے | کہان تھے کہان سے کہان ہوگئے
نہ وہ تن نہ وہ روح و جان رہ گئے | فقط مدح وردِ زبان رہ گئے
شب و روز چلتے سے ہے راہ عدم | یہ دنیا نہین کچھ سرا سے ہے کم
ہے کوچ کا ہمین ہر دم خیال | قیام اسمین ہے ایک امرِ محال
ہوئے پیر عمر اب بسر ہوگئے | اوٹھو سونے والو سحر ہوگئے
فنائے جہان کا ہے ہر دم خیال | کہ خادم صفی کا ہوا انتقال
بچھڑ جائینگے جس دم ونیو نکو موت | ہین بھلے لازم ہوا خوف فوت
نجیب ذات تھے اونکے صاحب کمال | کرے مدح اونکی کوئی کیا مجال
وہ رخشندہ روشن جو پرنور تھا | سبب تجلیِ شمعِ سرِ طور تھا
جو موزون تھا وہ دست گوہر فشان | تو اشعار خمسہ تھین پانچ اونگلیان
وہ آنکھین جو تھین چشمہ راہِ دین | دو لب لائق صد ہزار آفرین
نہاین چشمہ ہونے مین کچھ اونکے شک | کہ تھین غوطہ خور اونمین دو مردمک
جہان نقش پائے مبارک پڑا | سرِ اولیا اوس زمین سے بنا
عجب صاحبِ لطف و الطاف تھے | خلاصہ خدائی کا وہ ذات تھے
سر قبر لائے جو لاشہ مرید | زمین کو بھی اوس دم ہوئی ایک عید
زمین مارے شادی کے تھی باغ باغ | کہ ہاتھ آگیا گوہر شب چراغ
جہان غم سے سب تیرہ و تار تھا | کہ خورشید زیرِ زمین چھپ گیا

سبت کی جو تاریخ میں جب دو کد	زمیں بولے لاسٹے چراغ لحد ۱۲

دیگر

شد بآن سلطان چنین فرمان عشق	از خودے بگذر کہ باشے جان عشق
عاشق صادق شہ خادم صفی	کرد جان خویشتن قربان عشق
شد بعشقش سوئے میر دسہوہ	جان تازہ می رسد از جان عشق
از وجودش آرزوی نفع و شہت	عشق را در دل بماند ارمان عشق
کے رسد با عشق او عشق کسے	از ازل آوردہ بود ایمان عشق
شد زیکرنگی دوسئے از ہمہ گر	عشق جانش گشت و او شد جان عشق
مثل دیگر مردگان از کار رفت	از وفات او بروں شد جان عشق
کرد روشن شمع دین را زین سبب	داشت در دل آتش پنہان عشق
سال تاریخش بہ فضلے واعظی	گفت ہاتف کشتہ پیکان عشق ۱۲

فصلے

تاریخ ہندی دوہا

حضرت شاہ خادم صفی چہانڈو جگ سنسار	ہندوی سمت فضل بتاوت نرتی سوچ بچار
اسوج سدی پورنماسی آج دن اتوار	بھور بھئی بچھڑ گیا اب ہی پیا ہمار

سنہ ۱۹۰۲

خاتمۃ الطبع مطبوعہ سابقہ

مطبوع ہر طبع ریختہ خامہ رشک خاقانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

بعد حمد خالق انس و جان و نعت سید کون و مکان منقبت آل اطہار و مدحت اصحاب کبار سالک مسالک ہیچمدانی تسلیم سہسوانی بہر سر گفتار آتا ہے اور عاشقان معنی رنگین و مبتلایان خیالات باریک کو مژدہ سناتا ہے کہ دفتر فصاحت مصحف بلاغت مخزن سلاست معدن متانت کرشمہ فکر رسا جلوہ طبع ذکا جریدہ خوش مقالی طومار نازک خیالی بہار باغ سخنوری شمع

معنی پروری یعنی دیوان شاعر رنگین کلام حضرت واسطی منشی فضل رسول خان نام صاحب
اشعار جز بلہ و نبیلہ تعلقدار ملک اودہ متوطن قصبہ سندیلہ اوستاد جملہ شعرا عطارد ضمیر شاگرد رشید
دبیر خبیر منشی مظفر علی اسیر کا کہ جسکا ہر مصرعہ ریختہ مجموعہ زلف دلاویز حسینان ہے ہیت
سادہ رشک ابروی نازنینان شوخی مضمون گرمجوشی ہے محبوبون کی ربط مہ جبین ہم آغوشی
ہے خوبون کی کنائے عین اشارے اچھی آنکھون والون کے گریز شاعرانہ مین ساری ڈھنگ
غزالون کے ترکیب درست بندش چست مطلع مین عالی ہمم فرخندہ شیم دُرۃ التاج افتخار و
اقتدار یا لک مطبع اودہ اخبار بانی مبانی جود و عطا مرجع بندگان خدا سامی الاخلاق
عمیم الاشفاق منشی نول کشور ستودہ آفاق کے دوسری بار واقع ماہ اپریل ۱۸۷۲ء
مطابق ماہ صفر المظفر ۱۲۸۹ ہجری مطبوع ہوا اور پری کی تصویر ہوکر مطبع سے باہر نکلا

منہ

۱۲۸۸ھ

چھپا جب یہ دیوان باغ و بہار
سن طبع کی خبرت واسطی

کھلی دل کی ہر ایک کے تب کھلی
دم فکر تاریخ مجھکو ملی

نتیجہ طبع وقاد سخنور بے مثال شاعر نازک خیال حمت اللہ مولوی سید عصفر علیخان متخلص بہ حلیم ابن مدبر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان متخلص باسیر

کیا خوب چھپا ہے واسطی کا دیوان
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
پوچھا جسوقت مجھسے ہاتف ز کہی
مفعولن فاعلن مفاعیل فعل

ہر دل کو حلیم یہ سخن ہے مقبول
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
تاریخ چھپا دیوان فضل رسول
مفعول مفاعیلن مفعول فعول

۱۲۸۹ھ

نتیجہ فکر سخندان بلیاقت مانی البال احمد حسن خان صاحب متخلص بجوش خلف نواب محمد مقیم خان مرحوم

طبع شد چون کلیات واسطی
شاعر شیرین زبان خوشگو فصیح

سال طبعش جوش تا لفنا گهان ‌ ‌ گفت گلزار مضامین ملیح
ریخت خامه شاعری کیتا شیخ رضا حسین صاحب متخلص بہ رضا
رضا بلبل فکر تاریخ گفت ‌ ‌ بہ گلزار طبع گل نو شگفت

ھ ۱۲۸۶

ولہ

شده طبع دیوان فضل رسول ‌ ‌ مضامین عجائب عجب و کرشمہ
رضا بہر تاریخ کردم چو فکر ‌ ‌ ندا آمد از دل خوش افکر نیک

۱۲۸۶ ہجری

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ ‌ ‌ مضامین غیرت ماہتاب است
رضا کلکم چنین تاریخ طبعش ‌ ‌ رقم زد اعتبار این کلام است

۱۲۸۶ ہجری

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ ‌ ‌ بہار عشق سوز دل نوشتم
رضا برجستہ این تاریخ فصلی ‌ ‌ شرار عشق سوز دل نوشتم

۱۲۷۸ فصلی

ولہ

مطبع مین اب نو مع وہ دیوان چھپ جاتا ہے ‌ ‌ الفاظ جسکے عمدہ ہین شعر جسکے رنگین
تم بھی رضا یہ لکھو تاریخ طبع اوسکی ‌ ‌ دیوان واسطی کا ہے مجمع مضامین

۱۲۸۶ ہجری

ولہ

مژدہ اے شاعران ہندستان ‌ ‌ طبع دیوان واسطی کا ہوا
فکر تاریخ کی ہوئی جو رضا ‌ ‌ غنچہ آرزو ہے دل نے کہا

۱۲۸۶ ہجری

ولہ

ہوا طبع دیوان فضل رسول ‌ ‌ ضیا مین ہے رشک تجلی طور
لکھا مصرع طبع ہنگام فکر ‌ ‌ قلم نے لکھے ہین مضامین نور

۱۲۸۶ ہجری

قطعهٔ تاریخ نادر متر شحهٔ خامهٔ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر

طبع دیوان واسطی کا ہوا + کارنامے ہین یہ تمام اوراق +
دفتر عشق ہے ہر ایک ورق + جانتے ہین جو ہین بڑے مشتاق
کلک نادر نے یہ لکھی تاریخ + ہو گئی طبع دفتر عشاق + ۱۲۸۴ھ

ولہ

چھپا واسطی کا جو نادر کلام + بجا ہے جہانتک کرون مین ثنا
ہوئی دل کو جب فکر تاریخ کی + گل باغ مقصد قلم نے لکھا ۱۲۸۴ھ

جودت طبیعت شاعر بازیب وزین محمد مظہر حسین صاحب متخلص بہ شفق ہمشیرہ زادہ آفتاب الدولہ بہادر

وہ افصح الفصحا واسطی زباندان ہے + کہ آج ہند مین مشہور رشک سحبان ہے
دیا ہے رتبهٔ عالی وہ اوسکو خالق نے + کہ آج اپنی رعیت پہ ظل سبحان ہے
وہ فن شعر مین یکتا ہے اس زمانے مین + جو ہمسری کا کرے قصد کیا ہی نادان ہے
وہ اوسکا بلبل خامہ ہے زمزمہ پیرا + کہ جسکے فیض سے سارا جہان گلستان ہے
کلام مین یہ مزہ عشق کا ٹپکتا ہے + کہ روح سعدی بھی سو جان سے ثناخوان ہے
وہ رنگ اوسکی طبیعت نے خود کیا پیدا + کہ جس سے ناسخ و آتش کی روح حیران ہے
بلاغت ایسی ہے سامع کا دم پھڑک جائے + زبان پاک فصاحت مین تیغ بران ہے
ہوا ہے جمع وہ دیوان لاجواب اوسکا + کہ جسکا مطلع ہر اک آفتاب تابان ہے
چھپا ہے مطبع منشی نولکشور مین وہ + کہ جسکا سارے زمانے پہ آج احسان ہے
شفق نے بھیجدی تاریخ آپ یسے لکھکر + بہار گلشن ہندوستان یہ دیوان ہے ۱۲۸۴ھ

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان در صنعت منقوط +

یہ فن شعر مین ہے واسطی کو آج کمال + ہر ایک کو سامنے منہ کھولنا ہی اونکے محال

دیا اوسنے جو دیوان واین ترتیب ۔۔۔ تو آیا لکھنے کا تاریخ کی مجھکو بھی خیال
پکارا ہاتف غیبی کہ لکھ شفیق مت منقوط ۔۔۔ چھپی وہ نظم جو ہی شمع بزم اہل کمال ۱۲۸۹

ایضاً تاریخ فصلی و صنعت غیر منقوط

ہوا مطبوع وہ دیوان کہ جسکو سونسی جو لی ۔۔۔ تو اوسکا طوطی خامہ بھی بلبل کیطرح بولے
نہین دیوان لکھا واسطی نے طبع رنگین سے ۔۔۔ در گنج معانی شاعرون کی واسطے کھولے
شفیق تاریخ فصلی بی نقط لکھنے کو جب بیٹھا ۔۔۔ بڑہی فکر رسا مین طائر مضمون کی پر کھولے ۱۲۸۱

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر خوش بیان منشی برکت علی خان صاحب متخلص بہ ساغر نبیرہ منشی عبد الکریم صاحب سابق میر منشی گورنری

چھپا اختر واسطی خوب دیوان ۔۔۔ بہت بہتر و عمدہ مطبوع سلطان
مصنف جو ہین اوسکے فضل رسول ۔۔۔ وہ بزم سخن مین ہین شمع درخشان
خبر سال ہجری یہ شاعر نے دی ۔۔۔ دل گوش سے سن لو تاریخ دیوان ۱۲۸۱

قطعہ تاریخ متفکرہ ناظم صاحب طبیعت محمد علیخان صاحب متخلص بہ نکہت

رہے عروج پہ یا جاہ و فر دماغ ہند ۔۔۔ بھرا پڑا رہے یا رب سدا ایاغ ہند
ہوا ہی طبع یہ دیوان واسطی اختر ۔۔۔ وحید عصر ہین فضل رسول باغ ہند
مقابل اونکے نہ خاقانی و نہ فیضی ہے ۔۔۔ اونہین سے عرش معلی پہ ہی دماغ ہند
یہ زور طبع ہی اونکو کہ ہے کلام فصیح ۔۔۔ ہین شمع بزم سخن اور ہین چراغ ہند
نہ ہم سخن کوئی اونکا ہے اور نہ ہمسر ہے ۔۔۔ برنگ لالہ جگر پر ہے سبکی داغ ہند
پڑا تھا خواب سے غفلت مین آگیا یہ خیال ۔۔۔ تو دو ہو گیا مجھے تیسیر سر پہ زاغ ہند
تو اوسکی فکر مین نکہت جو اہوا ہی عبث ۔۔۔ جو پوچھے سال طبع تجھسے کہہ چراغ ہند ۱۲۸۹

قطعه تاریخ از جناب تدبیر الدوله مدبر الملک سید منشی مظفر علیخان بهادر بهادر جنگ المتخلص به اسیر سلمه الله القدیر اوستاد مصنف دیوان

رقم شد چه دیوان نادر اسیر	مضامین آن جان اہل سخن
بتاریخ او بلبل طبع من	صدا زد گلستان اہل سخن

قطعه تاریخ از مصنف سلمه الصمد

کیا واسطی نے یہ دیوان رقم	عیاں اس سے ہیں جوہر واسطی
ہوئی فکر جب دل کو تاریخ کی	ملک نے کہا اختر واسطی

از نتائج افکار شیخ شوکت علی صاحب متخلص به شوکت تلمیذ رشید مصنف دیوان

واسطی اوستاد من چون نظم کرد	منتخب دیوان شوق عاشقی
بہر سال طبع شد شوکت رقم	مصرعہ تاریخ ذوق عاشقی

نتیجه فکر یعنی تاریخ اشاعت کلیات از حشمت الدوله سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ متخلص به حکیم خلف اکبر منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

حکیم از فضل رب چون طبع گردید	بزنگ باغ دیوان خوش آئین
نمودم فکر در تاریخ سالش	نوشتم انجمن آرا همین

از نتیجه فکر افضل الدوله مظفر الملک سید افضل علیخان بهادر شوکت جنگ متخلص به افضل خلف اصغر منشی مظفر علی خان اسیر

کیا خوب ہی یہ دیوان کیا خوب ہی یہ دیوان	بیشک جواب ناسخ بیشک جواب ناسخ
افضل کہی یہ تاریخ مرقوم کی مکرر	رشک جناب ناسخ رشک جناب ناسخ

تاریخ ترتیب دیوان طبع زاد شیخ احمد علی صاحب متخلص به شوق خلف شیخ کاظم علی صاحب مرحوم شاگرد تدبیر الدوله منشی مظفر علیخان اسیر

کیا فضل خدا سے ہوا دیوان مرتب	رنگینی اشعار سے ہر مصرعہ حسین ہے

ہاتف نے کہا مصرعہ تاریخ یہ ای شوق
دیوان ہے یا ایک گہر گنجینہ سخن ہے

ایضاً

دیوان چھپا واسطی اہل سخن کا
انداز نرالا ہے نیا رنگ سخن ہے
تاریخ کہی طبع کی اسے شوق یہ مینے
مضمون ہین گل پھول یہ دیوان چمن ہے

از نتیجہ افکار شاعر یکتا شیخ ظہور حسن صاحب متخلص بہ ظہور شاگرد تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان صاحب اسیر

از فضل خدا چو طبع گردید
منشور فصاحت و بلاغت
مرقوم ظہور کرد تاریخ
گلدستہ عنوان الفت ۱۲۹۱ھ

قطعہ تاریخ از لالہ خیراتی لال صاحب مصحح نویس انجمن ہند متخلص بہ طاہر

پے قبول دل شاعران لوذعی و فن
چہ داد داد سخن واسطے بہ نظم کلام
ز روی آب گہر لفظ معنیش طاہر
بہر فروغ پی سال آن حساب تمام ۱۲۹۱ھ

طبعزاد سید باقر علی صاحب رضوی شاگرد مصنف دیوان سلمہ متخلص بہ حسین

خان ممدوح کے اوصاف رقم کیا کیجئے
آج اس عہد مین خلاق معانی ہے یہ
ایسا دیوان کیا نظم خلائق مرغوب
جسنے دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہے یہ
کہنہ مشاقون کے عالم مین قلم توڑدیے
کیون نہو فکرت ایام جوانی ہے یہ
فی التحقیق کہ عجب نغمہ سرائی کی ہے
یادگار اس چمنستان مین نشانی ہے یہ
فکر غواص سے پوچھا تو کہا ای حیرت
بحر انوار طبیعت کی روانی ہے یہ ۱۲۹۱ھ

خاتمۃ الطبع

المنۃ للہ کہ دیوان بلاغت عنوان معروف بہ دیوان واسطی ماہ ... مطابق شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپکر تمام ہوا